مکمل مدلل

مسائل
مساجد مع عیدگاہ

قرآن وسنت کی روشنی میں

حضرات مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند کی تصدیق وتائید کے ساتھ

مؤلف

مولانا محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

الناشر

مکتبۃ الحسن

33۔ حق سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور

فون 042-7241355 موبائل 0300-4339699

042-7015002 فیکس 042-7241356

نام کتاب .... مسائل مساجد مع عیدگاہ

مصنف .... مولانا محمد رفعت قاسمی

باہتمام .... عبدالقدیر

تعداد 1100

قیمت .... 110 روپے

الناشر

مکتبۃ الحسن

33۔حق سٹریٹ اردو بازار۔لاہور

فون 042-7241355 موبائل: 0300-4339699

042-7018002 فیکس 042-7241355

فہرست عنوانات مکمل و مدلل مسائل مساجد و عیدگاہ

عنوان	صفحہ
انتساب	۱۶
عرضِ مؤلف	۱۷
تقریظ فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہٗ پالنپوری محدث کبیر دارالعلوم دیوبند	۱۸
تصدیق حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب دامت برکاتہم مفتی دارالعلوم دیوبند و مُرتّب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	۱۹
ارشادِ گرامی قدر مولانا مفتی کفیل الرحمن نشاط عثمانی مفتی دارالعلوم دیوبند نبیرہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ	۲۰
آیتِ قرآنی مع ترجمہ وخلاصۂ تفسیر	۲۱
بعض مسائل متعلقہ آیت	۲۲
مساجد کی اہمیت وعظمت	۲۳
جہاں مسجد کی ضرورت ہو وہاں بنانے کا اجر	۲۵
مساجد کا قدرتی نظام	۲۹
دُنیوی اور دینی اصلاح	۳۲
سالانہ تنظیم	۳۳
مسجد کس کو کہتے ہیں؟	۳۴
مسجد بنانا فرض ہے یا واجب؟	//
مسجد کا خرچ ذاتی پیسے سے ہو یا چندہ سے؟	۳۵
نقصان شدہ شے کا ضمان مسجد میں دینا؟	//
مسجد کے لیے حکومت سے امداد لینا؟	//
مسجد کا روپیہ مدرسہ میں خرچ کرنا؟	۳۶
مسجد میں شیعوں کا چندہ	//
کفر کی حالت کا روپیہ مسجد میں خرچ کرنا؟	//
بلیک کرنے والے کا روپیہ مسجد میں؟	۳۷
مخلوط آمدنی والے کا چندہ مسجد میں؟	۳۸
مسجد و مدرسہ کی رقم بطورِ قرض ایک دوسرے میں صرف کرنا؟	۳۹
فقیر کا مانگا ہوا پیسہ مسجد میں؟	//
مسجد کا چندہ عمومی کاموں میں خرچ کرنا؟	//
پگڑی کی رقم مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا؟	۴۰

عنوان	صفحہ
مسجد کا روپیہ تجارت کے لیے دینا؟	۴۰
مساجد کا روپیہ حکومت کو دینا؟	۴۱
مسجد کے لیے چندہ کر کے مدرسہ بنانا؟	//
مسجد و مدرسہ کے نام سے مشترک چندہ کرنا؟	//
غیر مسلم سے مسجد کے لیے چندہ لینا؟	۴۲
شراب کی آمدنی سے مسجد میں چندہ دینا؟	۴۳
خنزیر کے بالوں کے برش بنانے والوں کا پیسہ مسجد میں لگانا	//
مسجد میں چندہ کرنا؟	//
چندۂ مسجد سے مٹھائی تقسیم کرنا؟	۴۴
مالی جرمانہ لینا اور مسجد میں صرف کرنا؟	//
مسجد کے لیے جبراً چندہ لینا؟	//
سودی قرض پر لیا روپیہ مسجد کے ضمان میں دینا؟	۴۵
سودخور کے ترکہ کی رقم مسجد میں لگانا؟	۴۶
ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں لگانا؟	//
چوری کی لکڑی اور حرام رقم سے بنائی گئی مسجد کا حکم	//
پایا ہوا پیسہ مسجد میں لگانا؟	۴۷
قربانی کی کھال کی قیمت تعمیر مسجد میں؟	//
مسجد میں زکوٰۃ کی رقم حیلہ کر کے لگانا؟	//
برآمدہ کے لیے کیے ہوئے چندہ سے کرایہ کی دوکانیں بنانا؟	۴۷
سود پر رقم قرض لے کر مسجد میں لگانا؟	۴۸
فلم، پکچر کی آمدنی مسجد میں لگانا؟	//
مزار کے چندہ سے مسجد کے امام کی تنخواہ؟	۴۹
تحفظِ مسجد کے لیے مقدمہ کے مصارف مسجد کی رقم سے؟	//
مسجد کی رقم سے کسی غریب کی مدد کرنا؟	۵۰
بیعانہ کی رقم مسجد میں لگانا؟	//
مسجد کی آمدنی سے تنخواہ وضع کرنا؟	//
ایک وقف کی رقم دوسری جگہ خرچ کرنا؟	۵۱
ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں صرف کرنا؟	۵۲
سود کا پیسہ مسجد کی روشنی وغیرہ میں خرچ کرنا؟	//
لاوارث کا مال مسجد میں لگانا؟	//
ٹھیکے پر لی ہوئی زمین پر مسجد بنانا؟	۵۳
غیر آباد میدان میں مسجد کا صرف سنگِ بنیاد رکھنا؟	//
مشترکہ زمین میں مسجد بنانا؟	۵۴
مسجد کی زمین پر قبضہ کرنا؟	//
مسجد کی زمین میں کرایہ دار کیلئے دکان بنانا؟	//

عنوان	صفحہ
ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد کے لیے قرض دینا؟	۵۵
زمین کے کچھ حصہ پر مسجد کی نیت کرنا؟	//
غیر مسلم کا مسجد تعمیر کرانا؟	۵۶
غیر مسلم کا مسجد کے لیے زمین وقف کرنا؟	۵۷
مقبوضہ سرکاری زمین پر مسجد؟	//
مسجد کے پلاٹ کا تبادلہ کرنا؟	//
مسجد کے وقف مکان کو بیچنا؟	۵۸
مغصوبہ زمین پر مسجد بنانا؟	//
بلاضرورت مسجد کو منہدم کرنا؟	۵۹
مسجد کی زمین کو امام نے اپنے نام کرالیا تو؟	//
مسجد کے لیے وقف شدہ زمین میں اسکول یا قبرستان بنانا؟	//
طوائف کا زمین کو مسجد کے لیے وقف کرنا؟	۶۰
جو جگہ مدرسہ کی نیت سے خریدی اس کو مسجد کے لیے وقف کرنا؟	//
مدرسہ کی عمارت پر مسجد بنانا؟	//
مسجد کے باہر اُفتادہ زمین پر دوکانیں بنانا؟	//
مصالح مسجد کے لیے دی گئی زمین کو فروخت کرنا؟	۶۱
مسجد کے نام وقف زمین کو تبدیل کرنا؟	
سرکاری زمین پر بغیر اجازت مسجد بنانا؟	۶۱
اُفتادہ زمین پر مسجد بنانا؟	۶۲
مدرسہ کے لیے مسجد کی زمین پر تعمیر کرنا؟	۶۳
گھر کو مسجد بنانا؟	//
جب مالک کی اجازت سے اذان وجماعت ہونے لگے تو وہ مسجد بن گئی۔	۶۴
مسجد کا نقشہ غیر مسلم سے تیار کرانا؟	۶۵
غیر مسلم سے مسجد کی بنیاد رکھوانا؟	۶۶
مسجد کی بنیاد رکھتے وقت کی دعا	//
کیا مسجد کی بنیاد رکھتے ہی مسجد کا حکم ہوگا؟	//
مساجد کی حدود واضح ہونی چاہئیں	۶۷
محلہ والوں کی ذمہ داری	۶۹
حُدودِ مسجد کا مطلب	//
سڑک کی توسیع میں مسجد کا دیدینا؟	۷۰
سڑک پر مسجد کی ڈاٹ کا حکم	۷۲
دومنزلہ مسجد کا حکم	//
مسجد کا تبادلہ کرنا؟	۷۳
مسجد کا شہتیر پڑوسی کی دیوار پر ڈالنا؟	//
توسیع مسجد کے لیے پڑوسی کا مکان لینا؟	//
مسجد کی دیوار میں نقش ونگار کرنا؟	۷۴

عنوان	صفحہ
جوتے پہن کر جماعت خانہ میں داخل ہونا ؟	۷۵
دورانِ تعمیر مسجد میں جوتے پہن کر جانا ؟	//
معماروں کا مسجد میں گھٹنے کھولنا ؟	۷۶
مسجد میں مینار کتنے ہوں ؟	//
مسجد سے ملا کر اپنی تعمیر کرنا ؟	//
مسجدِ کبیر کی تعریف	۷۷
مسجد کا نام "مسجد حرم" رکھنا ؟	//
"مسجدِ غرباء" نام رکھنا ؟	//
نام کھدوا کر مسجد پر پتھر لگوانا ؟	۷۸
مسجد میں اپنے نام کا پتھر لگوانا ؟	//
مسجد کے صحن میں تعمیر کے بعد کنواں کھدوانا ؟	//
مسجد تعمیر ہونے کے بعد تہہ خانہ بنانا ؟	۷۹
مسجد کے نیچے تہہ خانہ اور اوپر ہال بنانا ؟	۸۰
نیچے مدرسہ اوپر مسجد	۸۱
نیچے مسجد اوپر رہائش گاہ	//
نیچے دوکان اوپر مسجد ؟	//
مسجد سے متصل جگہ کو مسجد میں داخل کرنا ؟	۸۲
مسمار شدہ مسجد کے صحن میں دوکانیں بنانا ؟	//
مسجد کا نقشہ مکمل ہونے کے بعد نیچے دوکانیں بنانا ؟	۸۳
عارضی ضرورت کے لیے بنائی گئی مسجد کا حکم	۸۴

عنوان	صفحہ
مسجدِ ضرار کیا ہے ؟	۸۴
مسجدِ ضرار میں آگ کیوں لگوائی گئی ؟	۸۷
مسجد کی پرانی اینٹیں جوتے رکھنے کی جگہ لگانا ؟	۹۰
مسجد میں جوتے اتارنے کی جگہ سے اقتداء کرنا ؟	۹۱
ہوسٹل کے کمروں کی مسجد بنانا ؟	//
بغیر اجازت مٹی لے کر مسجد میں لگانا	۹۲
مسجد کو ہٹا کر راستہ کشادہ کرنا ؟	//
مسجد کو منتقل کرنا ؟	//
مسجد کو مدرسہ بنانا ؟	۹۳
نئی آبادی میں مسجد بنانا ؟	//
بلا ضرورت مسجد بنانا ؟	//
خاندانی اعزاز کے لیے مسجد بنانا ؟	۹۴
قبلہ کیا ہے ؟	//
قدیم مسجد کا رُخ صحیح نہیں تو کیا کریں ؟	۹۶
مسجد کا قبلہ سے معمولی فرق ہونے کا حکم	۹۷
غلط بنیاد پر مسجد کی تعمیر کا حکم	//
مسجد میں محراب بنانا ؟	۹۸
محراب بنانے سے مسجد کے گرنے کا خطرہ ؟	۹۹
کیا محراب داخلِ مسجد ہے ؟	//
محراب کے بجائے صفِ اول میں نماز پڑھنا ؟	//

عنوان	صفحہ
محراب میں آفتاب کی تصویر بنانا؟	۱۰۰
بڑی مسجد کی صفوف کو دائیں بائیں سے کم کرنا؟	//
مسجد کے بجائے مکان میں صف کا چھوٹی بڑی ہونا؟	۱۰۱
امام کا مسجد کے وسط میں کھڑا ہونا؟	۱۰۲
مسجد کی زمین میں مدرسہ کے لیے مکان بنانا؟	//
مسجد کی بچی ہوئی زمین پر درسگاہ بنانا؟	۱۰۳
مدرسہ کے زیر تولیت مسجد کا حکم؟	//
مدرسہ کا راستہ مسجد میں کو؟	۱۰۴
مسجد کے دالان میں مدرسہ؟	//
مسجد کی آمدنی مدرسہ پر صرف کرنا؟	//
مدرسہ کی زمین میں مسجد بنانا؟	۱۰۵
مسجد کی وقف زمین میں مدرسہ بنانا؟	//
ویران شدہ مسجد کی جگہ پر مدرسہ بنانا؟	//
مسجد میں امام کے لیے کمرہ بنانا؟	۱۰۶
مسجد کی چھت پر امام کے لیے کمرہ بنانا؟	//
امام کا مع اہل وعیال احاطۂ مسجد میں رہنا؟	۱۰۷
امام کا کمرہ داخل مسجد کرکے اوپر کمرہ بنانا؟	//
امام کا مسجد میں پلنگ بچھا کر لیٹنا؟	//
مسجد کی چیزوں کا امام و مؤذن کے لیے استعمال کرنا؟	۱۰۸
امام کا مسجد میں تجارت کرنا؟	//
مسجد کا غلّہ فروخت کرنے والا ضامن ہے	//
مسجد کے درخت کے پھل کا حکم؟	//
مسجد کی بالائی منزل پر مسافر کا قیام کرنا؟	۱۰۹
مسجد میں داخل ہونے کی دعا کہاں سے پڑھی جائے؟	//
مسجد میں آتے اور جاتے وقت سلام کرنا؟	۱۱۰
تبلیغی نصاب مسجد کے مائک پر پڑھنا؟	//
مسجد میں پیسہ دینے والوں کا اعلان کرنا؟	۱۱۱
فیس دے کر اعلان کرانا؟	//
مسجد کے مائک پر چندہ دینے والے کا نام پکارنا؟	//
مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا؟	۱۱۲
مسجد کے مائک پر اعلان جبکہ اس کے پھول میناروں پر ہیں؟	۱۱۳
مائک پر مسجد کے اندر سے اذان دینا؟	//
ایک سے زائد مسجدوں میں مائک پر اذان؟	۱۱۴

عنوان	صفحہ
مسجد کے مائک کا اذان کے علاوہ استعمال؟	۱۱۴
مسجد میں ٹیپ ریکارڈ سے وعظ سننا؟	//
مسجد میں کرسی بچھاکر وعظ کرنا؟	۱۱۵
شب برات میں مسجد کے مائک پر تقریریں کرنا؟	//
مسجد کی رقم سے بیٹری بھروانا؟	//
مسجد میں تولیہ وغیرہ رکھنا؟	۱۱۶
مسجد کے اندر پائیدان رکھنا؟	//
مسجد میں اُگالدان رکھنا؟	۱۱۷
ماہِ رمضان میں مسجد کو سجانا؟	//
دربارِ الٰہی میں دنیا کے کام	//
دنیا کی باتوں سے اجتناب	۱۱۸
رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی اور اُمت کو ہدایت	//
مسجد میں دنیوی باتیں کرنا؟	۱۲۰
مسجد میں بیٹھ کر مشورہ کرنا؟	۱۲۱
مسجد میں نعت شریف پڑھنا؟	//
مسجد میں خرید و فروخت کرنا؟	۱۲۲
خانۂ کعبہ کی تصویر مسجد میں لگانا؟	//
مسجدِ نبوی کے فوٹو کی طرف رُخ کرکے درود شریف پڑھنا	۱۲۳
تصویر والی کتاب مسجد میں پڑھنا؟	۱۲۴
مسجد میں مرحوم کے لیے ختم پڑھنا؟	//
سحری کے لیے مسجد کی چھت پر نقارہ بجانا؟	//
مسجد کی چھت پر چڑھ کر شکار کھیلنا؟	۱۲۵
مسجد میں نہ جانے کی قسم کھانا؟	//
مسجد کی دیوار میں دوکان کی الماری بنانا؟	//
مسجد سے نکلنے کے لیے تیمم کرنا؟	۱۲۶
کیا مسجد میں پہونچ کر پہلے بیٹھے؟	//
تحیۃ المسجد کا حکم	۱۲۷
مسجد میں نمازِ جنازہ؟	۱۲۸
جنازہ مسجد سے باہر امام اور مقتدی مسجد کے اندر؟	۱۲۹
مساجد کے شہید کرنے پر سزا فوراً کیوں نہیں؟	//
مسجد پر قبضہ کرکے گھر بنالینا؟	۱۳۰
مسجد کا بیمہ کرانا؟	//
مسجد کے خادم کے ساتھ رعایت کرنا؟	//
کیا خادمِ مسجد کی اولاد کو وراثت کا حق ہے؟	۱۳۱
مسجد میں حدیث لکھ کر لگانا؟	۱۳۲

عنوان	صفحہ
مسجد کی دیوار پر اشتہار لگانا؟	۱۳۲
مساجد میں اشتہار والے کیلنڈر و جنتری لگانا؟	۱۳۳
غیر مسلم کے پاس مسجد کی امانت ضائع ہوگئی؟	//
مسجد میں چوری ہو تو کیا متولی پر ضمان ہوگا؟	۱۳۴
مسجد کی امانت چوری ہوجائے تو ضمان کا حکم؟	//
مسجد کی حدود سے باہر صف و شامیانہ مسجد کی آمدنی سے؟	۱۳۵
طوائف کی تعمیر کردہ مسجد میں نماز؟	//
فاحشہ کی چیز مسجد میں استعمال کرنا؟	//
تنخواہ لے کر مسجد میں تعلیم دینا؟	۱۳۶
مسجد کے ایک حصہ میں تعلیم دینا؟	//
مسجد میں تعلیم کی حدود	//
مسجد کا قرآن پاک استعمال کرنا؟	۱۳۷
مسجد کے قرآن کے پارے گھر لے جانا؟	۱۳۸
مسجد کے قرآن طلبہ کو دینا؟	//
مسجد میں بغیر اجازت سرکاری بجلی استعمال کرنا؟	۱۳۹
مساجد کی آمدنی محکمۂ اوقاف سے چھپانا؟	//
مٹی کا تیل مسجد میں جلانا؟	۱۴۰
مسجد میں چراغ کب تک جلے؟	//
مسجد کا تیل فروخت کرنا؟	۱۴۱
مسجد کا تیل وغیرہ امام کو استعمال کرنا؟	//
مسجد کا تیل یا ڈھیلہ اپنے گھر لیجانا؟	۱۴۲
مسجد کا سامان فروخت کرنا؟	//
مسجد کا پرانا سامان خریدنا؟	۱۴۳
غیر آباد مسجد کا سامان مدرسہ یا مسافر خانہ میں دینا؟	//
غیر آباد مسجد کو فروخت کرنا یا کرایہ پر دینا؟	۱۴۴
مصالح مسجد کی زمین فروخت کرنا؟	//
مسجد کی رقم سے وضو کا پانی گرم کرنا؟	۱۴۵
مسجد کا گرم پانی بے نمازیوں کو استعمال کرنا؟	//
مسجد کا گرم پانی گھر لے جانا؟	۱۴۶
مسجد کے ٹینک کا پانی گھر لے جانا؟	//
مسجد کا صحن دھوپ و بارش میں اگر خالی رہے؟	۱۴۷
مسجد میں چہل قدمی کرتے ہوئے وظیفہ پڑھنا؟	//
مسجد میں ریح خارج کرنا؟	۱۴۸

عنوان	صفحہ
مسجد کے سامنے سڑک پر باجہ وغیرہ بجانا؟	۱۴۹
ناپاک کپڑا مسجد میں رکھنا؟	//
مسجد کے فرش کے قریب کپڑے دھونا؟	//
خارج مسجد بیع وشراء کرنا؟	۱۵۰
مسجد میں تجارت کرنا؟	//
ٹوپ پہن کر مسجد میں جانا؟	//
مسجد میں درخت لگانا؟	۱۵۱
مسجد کی ضرورت کے لیے صحن کے درخت کاٹنا؟	//
مساجد کو سجانا؟	۱۵۲
دس محرم کو مٹھائی مسجد میں تقسیم کرنا؟	//
رجب کے کونڈے مسجد میں؟	//
قریب قریب مسجدوں میں اذان کا حکم؟	۱۵۳
اذان کے بعد مسجد سے نکلنا؟	//
قریب قریب مساجد کا حکم	//
شاہی مساجد کو تفریح گاہ بنانا؟	۱۵۴
تبلیغی جماعت کے لیے مسجد کی چیزوں کا استعمال کرنا؟	۱۵۵
مسجد میں تبلیغی تعلیم کہاں کی جائے؟	//٦
مسجد کے حوض کی پیمائش	//
مسجد کی نئی تعمیر میں قدیم جماعت :ـــ خانہ کی جگہ حوض بنانا!	۱۵۶

عنوان	صفحہ
حوض میں پیر وغیرہ دھونا؟	۱۵۶
حوض کی جگہ کمرہ تعمیر کرنا؟	۱۵۷
جماعت خانہ کے نیچے حوض بنانا؟	//
مسجد کی جگہ میں کار پارکنگ بنانا؟	//
مسجد پر حکومت کا قبضہ کرنا؟	۱۵۸
مسجد شہید کرکے راستہ بنانا؟	//
کچھ راستہ مسجد میں لینا؟	۱۵۹
نماز کے لیے عورتوں کا مسجد میں جانا؟	۱۶۰
آواز والی گھڑی مسجد میں لگانا؟	۱۶۱
نقشہ اوقاتِ نماز دوسری مسجد میں منتقل کرنا؟	۱۶۲
مسجد کی جگہ بغیر کرایہ کے دینا؟	//
مسجد کے کمرے کرایہ پر دینا؟	//
مسجد کی زمین میں کھیلنا؟	۱۶۳
مسجد کی سیڑھی وغیرہ استعمال کرنا؟	//
مسجد کا سامان مانگنا؟	//
مسجد کا سامان کرایہ پر دینا؟	۱۶۴
مسجد میں سونا؟	//
مسجد میں گندہ ذہنی سے اجتناب	۱۶۶
جس کے زخم سے بدبو آتی ہو اس کا مسجد میں آنا؟	//

عنوان	صفحہ
کیا ناک کی بدبو والا مسجد میں آسکتا ہے؟	۱۶۷
خارش و جذامی کا مسجد میں آنا؟	۱۶۸
غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا؟	۱۶۹
مساجد میں چھوٹے بچوں کو لانا؟	//
مسجد کا دروازہ بند کرنا کیسا ہے؟	۱۷۰
دریا برد گاؤں کی مسجد کے سامان کا حکم؟	۱۷۱
پرانی مسجد کے گر کر بہہ جانے کا اندیشہ ہو؟	//
مسجد کے پیسے سے مسجد کے لیے بالٹی خریدنا؟	//
مسجد کی آمدنی سے جنازہ کی چارپائی خریدنا؟	۱۷۲
مسجد کے غسل خانہ و گذرگاہ میں دوکانیں بنانا؟	۱۷۲
غسل خانہ اور وضو خانہ کی چھت کا حکم؟	۱۷۳
کیا مسجد کے صحن کا احترام ضروری ہے؟	//
مسجد سے متعلق بیت الخلاء بنانا؟	//
اگر غسل خانہ میں جانے کا راستہ مسجد میں سے ہو؟	۱۷۴
مسجد کے پیسے سے بیت الخلاء بنانا؟	//
مسجد سے متصل بیت الخلاء	//
مسجد کی ضرورت کے لیے غسل خانہ کو منتقل کرنا؟	۱۷۵

عنوان	صفحہ
وضو خانہ کے پاس پیشاب خانہ بنانا؟	۱۷۵
مسجد میں جو چیز دی جائے وہ کس کا حق ہے؟	۱۷۶
مسجد کے پنکھے امام کے مکان میں لگانا؟	//
ایک مسجد کی چٹائی دوسری مسجد میں دینا؟	//
مسجد کی چیزوں کو عاریۃً دینا؟	۱۷۷
مسجد کی جائیداد کو کم کرایہ پر لے کر زیادہ پر دینا؟	//
سودی کاروبار کے لیے مسجد کی دوکان دینا؟	۱۷۸
مسجد کو جان کے اندیشہ سے چھوڑنا؟	//
کیا مسجد کا جنگلہ سترہ کے حکم میں ہے؟	//
مسجد میں بجلی کا پنکھا لگانا؟	۱۷۹
مسجد کی روشنی میں اپنا وظیفہ پڑھنا؟	//
ایک مسجد کا پائپ دوسری مسجد میں دینا؟	۱۸۰
مسجد کی آمدنی اس کی ضرورت سے زائد ہو تو کیا کریں؟	//
مسجد کے دالان کو دفتر بنانا؟	۱۸۱
تعلیم دینے کے لیے عورتوں کا مسجد میں سے گذرنا؟	//
مسجد کی آمدنی سے تعلیم دینا؟	//
مسجد میں نماز کے لیے جگہ روکنا؟	۱۸۲

عنوان	صفحہ
مسجد میں افطار کرنا؟	۱۸۳
مسجد کی آمدنی سے افطار کرانا؟	//
مسجد کی آمدنی سے حافظ کو انعام دینا؟	//
مسجد میں ٹھہرنا اور پنکھا استعمال کرنا؟	۱۸۴
مسجد کی چھت پر نماز	//
مسجد کے صحن میں نماز باجماعت کا حکم	۱۸۵
مسجد میں ایک دو صف چھوڑ کر امام کا کھڑا ہونا؟	۱۸۶ //
مسجد میں ذکر جہری کرنا؟	//
مسجد میں دیواروں پر آیاتِ قرآنی لکھنا؟	۱۸۷
مسجد میں سیاسی تقریریں؟	//
مسجد میں کرسی پر وعظ کہنا؟	۱۸۹
مسجد کے لیے مسجد میں چندہ کرنا؟	//
قضاء نماز مسجد میں پڑھنا؟	۱۹۰
مسجد میں قربانی کرنا؟	//
مسجد میں دی ہوئی چیزوں کو نیلام کرنا؟	۱۹۱
مسجد کا ملبہ نیلام کرنا؟	//
اپنے مکانات فروخت کرنا جس سے مسجد ویران ہو جائے؟	۱۹۲
مسجد کی رقم سے دوسرے کے گھر کی دیوار بنوانا؟	//
مسجد میں عقدِ نکاح و قرآن خوانی کے لیے بجلی کا استعمال کرنا؟	۱۹۳

عنوان	صفحہ
غیر مسلم کا مسجد میں لوٹے یا افطاری دینا؟	۱۹۴
مسجد کے لوٹے ذاتی کام میں لینا؟	//
مسجد کے فرش پر وضو کرنا؟	//
مسجد کی تعمیر ہونے کے بعد وضو کی جگہ بنانا؟	//
مسجد پر بورڈ لگا کر کرایہ وصول کرنا؟	۱۹۵
مخلوط مال سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم؟	//
یکجا ایک سو تیس مسائل	۱۹۷
مسجد میں اضافہ کر کے اس میں نمازِ جنازہ؟	۲۱۰
مسجد میں قبریں شامل کرنا؟	۲۱۱
مسجد کے روپیہ سے قبرستان کے لیے زمین خریدنا؟	۲۱۲
مسجد کے اطراف میں مسجد سے اونچا مکان بنانا؟	//
احاطۂ مسجد واقع قبرستان میں امام کے لیے کمرہ بنانا؟	//
پرانے قبرستان کو مسجد بنانا؟	۲۱۳
مسجد کی بوسیدہ چٹائی قبر میں رکھنا؟	//
قبرستان کی خالی زمین کی آمدنی مسجد میں؟	۲۱۴
غیر آباد مسجد میں میت دفن کرنا؟	//
داخلِ مسجد میں مردے دفن کرنا؟	۲۱۵

عنوان	صفحہ
دربارِ الٰہی کے آداب	۲۱۶
مسجد کی حاضری رحمتِ الٰہی کا ذریعہ ہے	//
مسجد کی قربت	۲۱۷
مسجد میں آمد کا ثواب	۲۱۸
مسجد میں جانے کا مسنون طریقہ	۲۲۰
مسجد میں وقار و اطمینان سے آئے	۲۲۱
مسجد میں پیدل آئے	۲۲۲
مسجد میں پہلے دایاں پیر داخل کرے	//
دربارِ الٰہی کی صفائی	۲۲۴
صفائی کا ثبوت قرآن سے	//
مسجد کی صفائی کے فضائل	۲۲۵
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ مسجد	//
مسجد میں تھوکنا گناہ ہے	۲۲۶
مسجد سے گندگی دور کرنا	//
مسجد کو گندہ کرنے کی سزا	۲۲۷
جاروب کش نگاہِ نبوی میں	۲۲۸
خدمتِ مسجد ایمان کی علامت ہے	۲۲۹
مسجد کی صفائی کا معاوضہ	//
خوشبو کی دھونی	۲۳۰
مسجد کی صفائی برش سے کرنا؟	۲۳۱
وقف اور تولیت	۲۳۲

عنوان	صفحہ
تولیت	۲۳۲
حقِ انتخاب	۲۳۳
متولی کے اوصاف	۲۳۴
متولی کے فرائض	//
موجودہ دور میں متولی	۲۳۶
تولیت کے لیے شرائط	۲۳۷
متولی کی غفلت	۲۳۸
کتبِ موقوفہ	۲۳۹
غیر پابندِ شرع کو متولی بنانا؟	//
متولی کی ذمہ داریاں؟	۲۴۱
متولی کا ازخود اپنی تولیت رجسٹرڈ کرالینا؟	//
غیر مسلم کو مسجد کا متولی بنانا؟	۲۴۲
بے نمازی کا متولی ہونا؟	۲۴۳
کیا متولی خاندانِ واقف میں سے ہو؟	//
مسجد کی زائد آمدنی واقف کی اولاد پر؟	۲۴۴
مسجد کی تولیت میں وراثت	//
متولی کا شرائطِ واقف کے خلاف عمل؟	۲۴۵
متولی کے اختیارات؟	//
متولی کے عزل کے اسباب؟	//

عنوان	صفحہ
کیا مسجد کا منتظم مسجد سے تنخواہ لے سکتا ہے؟	٢٤٦
تبدیلیٔ تولیت	//
بانیٔ مسجد کون ہوگا؟	٢٤٧
اپنے پیسے سے بنائی مسجد کو اپنی ملک سمجھنا؟	//
کیا متولی کو مسجد کی اشیاء کے استعمال کا حق ہے؟	٢٤٨
اگر متولی کی خیانت ثابت ہو جائے؟	//
متولی کا امام صاحب کو نوکر سمجھنا؟	٢٤٩
متولی اور امام میں سلام وکلام نہ ہونا؟	//
کیا متولی مسجد کا روپیہ معاف کر سکتا ہے	٢٥١
متولی کا امام کو پیشگی تنخواہ دینا؟	//
آمدنی کے باوجود متولی کا امام کو کم تنخواہ دینا؟	٢٥٢
کیا متولی وقف کو فروخت کر سکتا ہے؟	//
کیا متولی مسجد میں نماز پڑھنے سے عوام کو روک سکتا ہے؟	٢٥٣
مساجد میں نماز سے روکنا؟	٢٥٤
مساجد کا ایک اور نظام عیدگاہ کے نام سے؟	٢٥٧

عنوان	صفحہ
اجتماعِ عیدین کی اہمیت	٢٥٨
ملکی اور دینی کام	//
اشاعت و تبلیغ کا موقع	٢٥٩
عیدگاہ اور مسجد میں فرق کیا ہے؟	//
مسجد کو عیدگاہ بنانا؟	٢٦٠
رفعِ فساد کے لیے دوسری عیدگاہ بنانا؟	٢٦١
چھوٹی بستی میں عیدگاہ بنانا؟	٢٦٢
کیا عیدگاہ بنانا ضروری ہے؟	//
عیدگاہ آبادی میں ہونے کی وجہ سے فروخت کرنا؟	//
رنجش کی وجہ سے دوسری عیدگاہ بنائی گئی، صلح ہونے پر اس کا حکم؟	٢٦٣
نام وری کے لیے عیدگاہ بنانا؟	٢٦٤
عیدگاہ کو قبرستان بنانا؟	//
قبرستان کی آمدنی عیدگاہ میں خرچ کرنا؟	//
ایک سے زائد جگہ عید کی نماز	٢٦٥
دو منزلہ عیدگاہ	//
عیدگاہ میں چھت ڈالنا اور غیر آباد میں ہسپتال وغیرہ کی تعمیر	٢٦٦

عنوان	صفحہ
رہن شدہ زمین پر عید گاہ بنانا؟	۲۶۷
عید گاہ شہید کر کے اسکول بنانا؟	//
عید گاہ کا تبادلہ کرنا؟	//
نماز عید کا عید گاہ میں سنت ہونا؟	۲۶۸
عید گاہ کو مسجد بنانا؟	۲۶۹
مسجد کا فرش و منبر عید گاہ میں لے جانا؟	//
احتجاجاً عید گاہ میں نماز نہ پڑھنا؟	۲۷۰
عید گاہ کی زمین میں مدرسہ بنانا؟	۲۷۱
پرانی عید گاہ پر مدرسہ بنانا؟	//

عنوان	صفحہ
عید گاہ میں دوبارہ جماعت کرنا؟	۲۷۱
عید گاہ میں امام صاحب کے لیے چندہ کرنا؟	۲۷۲
عید گاہ کے درخت کٹوا کر مسجد میں صرف کرنا؟	//
عید گاہ میں نمازیوں کا انتظار کرنا؟	۲۵۳ //
عید گاہ سے متعلق مسائل	۲۷۹
ماخذ و مراجع کتاب　تمت	

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

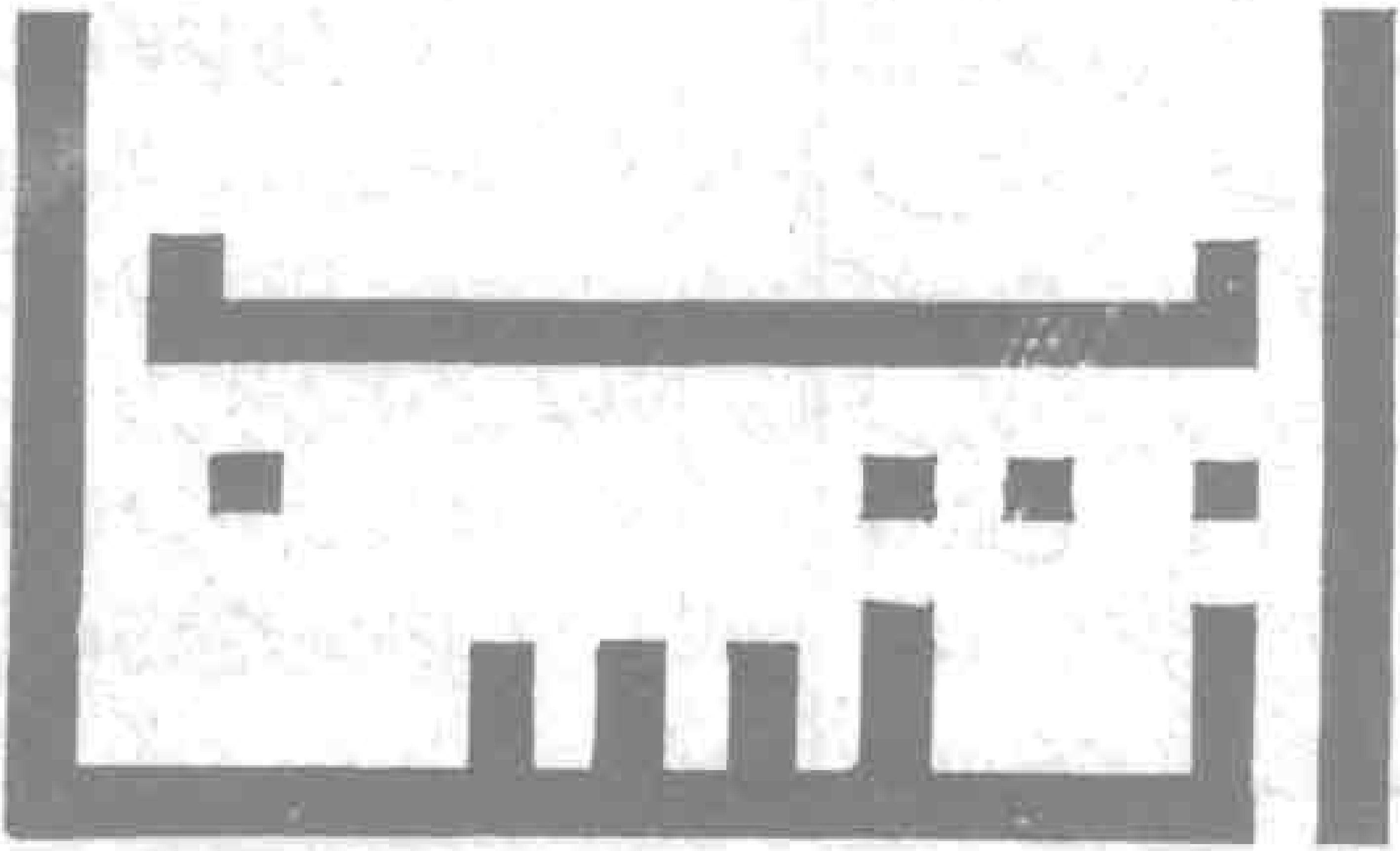

راقم الحروف اپنی اس کاوش "مسائل مساجد وعید گاہ" کو اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے گھر بیت اللہ شریف سے انتساب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے جس کی طرف تمام مساجد کا رُخ ہوتا ہے۔

محمد رفعت قاسمی
خادم التدریس دارالعلوم دیوبند
۵ر شوال المکرم ۔ یکم جنوری سنہ۲۰۰۰ء

عرضِ مؤلّف

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہِ الکریم

دینی احکام و مسائل پر احقر کی متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں، اور وہ خواص و عوام میں مقبول بھی ہیں۔ اور اب الحمدللہ راقم الحروف کی سولہویں کتاب "مسائل مساجد و عیدگاہ" پیش ہے۔ جس میں عیدگاہ و مساجد کے تقریباً تمام احکام و مسائل جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مثلاً قبضہ کی ہوئی زمین، قبرستان کی زمین اور منہدم شدہ مساجد کی زمین کے احکامات بھی آ گئے ہیں، نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مساجد پر ناجائز قبضہ کرنا، ان کو ڈھانا، ان کو نقصان پہونچانا، یا ان کی جگہ پر کچھ اور تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

مساجد کے متولی و صدر و ممبر کون لوگ ہو سکتے ہیں اور ان کے شرعی اختیارات کیا ہیں، ائمہ مساجد و خطیب حضرات کے حقوق و فرائض کیا ہیں؟ غرض یہ کہ مساجد اور مصالح مساجد و عیدگاہ سے متعلق تقریباً ایک ہزار مسائل کا مجموعہ محض فضلِ خداوندی اور فیضِ دارالعلوم اور اساتذہ و مفتیانِ کرام دامت برکاتہم دارالعلوم دیوبند کی توجہ کا ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کا سایۂ عاطفت تادیر صحت و عافیت کے ساتھ قائم رکھے اور سابقہ کتب کی طرح اس کتاب کو بھی قبول فرما کر زادِ آخرت بنائے۔ اور آئندہ بھی کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین

قارئین کے اصرار کے باوجود کتاب کی کتابت وطباعت میں غیر معمولی تاخیر کی وجہ میرے بڑے بھائی محمد اسعد صدیقی کی اچانک موت ہے۔ جو مورخہ ۹ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۳ جون ۲۰۰۰ء کو دل کے دورہ کے سبب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ ناظرین سے بھائی صاحب مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ طالبِ دعا: محمد رفعت قاسمی خادم التدریس دارالعلوم دیوبند

مورخہ ۵ شوال ۱۴۲۱ھ، یکم جنوری ۲۰۰۱ء۔

تقریظ

فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ العالی پالنپوری

محدّثِ کبیر دارالعلوم دیوبند

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہِ الکریم اما بعد

مساجد، اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، یعنی محترم جگہیں ہیں، کیونکہ وہاں اللہ تعالیٰ کی بندگی کی جاتی ہے۔ ہدایت کا نور اسی جگہ پیدا ہوتا ہے اور وہاں سے اہل بستی کے دلوں میں وہ نور منتقل ہوتا ہے۔ سورۂ نور آیات نمبر ۳۵۔۳۸ میں اس کی تفصیل ہے۔

مساجد شعائر اللہ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی امتیازی نشانیاں ہیں۔ مساجد سے ملت کی شناخت ہوتی ہے، ان کا ادب واحترام ہر مسلمان پر لازم ہے۔ مساجد کے آداب کیا ہیں؟ ان کا احترام کیونکر کیا جائے؟ یہ ایک وسیع موضوع ہے، قرآن وحدیث اور کتبِ فقہ میں مساجد کے بے شمار احکام وارد ہوئے ہیں اور کتابوں میں مذکور ہیں اور اس موضوع پر عربی اور اردو میں بعض رسائل بھی ہیں۔ مگر ہمارے محترم دوست جناب مولانا قاری محمد رفعت قاسمی صاحب نے فقہ و فتاویٰ اور قرآن و احادیث کی کتابوں کو کھنگال کر اس کتاب میں فضائل ومسائل کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کردیا ہے، اور جیسا کہ ان کا طریقہ ہے ہر بات باحوالہ ہوتی ہے۔ اس کتاب میں بھی اس کا التزام کیا ہے کہ کوئی بات بے حوالہ نہ ہو۔ میں نے اس عظیم کتاب کی فہرست مضامین پر نظر ڈالی تو بہت خوشی ہوئی کہ اس کتاب میں تمام ضروری مسائل آگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائیں اور موصوف کی دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی نافع بنائیں۔ (آمین)۔

کتبہٗ سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دارالعلوم دیوبند۔ یکم محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

تصدیق

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب دامت برکاتہم
مفتی دار العلوم دیوبند و مُرتّب فتاوٰی دار العلوم دیوبند

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہٖ اجمعین

امابعد. مولانا قاری محمد رفعت صاحب قاسمی مدرس دار العلوم دیوبند زید مجدہٗ دسیوں کتابیں مختلف مسائل کی مرتب کرکے شائع کر چکے ہیں اور وہ ساری کتابیں عوام و خواص میں مقبول ہیں اور دونوں طبقے ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اس وقت مولانا موصوف کی ایک نئی کتاب "مسائلِ مساجد" سامنے ہے، دیکھ کر دل خوش ہو گیا، بہت سارے مسائل انہوں نے یکجا کرنے کی سعی کی ہے اور اس میں یہ بڑی حد تک کامیاب ہیں۔ قابلِ ذکر وہ سارے فتاوٰی اردو ان کے سامنے ہیں جو قابلِ اعتماد مفتیوں کے چھپے ہوئے ملتے ہیں۔ فتاوٰی کی ان کتابوں میں مساجد سے متعلق جس قدر مسائل درج ہیں وہ تقریباً سارے ہی آگئے ہیں۔ مطالعہ کرنے والوں کو اس سے بڑی سہولت ہوگی۔

میں نے مختلف جگہوں سے ان مسائل کو دیکھا، ماشاء اللہ بہت خوب محنت کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور زادِ آخرت بنائے۔

امید ہے دیندار مسلمان اس کتاب کو ضرور اپنے پاس رکھیں گے تاکہ وقتِ ضرورت کام آئے۔ میں اپنی طرف سے اس عظیم خدمت پر موصوف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خدا کرے یہ سلسلہ آئندہ بھی برابر جاری رہے۔

طالبِ دعاء محمد ظفیر الدین غفرلہٗ
مفتی دار العلوم دیوبند

۱۳—۱۲/۲۱—ھ

ارشادِ گرامی قدر

حضرت مولانا مفتی کفیل الرحمٰن صاحب نشاط عثمانی مفتی دارالعلوم دیوبند نبیرہ حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ مولانا محمد رفعت صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند کی متعدد موضوعات سے متعلق اب تک پندرہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ہر موضوع سے متعلق مسائل اس طرح یکجا پیش کیے ہیں کہ صاحب احتیاج کو متعدد کتابیں دیکھنے اور زیادہ وقت صرف کرنے کی ضرورت نہیں رہتی اور منٹوں میں مطلوبہ مسئلہ بآسانی دیکھ کر مطمئن ہو جاتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں مساجد اور عیدگاہ کے بارے میں تقریباً سارے مسائل آگئے ہیں اور بڑے سلیقہ سے ضروری مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ احقر نے مُرتِّب موصوف کی خواہش پر پوری کتاب کا مسودہ بالاستیعاب دیکھ کر استفادہ کیا۔ اور اب بعد مطالعہ پورے وثوق کے ساتھ احقر کہہ سکتا ہے کہ ان شاءاللہ موصوف کی یہ سعی عوام و خواص کے لیے مفید ترین ثابت ہوگی۔ ضمناً مساجد کی عظمت واہمیت کے بارے میں مفید معلومات بھی آگئی ہیں۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مرتب کو بیش از بیش اَجر سے نوازے اوراس تالیف کو بھی دیگر تالیفات کی طرح قبولِ عام عطا فرمائے۔
آمین یارب العالمین۔

کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی
۱۶ر ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وہی آباد کرتا ہے مسجدیں اللہ کی جو یقین لایا اللہ پر
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى
اور آخرت کے دن پر اور قائم کیا نماز کو اور دیتا
الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى
رہا زکوٰۃ اور نہ ڈرا سوائے اللہ کے کسی سے سو امیدوار
اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾
ہیں وہ لوگ کہ ہوویں ہدایت والوں میں۔

خلاصہ تفسیر:- یعنی مسجدوں کو آباد کرنا انہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاویں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈریں سو ایسے لوگوں کے متعلق توقع ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔

مطلب یہ ہے کہ مساجد کی اصلی عمارت صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے احکام الٰہی کے پابند ہوں، اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز اور زکوٰۃ کے پابند ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں، اس جگہ صرف

اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان کا ذکر کیا گیا، رسولؐ پر ایمان کے ذکر کرنے کی اس لیے ضرورت نہ سمجھی گئی کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی کوئی صورت بجز اس کے ہو ہی نہیں سکتی کہ رسولؐ پر ایمان لائے، اور اس کے ذریعے جو احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئیں ان کو دل سے قبول کرے، اس لیے ایمان باللہ میں ایمان بالرسول فطری طور پر داخل ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضؓ سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان کیا چیز ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور رسولؐ ہی زیادہ جانتے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان یہ ہے کہ آدمی دل سے اس کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں، اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اس حدیث نے بتلا دیا کہ رسول پر ایمان لانا اللہ پر ایمان لانے میں داخل اور شامل ہے (مظہری بحوالہ صحیحین)

بعض مسائل متعلقہ آیت:۔ اور عمارتِ مسجد جس کے متعلق ان آیتوں میں یہ ذکر ہے کہ مشرک، کافر نہیں کر سکتے بلکہ وہ صرف نیک صالح مسلمان ہی کا کام ہے، اس سے مراد مساجد کی تولیت اور انتظامی ذمہ داری ہے۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ کسی کافر کو کسی اسلامی وقف کا متولی اور منتظم بنانا جائز نہیں، باقی رہا ظاہری در و دیوار وغیرہ کی تعمیر سو اس میں کسی غیر مسلم سے بھی کام لیا جائے تو مضائقہ نہیں (تفسیر مراغی)۔

اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم ثواب سمجھ کر مسجد بنا دے یا مسجد بنانے کے لیے مسلمانوں کو چندہ دیدے تو اس کا قبول کر لینا بھی اس شرط سے جائز ہے کہ اس سے کسی دینی یا دنیوی نقصان یا الزام کا یا آئندہ اس پر قبضہ کر لینے کا یا احسان جتلانے کا خطرہ نہ ہو۔ (رد المحتار، شامی، مراغی) اور اس آیت میں جو یہ ارشاد فرمایا کہ مساجد کی عمارت اور آبادی صرف نیک مسلمان ہی کا کام ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص مساجد کی حفاظت، صفائی اور دوسری ضروریات کا انتظام کرتا ہے، اور جو عبادت اور ذکر اللہ کے لیے یا علمِ دین اور قرآن پڑھنے پڑھانے کے لیے مسجد میں آتا جاتا ہے، اس کے یہ اعمال اس کے مومن کامل ہونے کی

شہادت ہے،

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے بروایت ابو سعید خدری رضی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد کی حاضری کا پابند ہے تو اس کے ایمان کی شہادت دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ، اور صحیحین کی حدیث میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح شام مسجد میں حاضر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا ایک درجہ تیار فرما دیتے ہیں۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں آیا وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والا مہمان ہے اور میزبان پر حق ہے کہ مہمان کا اکرام کرے (مظہری بحوالہ طبرانی، ابن جریر، بیہقی وغیرہ)

مفسر قرآن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عمارت مسجد میں یہ بھی داخل ہے کہ مسجد کو ایسی چیزوں سے پاک کرے جن کے لیے مسجدیں نہیں بنائی گئیں، مثلاً خرید و فروخت، دنیا کی باتیں، کسی گم شدہ چیز کی تلاش، یا دنیا کی چیزوں کا لوگوں سے سوال، یا فضول قسم کے اشعار، جھگڑا، لڑائی اور شور و شغب وغیرہ۔ (مظہری)۔ (معارف القرآن ص ۳۳۱ جلد ۴)۔

مساجد کی اہمیت و عظمت:- جو عظیم و وسیع مقاصد نماز سے وابستہ ہیں ان کی تحصیل و تکمیل کے لیے یہ بھی ضروری تھا کہ نماز کا کوئی اجتماعی نظام ہو؛ اسلامی شریعت میں اس اجتماعی نظام کا ذریعہ مسجد اور جماعت کو بنایا گیا ہے، ذرا سا غور کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس امت کی دینی زندگی کی تشکیل و تنظیم اور تربیت و حفاظت میں مسجد اور جماعت کا کتنا بڑا دخل ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف تو جماعتی نظام کے ساتھ نماز ادا کرنے کی انتہائی تاکید فرمائی اور ترک جماعت پر سخت سے سخت وعیدیں سنائیں (جیسا کہ ناظرین عنقریب ہی پڑھیں گے) اور دوسری طرف آپ نے مساجد کی اہمیت پر زور دیا

اور کعبۃ اللہ کے بعد بلکہ اسی کی نسبت سے ان کو بھی "خدا کا گھر" اور امت کا دینی مرکز بنایا اور ان کی برکات اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ان کی عظمت و محبوبیت بیان فرما کر امت کو ترغیب دی کہ ان کے جسم خواہ کسی وقت کہیں ہوں لیکن ان کے دلوں اور ان کی روحوں کا رُخ ہر وقت مسجد کی طرف رہے، اسی کے ساتھ آپ نے مساجد کے حقوق اور آداب بھی تعلیم فرمائے۔ اس سلسلہ کے آپ کے چند ارشادات ذیل میں پڑھیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہروں اور بستیوں میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ان کی مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ مبغوض اُن کے بازار اور منڈیاں ہیں (صحیح مسلم)۔

(تشریح) انسان کی زندگی کے دو پہلو ہیں۔ ایک ملکوتی و روحانی، یہ نورانی اور لطیف پہلو ہے، اور دوسرا مادی و بہیمی جو ظلماتی اور کثیف پہلو ہے۔ ملکوتی و روحانی پہلو کا تقاضا اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کا ذکر جیسے مقدس اشغال و اعمال ہیں، انھیں سے اس پہلو کی تربیت و تکمیل ہوتی ہے اور انھیں کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و محبت کا مستحق ہوتا ہے، اور ان مبارک اشغال و اعمال کے خاص مراکز مسجدیں ہیں جو ذکر و عبادت سے معمور رہتی ہیں اور اس کی وجہ سے ان کو "بیت اللہ" سے ایک خاص نسبت ہے۔ اس لیے انسانی بستیوں اور آبادیوں میں سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سب سے زیادہ محبوب یہ مسجدیں ہی ہیں۔ اور بازار اور منڈیاں اپنے اصل موضوع کے لحاظ سے انسانوں کے مادی و بہیمی تقاضوں اور نفسانی خواہشوں کے مراکز ہیں اور وہاں جاکر انسان عموماً خدا سے غافل ہوجاتے ہیں اور ان کی فضا اس غفلت اور منکرات و معصیات کی کثرت کی وجہ سے ظلماتی اور مکدر رہتی ہے۔ اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انسانی آبادیوں کا سب سے زیادہ مبغوض حصہ ہیں۔

حدیث کی اصل روح اور اس کا منشا یہ ہے کہ اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ مسجدوں سے

زیادہ سے زیادہ تعلق رکھیں اور ان کو اپنا مرکز بنائیں۔ اور منڈیوں اور بازاروں میں صرف ضرورت سے جائیں اور ان سے دل نہ لگائیں اور وہاں کی آلودگیوں سے مثلاً جھوٹ، فریب اور بددیانتی سے اپنی حفاظت کریں۔ ان حدود کی پابندی کے ساتھ بازاروں سے تعلق رکھنے کی اجازت دی گئی ہے بلکہ ایسے سوداگروں اور تاجروں کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت سنائی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام اور اصولِ دیانت وامانت کی پابندی کے ساتھ تجارتی کاروبار کریں، اور یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ بیت الخلا غلاظت اور گندگی کی جگہ ہونے کی وجہ سے اگرچہ اصلاً سخت ناپسندیدہ مقام ہے لیکن ضرورت کے بقدر اس سے بھی تعلق رکھا جاتا ہے، بلکہ وہاں کے آنے جانے ہیں اور قضاء حاجت ہیں اگر بندہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات وسنن کا لحاظ رکھے تو بہت کچھ ثواب بھی کما سکتا ہے۔ (معارف الحدیث ص۱۷۱ جلد۳ وحجۃ اللہ البالغہ ص۲۰۲ ومظاہرِ حق جدید ص۵۹۵ جلد اول)۔

جہاں مسجد کی ضرورت ہو وہاں بنانے کا اجر:۔

مسجدیں خدا کا گھر اور اسلام کے ایک نہایت عظیم الشان فریضہ کی ادائیگی کا مرکز ہیں، نماز پڑھنے کو تو آدمی جہاں چاہے پڑھ سکتا ہے، تمام روئے زمین اس امت کے لیے سجدہ گاہ ہے مگر جو خوبی جو اجر وثواب اور متعدد ومختلف مصالح وحکمتیں مسجد کے اندر باجماعت نماز ادا کرنے میں ہیں وہ کہیں اور نہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدیں تعمیر کرنے کا اجر وثواب اور اس کے آداب وشرائط کا بیان تفصیل سے فرمایا ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس عنوان میں "جہاں ضرورت ہو" کا لفظ بڑھا کر ایک بہت اہم چیز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مسجدیں تعمیر کرنے کا اجر وثواب سن کر ہو سکتا ہے (بلکہ بارہا ہو چکا ہے) کہ ایک شخص کو شوق پیدا ہو جائے اور وہ ایک پہلے سے موجود مسجد کے برابر میں دوسری مسجد بنا کر کھڑی کر دے تو یہ شوق کا بے محل مصرف ہے، مسجد ایسی جگہ بنائی جائے جہاں ضرورت ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت

میں جب ممالک فتح ہوئے اور مسجدیں بنانے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم جاری کردیا کہ ان لا یبنوا فی مدینۃ مسجدین یضار احدھما صاحبہ[1] یعنی ایک شہر میں دو مسجدیں اس طرح نہ بنائیں کہ ایک سے دوسری کو نقصان پہنچے۔ یعنی دوسری مسجد اگر بنائی جائے تو اتنے فاصلہ سے بنائی جائے کہ پہلی مسجد کی جماعت پر اس سے کوئی اثر نہ پڑے۔

عن عثمان رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بنی مسجدا یبتغی بہ وجہ اللہ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ۔ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی مسجد بنائی اور اس سے وہ (صرف) خدا کی رضا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک (عظیم الشان[2]) محل تعمیر فرما دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بنی للہ مسجداً قدر مفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ۔ (رواہ البزار واللفظ لہ والطبرانی فی الصغیر ورجالہ ثقات وابن حبان فی صحیحہ[3])

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ (کی رضا) کے لیے بٹیر کے گھونسلے کے برابر بھی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں شاندار محل تعمیر کردے گا۔ (بزار، طبرانی فی الصغیر، ابن حبان)

وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت

---

[1] تفسیر کشاف جلد اول ص۱۰۸، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد۱ ص۴۵۹۔

[2] علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ "بیتاً" میں تنوین تکثیر و تعظیم کے لیے ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص۴۴۹)

[3] الترغیب ومجمع الزوائد جلد۲ ص۷ وتخریج العراقی علی الاحیاء جلد۱ ص۱۳۵)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من بنیٰ للہ مسجدا یذکر فیہ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ۔ (رواہ ابن ماجۃ وابن حبان فی صحیحہ)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی جس میں اللہ کا ذکر (اس کی عبادت) ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک عالی شان محل تیار کر دے گا۔ (ابن ماجہ، ابن حبان)۔

(تشریح) جو شخص اللہ کا گھر بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کا گھر بنا دے گا اور ظاہر ہے کہ ہر ایک اپنی اپنی شان کے مطابق ہی بنائے گا۔ بندہ اپنی بساط کے بقدر بنائے گا اور احکم الحاکمین اپنے شانِ شایانِ شان۔ لہٰذا اس شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ہر عمل کا ثواب دس گنا ہوتا ہے تو ایک مسجد کے بدلے دس مکان کیوں نہیں فرمایا گیا۔

اور بٹیر کے گھونسلے کے برابر مسجد کا مطلب عام طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مبالغہ مقصود ہے۔ یعنی چھوٹی سے چھوٹی مسجد بھی بنادی تب بھی وہ اس اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔ لیکن اس ناچیز کے خیال میں اس کا مصداق وہ مسجدیں ہیں جو بہت سے لوگوں کی شرکت سے بنتی ہیں جن میں کوئی بے چارہ دس بیس ہی پیسوں سے شرکت کرتا ہے جس کے حصے میں صرف ایک دو اینٹ آتی ہے جو یقیناً بٹیر کے گھونسلے کے برابر ہوگی۔ گویا یہ بتانا مقصود ہے کہ جس نے کم سے کم حصہ بھی لیا وہ بھی اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ چناں چہ ابن ماجہ اور صحیح ابن خزیمہ کی روایت میں کمفحص قطاۃ او اصغر کے الفاظ ہیں یعنی بٹیر کے گھونسلے کے برابر یا اس سے بھی چھوٹی۔

حضرت عمرؓ والی اس روایت کے الفاظ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسجدیں تلاش کر کے ایسی جگہوں پر بنائی جائیں جہاں واقعی ضرورت ہو اور مسجد آباد رہ سکے۔

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] چناں چہ مسند احمد کی ایک روایت میں افضل منہ اور ایک میں اوسع منہ کے الفاظ آئے ہیں (الترغیب ومجمع الزوائد جلد ۲ ص ۷ وص ۸)۔

علیہ وسلم ان مما یلحق المومن من عملہ وحسناتہ بعد موتہ علما علمہ ونشرہ او ولدا صالحا ترکہ او مصحفا ورثہ او مسجدا بناہ او بیتا لابن السبیل بناہ او نہرا اجراہ او صدقۃ اخرجہا من مالہ فی صحتہ وحیاتہ تلحقہ من بعد موتہ۔ (رواہ ابن ماجۃ باسناد حسن واللفظ لہ وابن خزیمۃ فی صحیحہ والبیہقی)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن اعمال اور نیکیوں کا ثواب انسان کو مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے، ان میں سے وہ علم ہے جو دوسروں کو سکھایا اور پھیلایا ہو، یا نیک اولاد چھوڑی ہو، یا وہ قرآن مجید جو (اپنے رشتہ داروں یا اور لوگوں کے پڑھنے کے لیے) چھوڑا ہو، یا مسجد تعمیر کی ہو، یا مسافروں کے لیے کوئی مسافر خانہ تعمیر کیا ہو، یا کوئی نہر کھدوائی ہو، یا جو خیرات اس نے اپنی زندگی میں زمانۂ صحت میں اپنے مال میں سے نکال دی تھی، ان تمام اعمال کا ثواب اسے مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہے گا۔ (ابن ماجہ بسند حسن صحیح ابن خزیمہ، بیہقی)۔

(تشریح) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں ایسے بہت سے اعمال بیان فرمائے ہیں جن کا اجر انسان کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ تمام احادیث کے مجموعے سے ایسے اعمال کی مجموعی تعداد بعض علماء نے دس، بعض نے چودہ اور بعض نے کچھ اور کم و بیش بیان کی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے اعمال کی تحدید کرنا مشکل ہے اور نہ احادیث کے الفاظ سے کوئی تحدید معلوم ہوتی ہے خود اس روایت کے الفاظ "ان مما یلحق" میں "من" "تبعیضیہ" اسی کو ظاہر کر رہا ہے کہ منجملہ اور اعمال کے چند یہ بھی ہیں۔

ایسے اعمال "صدقہ جاریہ" کہلاتے ہیں اور ہر وہ عمل اس میں شامل ہے جس کا فائدہ دیرپا ہو اور ایک عرصہ تک لوگ اس سے دینی یا دنیوی فائدے حاصل کرتے رہیں۔ (الترغیب ص۳۸۶ ج۱ تا ص۳۸۷ ج۱، معارف الحدیث ص۱۸۱ ج۲، نسائی شریف ص۱۱۲ ج۱ و مسلم ص۲۰۱ ج۱ وابن ماجہ ص۲۲ ج۱، مظاہر حق ص۱۹۵ جلد اول)۔

مساجد کا قدرتی نظام:۔

جامع مسجد کا مرتبہ ظاہر ہے، ہفتہ میں ایک مرتبہ یہ ایک بڑی تعداد کو اپنے دامن میں لے کر یکجا کر دیتی ہے۔ اور محلہ کی مسجد دن رات کے پانچ وقتوں میں اپنے محلہ کے ایمان والوں سے پُر نور رہتی ہے۔ محلہ کی مسجد میں جماعت کا جو اہتمام رہتا ہے شارع عام کی مسجد کو حاصل نہیں ہوتا، غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے، اجتماع کے التزام اور اس کے عظیم الشان ہونے میں بھی مرتبہ کی بلندی مضمر ہے۔

انفرادی طور پر نماز پڑھی جا سکتی ہے اور نفل نمازیں پڑھی جاتی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ ہوا کہ فرض نمازوں کو اجتماعی شکل دی جائے اور پراگندہ و منتشر افراد کی شیرازہ بندی کا مظاہرہ کیا جائے اور قرآن شریف نے تالیفِ قلوب کا جو احسان جتلایا ہے اس کا عملی طور پر بھی رات دن اعلان ہوتا رہے چنانچہ اس کے لیے ایک مستقل نظام قائم کیا جس قدرتی نظام میں سارے مؤمنوں کو حتی الوسع یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم اس نظام کو "نظامِ مسجد" سے تعبیر کرتے ہیں، اس کی عظمتِ شان دلوں میں بٹھانے کے لیے ابتدائے آفرینش سے اس سلسلہ کو جاری فرمایا اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس کو خوب مستحکم کر دیا گیا، جس کی تفصیل آئندہ آئے گی، آپ نے اس نظام کی بنیاد خود اپنے ہاتھوں رکھی اور حکم فرمادیا کہ ہر ہر محلہ اور آبادی میں اس نظام کو پوری پختگی اور حرارت سے قائم کیا جائے کیونکہ اس میں دینی اور دنیوی، حسی اور معنوی بے شمار فائدے ہیں۔

اس نظام میں جس کو ہم مسجد کہتے ہیں بہت عمدہ تدریجی ترقی ملحوظ رکھی گئی ہے، ہفتہ بھر ہر محلہ اور ہر آبادی اپنے محلہ اور گاؤں کی مسجد میں جمع ہو کر پنج وقتہ نماز ادا کرتی ہے، پھر یہ پانچ وقت ہر ایک کے لیے متعین ہیں، کوئی اس کے خلاف کرنے کی جرارت نہیں کر سکتا، تاکہ ایک ہی وقت میں پوری دنیا اپنی اپنی جگہ عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو۔

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ جس طرح دنیا میں کوئی شخص اکیلا نہیں ہوا ہے اور نہ تنہا کوئی کام انجام دے سکتا ہے بلکہ اپنی دُنیاوی زندگی میں وہ اپنے بہت

سے معین و مددگار اور حامیوں کا محتاج ہے، دوستوں، بھائیوں، بہی خواہوں اور بے شمار ساتھیوں کے تعلقات کے ساتھ خوشگوار زندگی جکڑی ہوئی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے احکام میں بھی بندہ کو اپنے شریکِ کار، ہاتھ بٹانے والوں اور مدد کرنے والوں کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ ایک خدا کے ماننے والے، ایک رسول کے اُمتی، ایک کتاب مقدس کے قانون کے پابند، اور ایک دین کے پیرو کار اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ایک پاک جگہ جمع ہوں، اور ایک مقصد کی خاطر، عاجزی، تواضع اور ذلت و مسکنت کا اظہار کریں، اور پروردگارِ عالم سے حصولِ مقصد کے لیے دعا اور مناجات کریں اور منظم ہو کر شیطانِ رجیم کا مقابلہ کریں، کیونکہ اگر ہر ایک نے دوسرے کی پشت پناہی نہ کی، منظم ہو کر صف بستہ نہ ہوئے تو دشمن کا لشکر منتشر اور پراگندہ افراد کو موقع پا کر شکست دے سکتا ہے۔

پھر یہ تنظیم کھوکھلی نہ ہو، بلکہ ہر پہلو اور ہر اعتبار سے مستحکم اور ٹھوس ہو، ظاہری اجتماع کے ساتھ باطنی اجتماع بھی پختہ تر ہو جسم کی صفوں کی درستی کے ساتھ دل کی صفوں کی درستی بھی ہو اور ظاہری پاکی و صفائی سے بڑھ کر باطن کی پاکی اور صفائی حاصل ہو، ایک ہی اصول کے سب پابند اور ایک ہی امیر یا امام کے سب تحت میں ہوں۔

چنانچہ اسلام نے اس کا ایسا ہی مستحکم نظام قائم کیا ہے، مسجد کے نام سے ایک خاص گھر بنا دیا گیا ہے جس میں کسی خاص شخص کی نہ ملکیت ہوتی ہے اور نہ اس کا شخصی قبضہ، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر کہلاتا ہے، اس میں سارے مسلمان برابر کے شریک ہیں۔ اجتماع کے خاص خاص وقت متعین کر دیئے گئے ہیں، تاکہ ایک ہی وقت میں دنیا کے سارے ارکینِ اسلام اپنی اپنی اس قدرتی اسمبلی میں جمع ہو جائیں۔ اور پھر کس طرح؟ کہ سب مل کر ایک امام کے پیچھے ایک ساتھ شانہ سے شانہ ملا کر کھڑے ہو جائیں، اٹھنے، بیٹھنے، کھڑے ہونے اور تمام حرکت و سکون میں اسی ایک کی پیروی کریں، نہ کوئی امام سے

پہلے جھک سکتا ہے، نہ اُس سے پہلے قیام و قعود کر سکتا ہے، اور نہ کوئی ایسی حرکت کر سکتا ہے جو اس کے خلاف ہو، سب کے سب چاہے امیر ہوں چاہے غریب، بادشاہ ہوں یا کہ گدا، اسی کی متابعت کرتے ہیں، اور یکجائی اظہار بندگی کرتے ہیں۔ اور یہ محسوس کرتے ہوئے کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں، ورنہ کم سے کم یہ کہ وہ تو ہمیں ضرور دیکھ رہا ہے۔

پورے ہفتہ کے بعد ایک مخصوص دن پہنچا تو ایک قدم اور بڑھایا، محلہ محلہ اور بستی بستی کے مسلمان نہا دھوکر حسب استطاعت خوشبو لگاکر اپنے اپنے گھروں سے نکلے، مسجد کا راستہ ایک عمدہ منظر پیش کر رہا ہے، سب ہر طرف سے آکر ایک ہی گھر میں داخل ہو رہے ہیں، آج نسبۃً صاف ستھرے ہیں، چہروں پر وجاہت ہے اور جمال ہیں وقار کی نمایاں جھلک، دیکھتے ہی دیکھتے مسجد بھر گئی، محلہ کے سب مسلمان یکجا ہوگئے، سنتیں پڑھی گئیں، اور لوگ تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوگئے۔

امام نکلا، مؤذن نے اذان ثانی پڑھ کر لوگوں کی توجہ امام کی طرف پھیر دی، وہ سامنے کھڑا تلقین کر رہا ہے اور سب ہمہ تن متوجہ ہوکر سُن رہے ہیں۔ جب اس کی آواز میں تیزی پیدا ہوئی اور آنکھیں سُرخ ہوگئیں تو پھر کتنے دل کانپ اٹھے، کتنے جسموں پر لرزہ پڑ گیا، خشیت الٰہی اور محبت مولیٰ کی ملی جلی کیفیت نے ایک عجیب سماں پیدا کر دیا، خطبہ ختم ہوا، نماز ادا کی گئی مگر کس شان سے؟ کہ آج جب ایک فرد (امام) اللہ اکبر کہتا ہے تو سارے شہر کے مسلمان اللہ اکبر کہتے ہیں، وہ جب رکوع میں جھکا تو سب کے سب بے چون و چرا رکوع کے لیے جھک گئے اور جب وہ سجدے میں گرا تو سب کے سب اکٹھے سجدے میں گر پڑے۔ اور امیر و غریب کی تمیز اٹھ گئی۔

دوسری طرف خوبی یہ ہے کہ ایک امام کی پیروی اس نظام کی روح ہے، لشکر اور فوج کو کمانڈر اور امیر کی اطاعت کی تعلیم دی جاتی ہے، ایک بگل پر اکٹھا ہونے کی مشق کرائی جاتی ہے، اس شعبہ پر لاکھوں، کروڑوں روپے پانی کی طرح

بہائے جاتے ہیں، مگر پھر بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ پورا نظم و ضبط باقی رہ سکے گا، لیکن نظام مساجد میں امام کی پیروی کا یہ حال ہے کہ اس سے اس کو کوئی مفر نہیں، دس سال کی عمر سے لے کر موت تک اس کی مشق ہوتی ہے اور کمال یہ ہے کہ کسی دن ناغہ کا نام ہی نہیں، الا ماشاء اللہ۔

اس اجتماعی نظام سے بڑھ کر کوئی اور نظام ممکن بھی ہے؟ دنیا کا کوئی پولٹیکل نظام اس قدرتی نظام مساجد کی گرد کو بھی نہیں پہونچ سکتا، جو بکھرے ہوئے انسانوں کو بتدریج جمع کر دیتا ہے اور منتشر افراد کی بات بات میں شیرازہ بندی کا کام انجام دیتا رہتا ہے، اس نظام میں کاہلی پر ہر دن ضرب کاری لگتی رہتی ہے، اور ہر پہلو سے یہ عالمی نظام ایک کو دوسرے سے جوڑ دیتا ہے۔

دنیوی اور دینی اصلاح :-

اس شان و شکوہ سے ہفتہ کی جو عبادت ادا کی گئی، اس میں زندگی کے ہر شعبہ کے ماہرین اور دینی و دنیوی دورِ حیات کے تجربہ کار شریک تھے۔ رؤسا، تجار، غربار، فقرار، علمار، صوفیار اور وہ لوگ بھی جوق در جوق تھے جن کو علم و فضل سے کوئی مس نہیں۔

ہر ایک نے دوسرے کو عبرت و بصیرت کی آنکھوں سے دیکھا، اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا نقشہ کھنچ گیا، تاجروں اور رئیسوں کو مسلمانوں کی اقتصادی و معاشی حالت کی طرف توجہ ہوئی، علمار کرام کو علمی اور دینی سدھار کی فکر ہوئی صوفیار کی نظر تزکیۂ قلوب کی طرف گئی۔ غریبوں میں محنت کی اُمنگ پیدا ہوئی، فقیروں کی خودداری میں جوش آیا، اَن پڑھ اور جاہلوں کے دِلوں میں اشتیاقِ علوم نے کروٹ لی اور بے عملوں میں عمل کا جذبہ اُبھرا۔

آپ نے غور کیا، یہ کون سا دِن تھا، اور کون سی مسجد؟ جمعہ کا دن تھا اور جامع مسجد جس کا یہ روح افزا اور حیات بخش منظر آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

(جمعہ۱-۲)

یہ قدرتی ہفتہ وار اجتماع "نظام مساجد" کے سلسلہ میں ہر ماہ چار مرتبہ ہوتا ہے، اور کبھی کبھی مہینہ میں پانچ مرتبہ بھی، اس اجتماع سے قوم و ملک کو ہمیشہ فائدے پہنچتے ہیں،

سالانہ تنظیم:- اس نظم و ضبط کے ساتھ سال کے بارہ مہینے گذرتے ہیں، مگر ان میں دو مخصوص دن ذرا اور امتیازی شان رکھتے ہیں اور ان دنوں کا قدرتی اجتماع اور زیادہ مفید اور بہتم بالشان ہوتا ہے۔

اب اس کی ضرورت رہ گئی تھی کہ کوئی ایسی مسجد بھی ہوتی، جو ساری دنیا کے خدا پرستوں کو یکجا کر دیتی، اور یہ نظام مساجد اس طرح عالمگیر ہونے کا دعویٰ کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نظام سے اس کمی کو بھی پورا کر دیا ہے، ان دو مخصوص دنوں میں ایک ایسا دن بھی ہر سال آتا ہے جو اس اہم کام کی انجام دہی کر دیتا ہے، یہ ذی الحجہ کا مہینہ اور سنتِ ابراہیمی کی یاد تازہ کرنے کا دن ہے۔

یہ بھی ایک مسجد ہی کا فیض و کرم ہے جس نے ساری دنیائے اسلام کے نمائندوں کو ایک تاریخ، ایک دن اور ایک شہر میں جمع کر دیا، اس مسجد کا نام مسجدِ حرام ہے جس کو بیت اللہ بھی کہتے ہیں۔

"اسلام کا نظام مساجد"

از حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مدظلہ، مفتی دار العلوم دیوبند

مساجد کی ایک عظمتِ شان یہ بھی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے جب واپس ہوتے تو سب سے پہلے مسجد ہی میں تشریف لاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے، وہاں لوگوں سے مل جُل کر گھر تشریف لے جاتے۔ آپ کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا واپسی سفر پر یہی دستور ہو گیا تھا کہ مسجد میں آکر تے، نماز ادا کرتے پھر منزل مقصود کی طرف چلتے، اب بھی مسلمانوں کے لیے یہی طریقہ مسنون ہے۔ (مسلم شریف ص۲۴۸ جلد اول)

اعتکاف جو ایک سنت طریقہ ہے اور بیش قیمت فوائد پر مشتمل ہے اس کے لیے بھی مسجد شرط ہے۔

مسجد کس کو کہتے ہیں؟:-

مسئلہ:- مسجد ایسی جگہ، ایسی زمین اور ایسے مکان کا نام ہے جس کو کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت فرض نماز ادا کرنے کے لیے وقف کر دیا ہو۔ (فرض عین کی قید اس لیے ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ اور عیدگاہ اس تعریف میں شامل نہ ہو، کیونکہ دونوں کے احکام الگ الگ ہیں۔ رفعت قاسمی)۔

اس پر عمارت، تعمیر در و دیوار اور چھت یا چھپر کا ہونا شرط نہیں ہے۔ (طحطاوی ص ۵۳۶/۲ج و قاضی خاں ص ۱۲۷ جلد ۴)۔

اَلمَسْجَدُ وَالمَسْجِدُ۔ سجدہ گاہ، عبادت گاہ (ج) مَسَاجِد۔ اَلْمَسْجِدُ الحَرَام۔ بیت اللہ شریف۔ المَسْجِدُ الاَقصٰی۔ مسجد بیت المقدس۔ المَسْجِدَانِ مکہ و مدینہ کی مسجدیں۔ سَجَدَ (ن) سُجُوْدًا عبادت کے لیے زمین پر پیشانی کو رکھنا۔ السجادۃ۔ بہت سجدہ کرنے والا۔ اَلسَّجَادَۃُ وَالمِسْجَدَۃ۔ جائے نماز۔ (ص ۳۰۰ مصباح اللغات)۔

مسئلہ:- جگہ زیادہ ہو تو مسجد کے دو حصے ہوتے ہیں، ایک عمارت والا، دوسرا خالی۔ عمارت والی جگہ میں بارش و سردی کے موسم میں نماز پڑھی جاتی ہے، جس کو "مسجد شتوی" اور جماعت خانہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ بلا عمارت کی جگہ میں گرمی کے موسم میں نماز پڑھی جاتی ہے جس کو "مسجد صیفی" اور صحن مسجد سے تعبیر کرتے ہیں، جس طرح بارش و سردی کے موسم میں جماعت خانہ (اندرونی) میں نماز با جماعت ہوتی ہے، اسی طرح گرمی کے موسم میں مسجد کے صحن میں نماز با جماعت پڑھی جاتی ہے، اور یہ دونوں حصے مسجد میں شامل ہیں۔ (شامی ص ۱۷۱ جلد اول پر دونوں حصوں کو مسجد ہی کہا گیا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵ جلد ۲)۔

مسئلہ:- مسجد کے معنی لغت میں سجدہ گاہ کے ہیں اور اسلام کی اصطلاح میں مسجد اس جگہ کا نام ہے جو مسلمانوں کی نماز کے لیے وقف کر دی جائے۔ (آپ کے مسائل ص ۱۱۳ جلد ۳ و مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۴۴۱ جلد ۱)۔

مسجد بنانا فرض ہے یا واجب؟:-

مسئلہ:- ہر شہر و قصبہ و گاؤں میں مسجد کے لیے بقدر ضرورت زمین وقف کرنا تو وہاں کے مسلمانوں پر واجب علی الکفایہ ہے، باقی عمارت بنوانا

فرض نہیں، بلکہ مستحب ہے۔ (امداد الاحکام صـ۴۴۹ جلد ا و شامی صـ۱۰۳ جلد ۳)

مسجد کا خرچ ذاتی پیسے سے ہو یا چندہ سے؟ :-

مسئلہ: جبکہ بانیٔ مسجد کی اولاد اپنے ذاتی پیسہ سے مسجد کی ضروریات پوری کرتی اور انتظام درست رکھتی ہے اور کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں ہے تو دوسرے لوگوں کو دخل دینے اور انتظام سنبھالنے اور چندہ کر کے تعمیر وغیرہ وہاں بنانے کا حق نہیں، نہ کسی تصرّف کا حق ہے، اگر کوئی انتظامی شکایت ہو تو متولی و منتظم سے کہہ کر اس کا انتظام کرالیں۔ ہاں اگر ان کے پاس پیسہ نہ ہو تو پھر ضروریاتِ مسجد کے لیے چندہ کرلیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ صـ۱۰۵ جـ۱۵)۔

نقصان شدہ شے کا ضمان مسجد میں دینا؟ :-

مسئلہ: جس نے جتنا نقصان کیا ہے اس کی قیمت وصول کرنے کا حق ہے، پھر اس قیمت کو اپنے کام میں لائے یا مسجد کے لیے دیدے درست ہے، اور یہ اس وقت ہے کہ اس کی مملوکہ چیز کا نقصان کیا ہو۔ (فتاوی محمودیہ صـ۲۸۹ جلد ۱۲)۔

مسجد کے لیے حکومت سے امداد لینا؟ :-

سوال :- حکومت کے دیئے ہوئے خزانہ سے رقم جو کہ لاٹری بورڈ کے ٹیکس اور ہر قسم کی حلال و حرام اور جائز و ناجائز اشیاء کے ٹیکسوں پر مشتمل ہو، مساجد کی تعمیر و توسیع یا مرمّت کے لیے استعمال کی جاسکتی ہے یا نہیں ؟۔

جواب :- سرکار نے جب جائز او ناجائز آمدنی کو مخلوط کردیا اور اس مخلوط آمدنی سے مسجد کے لیے رقم دی تو اس کو حرام نہیں کہا جائے گا، اس کو لینا اور مسجد میں صرف کرنا شرعاً درست ہے۔

چوں کہ خلط استہلاک ہے دمل کر ہلاک کے حکم میں ہوگیا) جب حکومت نے جائز و ناجائز کو مخلوط کردیا اور اس پر قبضہ کرلیا تو حکومت اس کی مالک ہوگئی، اور حکومت

نے جن سے غلط طریقہ پر لیا ہے ان کو ضمان دینا لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۳ جلد۱۵)۔

مسئلہ:۔ مسجد کے لیے سرکار سے قرض (لون) لینا جس میں سود دینا پڑتا ہے، اس کا لینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۵۷ جلد۲)۔

مسجد کا روپیہ مدرسہ میں خرچ کرنا:۔

مسئلہ:۔ مسجد کی آمدنی کا پیسہ مسجد ہی میں خرچ کرنا لازم ہے، مدرسہ وغیرہ کی تعمیر یا دیگر ضروریات میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، جنہوں نے وہ پیسہ مدرسہ میں خرچ کیا وہ ذمہ دار ہیں۔ مسجد بھی خدا کی ہے اور مدرسہ بھی خدا کا ہے مگر ایک کی آمدنی دوسرے کی آمدنی میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے جس طرح کہ ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے اور ایک مدرسہ کی آمدنی دوسرے مدرسہ میں خرچ کرنا جائز نہیں۔ ورنہ سب نظام گڑبڑ ہو جائے گا۔ لیکن اگر مدرسہ اصل ہو اور اس کے لیے ہی مسجد بنائی جائے، مسجد کے اخراجات مدرسہ سے پورے کیے جائیں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۶۵ جلد۱۲)۔

مسجد میں شیعوں کا چندہ؟

مسئلہ:۔ اہل سنت والجماعت اور فرقہ اثنا عشریہ کے عقائد میں بین فرق ہے، لہٰذا خالص دینی اور مذہبی معاملہ میں ان سے چندہ نہ لیا جائے، اگر وہ خود دینا چاہیں تو وہ کسی سُنّی مسلمان کو ہبہ کردے اور وہ مسلمان اپنی طرف سے دیدے تو لے سکتے ہیں اگر وہ شخص رقم دے چکا ہے، تو اگر واپس کرنا نامناسب ہو تو بادلِ ناخواستہ بیت الخلاء، پیشاب خانہ، غسل خانہ میں استعمال کرلی جائے، یا پھر مسجد کا مکان بنانے میں استعمال کی جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۸۹ جلد۶)۔

کفر کی حالت کا روپیہ مسجد میں خرچ کرنا:۔

سوال:۔ ایک نو مسلم اسلام میں داخل ہوتے وقت اپنی دولت بھی ساتھ لیتے آئے، تو کیا اُس دولت کو مساجد وغیرہ میں خرچ کر سکتے ہیں؟

جواب:۔ بعض پیسے ایسے ہوتے ہیں کہ جو کسی بھی مذہب میں حلال و جائز نہیں ہوتے اور ان پر کسی مذہب میں ملکیتِ صحیحہ قائم نہیں ہوتی جیسے چوری کا پیسہ، ڈاکہ اور غصب کا پیسہ۔ ایسا پیسہ کفر کی حالت میں کمایا ہوا اگر کوئی نو مسلم اپنے ساتھ لائے تو اس کا حکم شرعی یہ ہے کہ اس کو اصل مالک کی ملک میں کسی مناسب انداز سے پہونچا دیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو اور مالک ثواب پانے کا اہل ہو، مثلاً "مسلمان ہو" تو اس کو ثواب پہونچانے کی نیت سے صدقہ کردیں۔ اور اگر اس کا علم نہ ہو سکے کہ مالک مسلم ہے یا کافر تو ایسی صورت میں اس کے وبال سے بچنے کی نیت سے صدقہ کرکے جلد سے جلد اپنی ملکیت سے نکال دے۔

بعض پیسے ایسے ہوتے ہیں کہ مسلمان کے لیے شرعاً حلال و جائز نہیں ہوتے اور غیر مسلم کے لیے حلال و جائز ہوتے ہیں اور غیر مسلم اس کا مالک بملکِ صحیح ہو جاتا ہے جیسے شراب کے کاروبار کا پیسہ، خنزیر کے کاروبار کا پیسہ، ایسا ان کے لیے جائز و حلال ہوتا ہے۔ اور اس پر مالک بملکِ صحیح ہو جاتے ہیں۔

اگر کفر کی حالت کا پیسہ لے کر مسلمان ہو جائیں تو اس کے صحیح مالک ہو گئے ہیں اور جس نیک کام میں چاہیں صرف کر سکتے ہیں، مسجد میں، مدرسہ میں ہر جگہ خرچ کر سکتے ہیں اور یہی حکم ان کے گانے بجانے کے پیسہ کا بھی ہے، اس لیے کہ وہ اس کے صحیح مالک ہو گئے تھے اور وہ ان کے لیے حلال تھا، اور مسلمان ہونے کے بعد بھی قدیم مسلمان بھی وہ پیسہ ان سے لے سکتا ہے اور انھیں نیک کاموں میں خرچ کر سکتا ہے۔ (نظام الفتاوے ص۳۳۳ جلد اول، بحوالہ شامی ص۲۴۷ جلد ۱ و بذل ص۳۷ ج۱)۔

بلیک کرنے والے کا روپیہ مسجد میں؟:۔ **سوال**:۔ جو تاجر بلیک مارکٹنگ کا کام کرتے ہیں وہ اگر مسجد میں چندہ دیں تو ان کے روپے مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟۔

جواب:۔ ملکیت تو اس صورت میں بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اس کو مسجد میں صرف کرنا بھی درست ہے، مگر خود یہ طریقہ ایسا ہے جس میں عزت کا بھی خطرہ ہے

مال کا بھی خطرہ ہے۔

مسئلہ:۔ کوئی بدعتی مسجد میں چندہ دے تو اس کے روپے کو مسجد میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۹ جلد ۱۸)۔

مسئلہ:۔ سود کا روپیہ مسجد میں لگانا جائز نہیں ہے، اگرچہ (سودخور) مرنے والا آکر خواب میں بتلائے، تب بھی جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۷ ج ۱۵)۔

مسئلہ:۔ ناجائز آمدنی کا پیسہ مسجد میں لگانا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۳ ج ۱۵)

مسئلہ:۔ مال حرام مسجد میں لگانا ناجائز ہے، اگر حرام مال سے خرید کر زمین پر مسجد بنائی جائے تو اس میں نماز مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۳۸ ج ۱۰)۔

مسئلہ:۔ اگر حرام مال سے خرید کر بیع فسخ کر کے پھر حلال مال سے خرید کر مسجد بنائی جائے تو اس میں نماز درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۳۹ ج ۱۰)۔

مسئلہ:۔ ساہوکار کا روپیہ رقم اگر سود کی نہیں ہے تو مسجد کی تعمیر میں لگانا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۸۲ جلد ۱۲)

مسئلہ:۔ حرام پیشہ کرنے والا جب مسجد کے لیے روپیہ دے تو اس سے کہہ دیا جائے کہ حلال پیسہ مسجد کے لیے دو، حرام و مشتبہ مت دو، پھر بھی وہ شخص (دینے والا) کہے کہ میں حلال ہی پیسہ دے رہا ہوں، چونکہ وہ مسلمان ہے آخرت سے ڈرتا ہے، قرض لے کر بھی دے سکتا ہے، اس لیے اس کی بات تسلیم کر لیں گے اور جب تک دلیل شرعی سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ واقعی حرام ہی پیسہ دیا ہے، اس کا پیسہ لے سکتے ہیں اور مسجد میں لگا بھی سکتے ہیں۔ (نظام الفتاویٰ ص۳۰۷ جلد ۱)۔

مخلوط آمدنی والے کا چندہ مسجد میں؟:۔

سوال:۔ ایک شخص جس کی آمدنی جائز نہیں مگر اس کے پاس آمدنی کے ذرائع ایسے بھی ہیں جو بالکل حلال ہیں۔ کیا اس کا چندہ مسجد میں لیا جا سکتا ہے جبکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ میں اپنی پاک کمائی میں سے چندہ دے رہا ہوں چونکہ مجھ کو معلوم ہے کہ حرام آمدنی کا کارِ خیر میں لگانا بڑا گناہ ہے۔؟

جواب :۔ ایسے شخص کا چندہ لینا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۹۱ ج۱)۔

مسجد و مدرسہ کی رقم بطورِ قرض ایک دوسرے میں صَرف کرنا؟ :۔

سوال :۔ ضرورت ہو تو مسجد کی رقم مدرسہ میں اور مدرسہ کی رقم مسجد میں بطور قرض لے کر استعمال کی جاسکتی ہے یا نہیں ؟۔

جواب :۔ اگر قرض وصول ہونے پر اعتماد ہو، ضائع ہونے کا احتمال نہ ہو تو منتظمہ کمیٹی کے مشورہ سے درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۹۱ ج۱)۔

فقیر کا مانگا ہوا پیسہ مسجد میں؟ :۔

مسئلہ :۔ بلاضرورت مانگنا گناہ ہے، لیکن جب فقیر نے پیسہ مانگا اور محلہ والوں نے بخوشی اس کو دیا تو وہ اب مالک ہوگیا اور اس نے جو کچھ مسجد میں دیا ہے وہ دینا صحیح ہے۔ اس مصلے پر (جو اس نے دیا ہے) نماز بلاشبہ جائز ہے، اور اس کو سمجھا دیا جائے کہ بلاضرورت مانگنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۹۲ جلد اول)۔

مسئلہ :۔ مسجد میں بھیک مانگنا ممنوع ہے (یعنی داخلِ مسجد میں) ایسے لوگوں کو مسجد سے باہر خارجِ مسجد کھڑے ہونا چاہیئے، اور مسجد میں مانگنے والوں کو دینا بھی نہیں چاہیئے۔ لیکن اگر کسی ضرورت مند کی امداد کے لیے مسجد میں دوسرا آدمی اپیل کرے تو یہ جائز ہے۔

مسئلہ :۔ کسی فقیر کو مسجد میں دینا یوں تو جائز ہے مگر اس سے مسجد میں مانگنے کی عادت پڑے گی، اس لیے مسجد سے باہر (خارج مسجد) دینا چاہیئے۔ (آپ کے مسائل ص۱۳۲ جلد۳)۔

مسجد کا چندہ عمومی کاموں میں خرچ کرنا؟ :۔

سوال :۔ چند حضرات نے مسجد کا چندہ جمع کیا تھا لیکن وہ عمومی کاموں میں خرچ کرنا چاہتے ہیں، اگرچہ حساب مع رسیدوں کے موجود ہے؟

جواب:۔ جس طرح چندہ جمع کیا گیا ہے، ان کو جمع کر کے یا گھروں پر جا کر، اس طرح ان سے اجازت لے لی جائے یا ان کا چندہ واپس کر دیا جائے، اور جب رسیدیں بھی موجود ہیں تو اس میں کیا مشکل ہے یا اعلان کر دیا جائے کہ اس چندہ کو فلاں کام میں خرچ کیا جس کو نامنظور ہو وہ اپنا چندہ واپس لے لے۔ اور یہ اعلان اس طرح کیا جائے کہ چندہ دینے والوں تک بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی نہ کسی طرح پہونچ جائے۔ مثلاً ایک اشتہار چھاپ کر تقسیم کر دیا جائے یا محلّوں اور مساجد میں کہہ دیا جائے، غرض کہ اپنی وسعت کے مطابق اعلان کر دیں یا واپس کر دیں، اس سے زائد کی ذمہ داری نہیں ہے۔ (فتاوے محمودیہ ص ۳۰۲ جلد ۱۲)۔

پگڑی کی رقم مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا؟:۔ مسئلہ:۔ پگڑی کی رقم بظاہر کسی شرعی عقد سے حاصل نہیں ہوتی، لہٰذا اس کا استعمال مسجد میں درست نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ

مسجد کا روپیہ تجارت کے لیے دینا؟:۔ سوال:۔ مسجد کی رقم جو متولّی کے پاس جمع تھی، اس نے ایک شخص کو تجارت کے لیے دے دی، اس شخص نے مسجد کا کوئی حصہ طے نہیں کیا، اس نے مسجد کی رقم واپس کرتے ہوئے مبلغ دو سو پچیس ۲۲۵ روپے زائد دیدیئے۔ یہ زائد رقم جو دی گئی اسے لینا جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب:۔ مسجد کی رقم متولّی کے پاس امانت ہے کسی کو تجارت کے لیے دینے کا اُس کو حق نہیں، ہرگز کسی کو نہ دی جائے، جو رقم دی تھی وہ بطور قرض تھی، قرض میں یہ شرط کرنا کہ واپسی کے وقت اتنی رقم زائد لی جائے گی جائز نہیں، یہ سُود ہے۔ لیکن بغیر شرط کے اگر قرض لینے والا یہ کہہ کر قرض واپس کردے کہ اتنی رقم تو قرض تھی یہ واجب الادا ہے۔ اور اتنی رقم میں بلا کسی التزام کے اپنی طرف سے زائد دیتا ہوں تو یہ شرعاً درست ہے اور حدیث پاک سے ثابت ہے اس کا استعمال کرنا درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۰۲ جلد ۱۲)۔

مساجد کا روپیہ حکومت کو دینا؟:۔ مسئلہ:۔ مساجد کا روپیہ وقف کا روپیہ جو کہ امانت ہے، متولی کو مسجد کے علاوہ کسی جگہ بھی خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ (فتاوے محمودیہ ص۱۸۸ جلد ۱۸)۔

مسئلہ:۔ مسجد کے فنڈ (چندہ) کا ذاتی استعمال میں لانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے استعمال کر لیا تو اس کو چاہیئے کہ توبہ استغفار کرے اور جو رقم اس نے استعمال کی ہے اس کا ضمان ادا کرے، محلہ والوں اور نمازیوں کی ذمہ داری ہے کہ اس شخص سے ضمان وصول کریں۔ (آپ کے مسائل ص۱۴۸ ج ۳)۔

مسجد کے لیے چندہ کر کے مدرسہ بنانا؟:۔ مسئلہ:۔ مسجد کے لیے جو چندہ کیا جائے اس کو مدرسہ میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ مدرسہ کے لیے جو چندہ کیا جائے اس کو مسجد پر صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

جو جگہ نماز کے لیے مقرر (وقف) ہو جائے وہاں مدرسہ بنانا اور تعلیمی کام کے لیے اس جگہ کو متعین کر دینا جائز نہیں ہے۔ اس جگہ ایسے چھوٹے بچوں کو بھی تعلیم نہ دی جائے جو مسجد کا احترام باقی نہ رکھ سکیں۔

نیز زکوٰۃ، صدقۃ الفطر، قیمت چرمِ قربانی کو مدرسہ یا مسجد کی تعمیر میں دینا جائز نہیں ہے، وہ صرف غریبوں کا حق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۹ جلد ۱۸)۔

مسجد و مدرسہ کے نام سے مشترک چندہ کرنا؟:۔ سوال:۔ ایک بستی والے مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں جس کا چندہ ایک جگہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر چندہ یکجا کر لیا جائے اور چندہ دینے والوں سے کہہ دیا جائے کہ ہم مسجد و مدرسہ دونوں تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور چندہ دینے والا یہ کہہ دے کہ دونوں میں سے کسی میں استعمال کر لو تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ یا دونوں کا الگ الگ؟۔

جواب:۔ مسجد و مدرسہ دونوں کے لیے مشترکہ چندہ کرنا درست ہے۔ اور جب یہ اعلان کردیا کہ دونوں کی تعمیر ہوگی اور دونوں کے لیے لوگ چندہ دے رہے ہیں تو پھر کیا تردد ہے۔ علٰحدہ علٰحدہ کرنا چاہیں تو اس کی بھی اجازت ہے۔ پھر جو چندہ جس کے لیے وصول کیا اس کو اسی مصرف میں صَرف کرنا چاہیئے، ایک کا چندہ دوسرے مصرف میں صرف نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۸ جلد ۱۸)۔

مسئلہ:۔ مسجد کے چندہ سے خارج مسجد آفس (دفتر) بنانا کہ اس میں مسجد کی انتظامیہ کی میٹنگ ہوا کرے، جائز ہے اگر اہلِ چندہ کی اجازت ہو تو۔ (آپ کے مسائل ص۱۳۰ ج۳)

غیر مسلم سے مسجد کے لیے چندہ لینا؟:۔ **سوال**:۔ ہمارے یہاں ایک مسجد تیار ہورہی ہے، اس میں غیر مسلم چندہ دینا چاہتے ہیں، کیا غیر مسلموں کا روپیہ مسجد میں لگانا درست ہے؟۔

جواب:۔ اگر یہ احتمال نہ ہو کہ کل اہلِ اسلام پر احسان رکھیں گے اور نہ یہ احتمال ہو کہ اہلِ اسلام ان کے ممنون ہوکر ان کے مذہبی شعائر میں شرکت یا ان کی خاطر سے اپنے شعائر میں مداہنت کرنے لگیں گے۔ اس شرط سے قبول کرلینا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص۶۸۸ جلد۲ و فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۷ جلد۱)۔

مسئلہ:۔ غیر مسلم کے چندہ دینے میں یہ اندیشہ نہ ہو کہ وہ اس کے نتیجہ میں کوئی غلط مقصد حاصل کرے گا تو لینا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۵۶ جلد۱۷)۔

مسئلہ:۔ غیر مسلم چندہ دینے والا اپنے اعتقاد کے اعتبار سے اسے قربت سمجھتا ہو تو اس کا چندہ لیا جاسکتا ہے، لیکن اگر یہ احتمال ہو کہ وہ آئندہ مسلمانوں پر احسان جتائے گا تو اس وقت بہتر یہ ہے کہ ان کا چندہ نہ لیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۳۲ جلد۱۰ و فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۸ ج۹ و ص۱۶۸ ج۱۵ و ص۴۷۶ ج۲ و نظام الفتاویٰ ص۲۱۳ ج۱)۔

مسئلہ:۔ مسجد کی تعمیر کے لیے راستہ کے کنارے کوئی صندوق لٹکا دیا گیا اور رہ گذر اس میں پیسے ڈالتے ہیں تو وہ پیسہ اس تعمیر میں لگانا درست ہے، خواہ ڈالنے والے مسلم ہوں یا غیر مسلم، سب کا پیسہ اس صورت میں لگا سکتے ہیں (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۶ ج۱۸)

شراب کی آمدنی سے مسجد میں چندہ دینا:-

مسئلہ:- شراب کی آمدنی سے مسجد کے لیے چندہ قبول نہ کیا جائے، اگر جائز آمدنی سے مثلاً قرض لے کر دے تو درست ہے۔ نیز مخلوط آمدنی والا اگر حلال چیزوں کی آمدنی سے چندہ دیدے تو درست ہے۔ اگر مخلوط آمدنی سے دے اور حلال غالب ہے تب بھی درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۳۵۵ جلد ۱۷)

مسئلہ:- اگر مسجد شراب کی آمدنی سے بنائی گئی ہے تو اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جو نمازیں وہاں پڑھی گئیں وہ کراہت کے ساتھ ادا ہوں گی، آئندہ احتیاط کی جائے۔ (فتاوی محمودیہ ۱۵۲ جلد ۱۰)۔

خنزیر کے بالوں کے برش بنانے والوں کا پیسہ مسجد میں لگانا:-

مسئلہ:- محض خنزیر (سؤر) کے بالوں کے برش بنانے والوں کا پیسہ مسجد میں لگانا محض برش بنانے کی اجرت اس طرح کہ اتنی دیر کام کرو اس کا معاوضہ یہ ہوگا، درست ہے حرام نہیں، اس کا پیسہ مسجد میں بھی لگایا جا سکتا ہے، مگر فی نفسہ یہ معاملہ نہیں چاہیئے اس لیے کہ سؤر کے بال سے انتفاع امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۳۴۷ جلد ۱۵ و ۵۱۳ جلد اول)

مسجد میں چندہ کرنا:-

مسئلہ:- دینی ضرورت کے لیے مسجد میں چندہ کرنا اور چندہ دینے والوں کو مرحبا اور سبحان اللہ کہنا درست ہے، مگر نمازیوں کی نماز میں خلل وتشویش نہ ہونے پائے۔ (فتاوی محمودیہ ۲۵۴ جلد ۱۲)۔

مسئلہ:- مسجد میں دنیا کی باتیں جیسے خرید و فروخت کی باتیں، مقدمات کی باتیں، کھیت اور باغ کی باتیں، یہ سب دنیا کی باتیں ہیں۔ مسجد کی تعمیر یا امام وغیرہ کی تنخواہ کے لیے چندہ کرنا مسجد میں منع نہیں ہے، بشرطیکہ شور و شغب نہ ہو، جیسا کہ آج کل ہوتا ہے کہ ایک دوسرے پر طعن کرتے ہیں، غیرت دلاتے ہیں، کم چندہ دینے

لڑتے ہیں، غرض کہ مسجد کا احترام ملحوظ نہیں رکھتے، یہ طریقہ منع ہے۔
ختم شریف کے لیے جو چندہ کیا جاتا ہے وہ اکثر زور دے کر لیا جاتا ہے اور اس میں دہ تر دکھاوا اور مقابلہ مدِ نظر ہوتا ہے، یہ بھی منع ہے۔ مسجد میں تلاوت قرآن، تسبیح، ود شریف، استغفار میں مشغول رہنا چاہیئے اس طرح کہ نمازیوں کو تشویش نہ ہو، اگر جد میں مسائل کی تعلیم دی جائے تو یہ بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۸۴ ج۱)۔

ندہ مسجد سے مٹھائی تقسیم کرنا؟:-

سوال:- مسجد کے چندہ سے مٹھائی تقسیم کرنا او عائی لینے والوں میں چندہ نہ دینے والے بھی شامل ہوتے ہیں؟۔
جواب:- اگر چندہ دینے والوں کی اجازت ہے اور اس چندہ کا مصرف یہ بھی ہے یہ مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا شرعاً درست ہے ورنہ نہیں۔ اگر چندہ دینے والوں کی طرف ۔ نہ چندہ دینے والوں کو بھی اجازت ہے تو ان کو بھی مٹھائی کھانا جائز ہے۔ تاوی محمودیہ ص۱۸۷ جلد۶)۔
مسئلہ:- مٹھائی کی بچی ہوئی رقم چندہ دہندگان کی اجازت سے مسجد کے رے مصرف میں خرچ کرسکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۰۷ جلد۶)۔

لی جرمانہ لینا اور مسجد میں صرف کرنا؟:-

سوال:- ایک برادری میں چند نین مقرر ہیں اور وہ ان کی خلاف ورزی سے سیاسۃً بطور جرمانہ کچھ رقم ول کرتے ہیں، تو دریافت طلب بات یہ ہے کہ رقم مذکورہ کو مصارفِ بد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔
جواب:- مذہب معتمد علیہ یہ ہے کہ ایسا جرمانہ ناجائز ہے، اگر کچھ رقم بطور جرمانہ ل کرلی ہے تو اس کی واپسی ضروری ہے، مسجد وغیرہ میں صرف کرنا درست ںہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۳ جلد۶ بحوالہ ردالمحتار ص۲۷۵ جلد۳)۔

جد کے لیے جبراً چندہ لینا؟:-

مسئلہ:- جبراً چندہ وصول کرنا

ناجائز ہے، جو اپنی خوشی سے دے اس سے لے لیا جائے، جو نہ دے اس پر جبر کرنا گناہ ہے۔ اور ایسے مال کا مسجد میں لگانا بھی ناجائز ہے جبراً تو لینا جائز ہی نہیں ہے جبراً اگر وصول کر لیا تو جس قدر روپیہ لیا ہے اس کا واپس کرنا ضروری ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۶ جلد۶ بحوالہ شامی ص۶۸۸ جلد۱)۔

مسئلہ:۔ زبردستی چندہ وصول کرنا بھی منع ہے، جن لوگوں سے زبردستی چندہ لیا گیا وہ اب معاف کر دیں اور خدا کے نام پر دیئے ہوئے پیسہ کو قبول کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اس مسجد میں آکر گناہوں سے توبہ کریں، اعمال قبیحہ سے باز آجائیں، نماز اس مسجد میں درست ہوگی۔ غیر مسلم سے تعمیر مسجد کے لیے چندہ مانگنا بڑی بے غیرتی ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۸۱ جلد۱۸)۔

مسئلہ:۔ مسجد کے لیے چندہ دے کر واپس نہ لیا جائے جبکہ وہ چندہ سب کا مخلوط ہے اور اس کا سامان بھی خرید لیا گیا ہے، تو اب واپس لینے کا حق نہیں رہا اور نہ متولی کو واپس دینے کا حق ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۶۴ جلد۱۰)۔

سودی قرض پر لیا روپیہ مسجد کے ضمان میں دینا؟:۔

سوال:۔ ایک صاحب کے پاس مسجد کی امانت کا روپیہ جمع تھا، انہوں نے خرچ کر ڈالا، پھر ان امین صاحب نے ایک دوسرے شخص سے سودی قرض لے کر مسجد کی امانت کے روپے کو واپس کر دیا، تو کیا اس روپے کو مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب:۔ سود پر جو قرض لیا گیا ہے وہ قرض کا روپیہ حرام نہیں ہے، اس کو مسجد کے روپے کے ضمان میں دینا درست ہے۔ البتہ قرض کے ساتھ جو روپیہ سود کا دیا جائے گا اس کا دینا ناجائز ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۱۹ جلد۱۸)۔

مسئلہ:۔ زید نے ایک مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں بکر سے سَو روپے قرض لے کر دیئے۔ بعد میں حرام کمائی سے اپنا قرض ادا کیا تو وہ رقم مسجد کے لیے حلال ہے کیونکہ جو روپیہ قرض لے کر دیا ہے وہ روپیہ تو جوئے یا سٹے یا حرام کمائی میں تھا، اس

میں یہ حرام مؤثر نہیں ہوگا، اس کی حرمت مستقل علاحدہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۷ ج۱۸)

سُود خور کے ترکہ کی رقم مسجد میں لگانا؟:۔

مسئلہ:۔ والدین کے ترکہ سے جو حلال روپیہ ملا ہے اگر وہ روپیہ مسجد میں دے تو اس کا مسجد میں صرف کرنا شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۹ جلد ۱۸)۔

ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں لگانا؟:۔

سوال:۔ ہمارے یہاں دو مسجدیں ہیں ایک غریب، دوسری امیر۔ امیر مسجد میں برسوں سے کوئی ضروری کام تعمیری بھی نہیں، غریب مسجد کا پلاسٹر بھی ہونا باقی ہے اور فرش بھی۔ تو کیا امیر مسجد کا روپیہ غریب مسجد میں لگا سکتے ہیں؟۔

جواب:۔ اگر وہ روپیہ چندہ کا ہے تو چندہ دینے والوں کی رائے واجازت سے غریب مسجد میں صرف کرنا شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۷ جلد ۱۸)۔

چوری کی لکڑی اور حرام رقم سے بنائی گئی مسجد کا حکم:۔

مسئلہ:۔ چوری کے مال واسباب اور ناجائز رقوم سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم یہ ہے کہ اس میں نماز نہ پڑھی جائے، لیکن اس کو بے حرمتی سے بچایا جائے، اس میں حیض والی عورت اور ناپاک کا داخل ہونا جائز نہیں ہے، اس کو محفوظ کردیا جائے، اسے بیچنا بھی درست نہیں اگر زمین چوری کی اور غصب شدہ نہیں ہے، جائز طریقہ سے حاصل کی گئی ہے تو ناجائز عمارت دور کرکے مالِ حلال سے دوسری عمارت بنالی جائے تو قابلِ انتفاع ہوسکتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۴۶ جلد ا بحوالہ منیۃ المساجد ص۲۶ وکبیری ص۵۷۱)۔

مسئلہ:۔ اگر تحقیق سے معلوم ہوجائے کہ یہ سیمنٹ چوری کا ہے تو اس کا خرید اور مسجد کی تعمیر میں لگانا (خواہ غسل خانہ وغیرہ میں لگانا ہو) جائز نہیں ہے، چور کی اس پر ملکیت بھی حاصل نہیں، پھر اس کو خریدنا ہی بے محل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر میں پاک مال

لگایا جائے وہ پاک ہی کو قبول کرتا ہے، ناپاک (حرام) مال نہ لگایا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۸ جلد ۱۵)۔

پایا ہوا پیسہ مسجد میں لگانا؟:-

مسئلہ:- پایا ہوا روپیہ وہ لقطہ کے حکم میں ہے، مالک کو تلاش کرکے اس کو دیا جائے، اگر مالک کا پتہ نہ چلے تو مایوس ہونے کے بعد غریب کو صدقہ کردیا جائے، مسجد میں نہ دیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۷ جلد ۱۵)۔

قربانی کی کھال کی قیمت تعمیرِ مسجد میں؟:-

مسئلہ:- اگر آپ نے قربانی کی کھالیں متولی مسجد کی ملک کردیں، پھر ان کو فروخت کرکے متولی نے مسجد کی تعمیر میں صرف کردیا تو درست ہے۔ اور اگر بغیر تملیک کے ان کو فروخت کرکے قیمت تعمیر میں خرچ کی گئی تو یہ صورت ناجائز ہوئی۔ ایسی صورت میں ان قیمتوں کا صدقہ کرنا ضروری ہے (کیونکہ) قربانی کی کھال کو اگر فروخت کردیا جائے تو قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہوتا ہے اور اس قیمت کو مسجد میں صرف کرنا درست نہیں ہوتا، ہاں اگر صاحبِ قربانی خود فروخت نہ کرے بلکہ کسی دوسرے کو مالک بنادے تو وہ فروخت کرکے جہاں چاہے قیمت کو صرف کرسکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۳۱ جلد ۴)۔ (تفصیل دیکھیے مسائلِ قربانی)۔

مسجد میں زکوٰۃ کی رقم حیلہ کرکے لگانا؟:-

مسئلہ:- مسجد کی تعمیر میں یا امام و مؤذن و مسجد کے خدام کی تنخواہوں میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا درست نہیں ہے، اس لیے مسجد کی تعمیر میں زکوٰۃ کی رقم ہرگز استعمال نہ کی جائے، حیلہ کرکے بھی نہ لینا چاہیے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۹۴ جلد ۶)۔

برآمدہ کے لیے کیے ہوئے چندہ سے کرایہ کی دوکانیں بنانا؟:-

مسئلہ:- جس مقصد کے لیے چندہ لیا گیا اور دینے والوں نے دیا ہے، اسی مقصد

میں وہ روپیہ خرچ کیا جائے، دوسرے مقصد میں اس کے خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے لہٰذا اس روپیہ سے برامدہ ہی بنوایا جائے، اور دوکان یا کسی اور کام میں یہ روپیہ خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۶۳ جلد ۱۲)۔

مسئلہ:۔ اگر چندہ دینے والوں سے چندہ وضو خانہ کے لیے جمع کیا گیا ہے اور چندہ دینے والوں نے اس ہی مقصد کے لیے چندہ دیا ہے تو ذمہ داران کے لیے اس کا کسی دوسرے کام میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، (اگر خرچہ کر دیا ہے تو) ان کے ذمہ ضمان واجب ہے، اور جو لوگ اپنا چندہ واپس مانگ رہے ہیں ان کو واپس مانگنے کا حق ہے اور ذمہ داران کو واپس کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۶۴ ج ۱۲)

سود پر رقم قرض لے کر مسجد میں لگانا؟:۔

مسئلہ:۔ جو رقم سود پر قرض لی گئی ہے وہ رقم حرام نہیں ہے، اس کا مسجد کی تعمیر میں لگانا بھی درست ہے، لیکن سود پر رقم لینا سود دینا گناہ ہے، اس سے باز آنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۸۲ ج ۱۲)۔

مسئلہ:۔ کسی مسجد کے منتظمین اگر سودی قرض لے کر مسجد کی تعمیر میں لگائیں تو گنہگار ہوں گے اور اس کا سود مسجد کے پیسے سے دیں گے تو گنہگار بھی ہوں گے اور ان پر ضمان بھی عائد ہوگا۔ اس لیے اہلِ خیر حضرات کو دل کھول کر پاک کمائی سے تعمیرِ مسجد میں حصہ لینا چاہیے۔ (نظام الفتاویٰ ص۳۲۳ جلد ۱)۔

فلم ایکٹر کی آمدنی مسجد میں لگانا؟:۔

مسئلہ:۔ ناجائز آمدنی کا پیسہ نہ مسجد کے لیے قبول کیا جائے اور نہ مدرسہ کے لیے، اس کا غرباء پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ جو غریب بالغ لڑکے، یا غریب آدمی کے نابالغ لڑکے مدرسہ میں پڑھتے ہیں، وہ اس کا مصرف ہیں۔ نیز ایسے لوگوں کے پاس اراکینِ مدرسہ چندہ لینے کے لیے بالکل نہ جائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۹۸ جلد ۱۲)۔

مسئلہ:۔ حرام اور مشتبہ مال سے مسجد بنانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ

رحیمیہ صـ۹۹ جلد ۶)۔

مزار کے چندہ سے مسجد کے امام کی تنخواہ؟:۔

سوال:۔ ایک مزار ہے اور اسی احاطہ میں مسجد بھی ہے، لوگ آتے جاتے مزار کے سامنے جو صندوق رکھا ہے، اس میں روپے ڈالتے ہیں، نیز غیر مسلم حضرات بھی، کس کی کیا نیت ہے معلوم نہیں، تو کیا مسجد کے امام و مؤذن کی تنخواہ اس سے دینا درست ہے؟

جواب:۔ ظاہر تو یہ ہے کہ یہ روپیہ مسجد و مزار کے تحفظ اور ضروریات کے لیے اس میں ڈالتے ہیں، پس یہ روپیہ دونوں ہی ضروریات میں صرف کرنا درست ہے، بلکہ اگر وہاں پر ایک مکتب بھی قائم کر دیا جائے تو مناسب ہوگا، تاکہ مسجد بھی آباد رہے اور صاحبِ مزار کو بھی ثواب ملتا رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۱۴۳ جلد ۱۸)۔

مسئلہ:۔ زائرین جو پیسہ خادمِ مزار کو بسلسلہ خدمت و تعلق صاحبِ مزار دیتے ہیں وہ خدّامِ مزار کا ہے، اس کو جبراً مدرسہ کے واسطے لینے کا کسی کو حق نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۷۱ جلد ۱۵)۔

تحفظِ مسجد کے لیے مقدمہ کے مصارف مسجد کی رقم سے؟:۔

مسئلہ:۔ مسجد کی وقف شدہ زمین میں زبردستی مدرسہ بنانے کا حق نہیں، اگرچہ دینی مدرسہ بنانا اور دینی تعلیم کو عام کرنا بڑے اجر و ثواب کی چیز ہے، مگر ناحق طریقہ کو ہرگز اختیار نہ کیا جائے، اس کے لیے متولی سے لڑنا اور تولیت سے الگ کرنا اور مقدمہ لڑنا بہت مذموم اور گناہ ہے۔

اگر اس مقدمہ کی کامیابی میں مسجد کا تحفظ ہے اور اس کی جائیداد کا تحفظ ہے تو متولی کو اس میں مسجد کا روپیہ (ضرورت کے مطابق ہی) خرچ کرنا درست ہے کہ یہ درحقیقت مسجد ہی کے لیے ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ صـ۲۳۵ جلد ۱۸)۔

مسجد کی رقم سے کسی غریب کی مدد کرنا؟:- **سوال:-** جن مساجد کے پاس کافی روپیہ جمع ہے، وہ غرباء کو قرض دے کر ان کی حالت سُدھار سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- اس کی اجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۳ جلد ۱۸)۔

بیعانہ کی رقم مسجد میں لگانا؟:- **سوال:-** ایک شخص نے متولی سے مسجد کے مکان کا سودا کیا اور کچھ رقم پیشگی بطور بیعانہ کے متولی کو دے دی، اور اس شخص کے پاس روپیہ کا انتظام نہ ہو سکا اور متولی مسجد نے وہ مکان دوسرے کو فروخت کر دیا۔ اب متولی اس شخص کے وعدہ خلافی کے باعث وہ پیشگی کی رقم واپس نہیں کرتا، تو کیا وہ روپیہ مسجد کے مصرف میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب:- اگر کسی وجہ سے بیع کا معاملہ بائع اور مشتری (بیچنے اور خریدنے والے) پورا نہ کر سکیں تو بیعانہ کا واپس کرنا ضروری ہوتا ہے اور اس کا رکھ لینا ہرگز جائز نہیں ہے لہٰذا متولی کے ذمہ لازم ہے کہ وہ روپیہ جو پیشگی لیا تھا اس شخص کو واپس کردے، ایسے روپیہ کو مسجد میں صرف کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۶ جلد ۶)۔

مسجد کی آمدنی سے تنخواہ وضع کرنا؟:- **سوال:-** مسجد کا ملازم اگر وہ مسجد کے کام سے غیر حاضر رہے تو ان غیر حاضر ایام یا اوقات کی تنخواہ مسجد کے سرمایہ سے لینے کا حق اس کو ہے یا نہیں؟ یا منتظمہ کو ایسے غیر حاضر ایام کی تنخواہ دینے کا اختیار ہے یا نہیں؟۔

جواب:- منتظمہ کمیٹی کو لازم ہے کہ اس کے لیے چھٹی کا ضابطہ تجویز کردے کہ مثلاً ایک ماہ میں ایک روز یا دو روز یا سال بھر میں پندرہ روز یا ایک ماہ میں (حالات کے مناسب) تم رخصت لے سکتے ہو، اس کے علاوہ تم غیر حاضر رہے تو تنخواہ وضع ہوگی مسجد کا روپیہ بے محل خرچ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۷ جلد ۱۵)۔

مسئلہ:- اگر شروع ملازمت میں امام (وغیرہ) نے یہ طے کر رکھا ہے کہ ایام رخصت

کی تنخواہ بھی لوں گا یا کمیٹی مسجد نے طے کر رکھا ہے تو بلا تکلف و بلا خدشہ رخصت کے ایام کی تنخواہ لینا دینا جائز رہے گا، اور اگر یہ سب باتیں نہ ہوں تو عرفِ عام میں جتنے دنوں کی رخصت میں تنخواہ دینے کا دستور ہو تو صرف اتنے دنوں کی تنخواہ دینا درست رہے گا اور اس سے زیادہ اراکینِ مسجد کی صواب دید پر موقوف رہے گا۔ (نظام الفتاوی ص۳۰۲ ج۱)

ایک وقف کی رقم دوسری جگہ خرچ کرنا؟:۔

سوال:۔ یہاں پر الگ الگ اوقاف ہیں لیکن چند آدمیوں نے مل کر تقریباً دس مسجدوں کے اوقاف اکٹھے ایک جگہ کر کے ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں خرچ کرنے لگے ہیں تو کیا یہ جائز رہے؟۔

جواب:۔ واقف نے جو جائیداد جس مسجد کے لیے جداگانہ وقف کی ہے اس کی آمدنی اسی مسجد میں صَرف کی جائے دوسری مسجد میں صرف نہ کی جائے۔

مسئلہ:۔ جب ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں تو پھر مسجد کی آمدنی اسکول میں خرچ کرنا کیسے جائز ہوگا۔ جو لوگ خرچ کرتے ہیں وہ گنہگار ہیں، ان کے ذمہ ضمان لازم ہے، ایسے لوگوں کو اوقاف کا منتظم بنانا بھی درست نہیں ہے۔ (فتاوےٰ محمودیہ ص۱۶۶ جلد۱۵ و فتاویٰ رحیمیہ ص۱۸۵ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ مساجد کی وقف رقم یتیم خانہ میں بطور وقف نہیں دے سکتے۔ ایک وقف کے روپے دوسرے وقف میں استعمال کرنے جائز نہیں، ممنوع ہیں۔ درمختار میں ہے کہ دو شخص علٰحدہ علٰحدہ مسجد بنائیں یا ایک ہی شخص نے مسجد اور مدرسہ بنایا اور دونوں کے لیے جُدا جُدا (الگ الگ) وقف کیے تو قاضی کو حق نہیں ہے کہ ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف پر خرچ کرے۔ (درمختار مع شامی ص۵۱۵ جلد۳)۔

ہاں اگر واقف نے وقف نامہ میں تحریر کیا ہے کہ ضرورت سے زائد آمدنی سے ضرورت کے وقت غریب حاجتمند وقفوں میں امداد کریں اور کارِ خیر میں خرچ کریں تو واقف کی شرط کے مطابق وقف نامہ میں جو تحریر ہے اُس کے مطابق وقف کی امداد کرنا اور کارِ خیر میں خرچ کرنا صحیح ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۸۵ جلد۲)۔

ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں صرف کرنا؟

مسئلہ:- ایک مسجد کے لیے مخصوص طور پر جو وقف ہو، اس کی آمدنی دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں ہے لیکن مسجد کی آبادی کے لیے مسجد سے متعلق مدرسہ دینی قائم کرنا شرعاً درست ہے کہ یہ بھی مصالح مسجد میں سے ہے، دنیوی تعلیم مصالح مسجد میں سے نہیں، اس میں خرچ کرنا درست نہیں۔ دینی تعلیم خواہ قرآن کریم کی تعلیم ہو خواہ مسائل شرعیہ کی تعلیم ہو، اور پھر چاہے عربی زبان میں ہو چاہے اردو میں چاہے گجراتی زبان میں ہو سب کا ایک ہی حکم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۱۸۶ جلد۱۰)۔

سود کا پیسہ مسجد کی روشنی وغیرہ میں خرچ کرنا؟

مسئلہ:- ناجائز آمدنی کا پیسہ مسجد میں لگانا درست نہیں، اگر بجلی کی فٹنگ اور پنکھے میں ناجائز پیسہ لگایا گیا ہے تو جس نے لگایا ہے وہ پنکھا یہاں سے لے جائے اور حلال کمائی سے لگایا جائے، بجلی کی فٹنگ میں تار، میٹر، بلب جو کچھ بھی وہاں موجود ہے اس کو نکال کر جائز آمدنی سے لگایا جائے، اور اگر ایسا کرنے میں فتنہ ہو تو مجبوراً یہ صورت کر لی جائے کہ جتنا پیسہ اس میں خرچ ہوا ہے اور وہ پیسہ سود کا تھا تو اتنا پیسہ اصل مالک کو (جس سے سود لیا تھا) اسی کو واپس کر دیا جائے، اگر اصل مالک معلوم نہ ہو تو اتنا پیسہ غریبوں کو صدقہ کر دیا جائے، لیکن پہلے اس کی تحقیق بھی کر لی جائے کہ اس میں سودی رقم صرف کی گئی ہے (یا نہیں؟) اور جو نمازیں اس روشنی و ہوا میں پڑھی گئی ہیں وہ درست ہو گئیں۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۹۶ جلد۱۲)۔

لاوارث کا مال مسجد میں لگانا؟

مسئلہ:- لاوارث کچھ روپیہ وغیرہ چھوڑ کر مرا اور کوئی اس کا وارث بھی نہیں ہے کہ جس پر تقسیم کیا جائے اور نہ مرنے والے نے اپنے مال سے متعلق کوئی وصیت کی اور نہ اس کا دور نزدیک کا کوئی وارث ہے تو موجودہ حالت میں

اس کے ترکہ کو مدرسہ یا مسجد میں صرف کیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۷۱ جلد ۱۲ بحوالہ درمختار ص۴۰۸ جلد ۵ و شامی ص۸۹ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ لاوارث شخص مرگیا، اس کے کفن دفن کے لیے چندہ کیا گیا، بعد کفن دفن جو کچھ چندہ بچ گیا اس کو مسجد میں خرچ کرسکتے ہیں چندہ دینے والوں کی اجازت سے (فتاوی محمودیہ ص۲۷۹ جلد ۱۲)۔

پٹے پر لی ہوئی زمین پر مسجد بنانا؟:۔

مسئلہ:۔ جب کہ ننانوے سال کے پٹے کی زمین پر مسجد تعمیر کی گئی ہے، حکومت سے خریدی نہیں ہے، نہ حکومت نے مسلمانوں کو دی ہے کہ اسے وقف کرکے مسجد شرعی بنالیتے، اور حکومت کو حق حاصل ہے کہ جب چاہے واپس لے لے تو یہ شرعی مسجد نہیں ہے، (بلکہ) عبادت خانہ ہے، جماعت کا ثواب ملے گا، البتہ مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب نہیں ملے گا۔ (فتاوی رحیمیہ ص۱۲۷ جلد ۶ بحوالہ درمختار ص۵۰۴ جلد ۳)۔

(لیکن چوں کہ مجبوری ہے بغیر پٹے کے زمین ملتی نہیں تو اس لیے ثواب کی امید رکھنی چاہیے)۔

مسئلہ:۔ شرعی مسجد کے تحقق کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ جگہ ہمیشہ کے لیے مسجد پر وقف ہو، اگر وہ جگہ کچھ مدت کے لیے پٹہ پر لی (یا کرایہ پر لی) گئی ہے (یا مالک کی اجازت کے بغیر زمین پر غاصبانہ قبضہ کرکے مسجد بنالی ہے) تو وہ شرعی مسجد نہ ہوگی۔ (فتاوے رحیمیہ ص۱۲۸ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری ص۲۳۸ جلد ۳ و ہدایہ اولین ص۶۲۴ کتاب الوقف و کفایت المفتی ص۴۲ جلد ۷)۔

غیر آباد میدان میں مسجد کا صرف سنگِ بنیاد رکھا؟:۔

مسئلہ:۔ غیر آباد میدان اور جنگل و بیابان میں مسلم آبادی قائم کرنے اور مسلمانوں کو وہاں بسانے کی غرض سے وسیع قطعۂ زمین خریدا گیا اور مسجد و مدرسہ قائم کرنے کی غرض سے جگہ بھی

متعین کر دی گئی اور مکانات و رہائش گاہوں کی تعمیرات کا کام بھی شروع ہونے والا تھا اس لیے تبرکاً مسجد کے سنگِ بنیاد کی رسم ادا کی، اور اس کو دس سال کا عرصہ گذر جاتا ہے مگر رہائش گاہیں بنانے اور مسلمانوں کو وہاں بسانے میں کامیاب نہ ہوسکے اور نہ اس کی توقع ہے ان حالات میں صرف سنگِ بنیاد رکھنے پر جبکہ وہاں نہ اذان ہوئی اور نہ نماز پڑھی گئی اور نہ مسجد بننے اور اس کے آباد ہونے کے آثار و قرائن پائے جاتے ہیں، نہ قرب و جوار میں چھوٹی بڑی کوئی مسلم آبادی ہے، نہ اس کی مسلمانوں کو حاجت ہے، لہٰذا شرعی مسجد کے احکام (اس سنگِ بنیاد پر) جاری نہ ہوں گے۔ (فتاویٰ رحیمیہ صـ۸۷ جلد۶ بحوالہ عالمگیری صـ۴۶۱ جـ۲ کتاب الکراہیہ)۔

مشترکہ زمین میں مسجد بنانا؟:۔ مسئلہ:۔ اگر مشترکہ زمین میں سب مالکوں کی اجازت سے مسجد بنائی گئی تو نماز جائز ہے، اور یہ کوشش کرنا کہ کسی ایک مسجد میں نماز نہ ہو، گناہ ہے، اور اگر نئی مسجد سب مالکوں کی اجازت کے بغیر بنی ہے تو جب تک سب مالک اجازت نہ دیں، اس میں نماز نہ پڑھی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۱۶۶ جلد۶)۔

مسجد کی زمین پر قبضہ کرنا؟:۔ مسئلہ:۔ اگر وہ جگہ مسجد کے لیے وقف ہے تو اس پر مالکانہ قبضہ اور غصب حرام ہے، اس قبضہ کو ہٹا کر مسجد کے قبضہ میں دینا ضروری ہے، پھر اس کی چہار دیواری بنا کر حسبِ مصالحِ مسجد کے کام میں لائیں تاکہ آئندہ ایسی نوبت نہ آئے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۸۲ جلد۱۲)۔

مسجد کی زمین میں کرایہ دار کے لیے دوکان بنانا؟:۔ سُوال:۔ ایک جگہ مسجد کی ہے اس میں کوئی دوسرا شخص دوکان بنالے اور مسجد کو سالانہ کچھ رقم مقرر کردے بعد وصولی رقم دوکان مسجد کی ہوجائے گی، کیا یہ درست ہے؟

جواب:۔ اس کی صورت اس طرح کرلی جائے کہ مسجد کی زمین اس شخص کو کرایہ پر دیدی جائے اور کرایہ پیشگی لے کر اس سے دوکان بنوادی جائے اور جب دوکان مکمل ہوجائے

تو وہ کرایہ دار کے حوالہ کردی جائے، اس طرح وہ دوکان مسجد کی ہو جائے گی اور کرایہ دار کو اتنی مدت استعمال کا حق ہوگا جس کا وہ کرایہ پیشگی ادا کرچکا ہے۔ (اگر کرایہ دار مناسب ہو تو دوکان کی توسیع بھی کرسکتے ہیں)۔

یہ بھی درست ہے کہ خالی زمین دے دی جائے جس کا کرایہ مسجد کو وہ ادا کرتا رہے اور کرایہ دار خود اس میں تعمیر کرلے، پھر جب مدت کرایہ داری ختم ہو جائے تو اپنی تعمیر ہٹالے، زمین مسجد کو دے دے، یا بعینہ تعمیر ہی مسجد کو دے دے۔ (جو خرچہ تعمیر میں ہوا وہ مسجد سے وصول کرلے)۔ خالی زمین کرایہ پر دیتے وقت یہ شرط نہ کی جائے کہ اس زمین کا کرایہ یہ ہے کہ اس پر دوکان تعمیر کرے اتنی مدت بعد وہ تعمیر مسجد کو دیدے گا۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۸۴ جلد ۱۲)۔

ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد کے لیے قرض دینا؟:-

سوال:- ہمارے گاؤں کے مساجد کے ٹرسٹ الگ الگ ہیں۔ ایک مسجد میں بالکل پیسہ نہیں ہے تو کیا دوسری مسجد کے وقف سے اس کا خرچ چلا سکتے ہیں یا قرض لے سکتے ہیں؟۔

جواب:- متولی باہمی مشورہ سے ایک وقف سے دوسرے وقف کو بطور قرض حسب ضرورت رقم دے سکتے ہیں، پھر اس کی واپسی ضروری ہے، اور یہ اس وقت ہے جبکہ متولی مشترک ہو، یا کوئی منتظمہ کمیٹی مشترک ہو، وہ سب اوقاف کا انتظام کرتی ہو۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۴۳ جلد ۱۸ بحوالہ رد المحتار ص۵۷ جلد ۲)

زمین کے کچھ حصہ پر مسجد کی نیت کرنا؟:-

سوال:- ایک شخص نے اپنی زمین کے کچھ حصہ پر مسجد کی نیت کی اور عبادت خانہ کی صورت میں احاطہ کرکے نماز پڑھنی شروع کردی، مگر اس کا دروازہ اپنی طرف ہی رکھا، ابھی کوئی راستہ الگ نہیں کیا تو شرعاً مسجد ہوگی یا نہیں؟

جواب:- اگر وہاں لوگوں کو نماز پڑھنے کی اجازت دے دی اور اذان وجماعت

ہونے لگی اور آنے، جانے کا ایسا راستہ موجود ہے کہ روکاوٹ نہیں تو وہ شرعاً مسجد بن گئی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۴ جلد۱۸ وفتاویٰ رحیمیہ ص۱۰۲ جلد۱)۔

مسئلہ:۔ وقف تام ہوجانے کے بعد اس کو منسوخ کرنے کا حق نہیں، نہ اس میں کسی قسم کے مالکانہ تصرف کا حق رہا، یعنی واقف نہ اس کو بیچ سکتا ہے اور نہ اس کو ہبہ کرسکتا ہے، نہ اس کی وصیت کرسکتا ہے، نہ اس کو رہن رکھ سکتا ہے۔

(یعنی وقف بوجہ اللہ کرنے کے بعد واقف اس چیز کا مالک نہیں رہا، اس لیے اس کے اختیارات ختم ہوگئے ہیں۔ (رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

غیر مسلم کا مسجد تعمیر کرانا؟:۔

سوال:۔ ایک غیر مسلم کارخانہ دار نے کارخانہ میں مسجد تعمیر کرائی، مسلمان چھ سات سال تک اس میں نمازیں ادا کرتے رہے، پھر غیر مسلم مالک نے کارخانہ کو مسلمان کے ہاتھ فروخت کردیا، اس کے بعد بھی سات آٹھ سال تک اس میں نماز باجماعت ادا کی جاتی رہی، لیکن اب مسلمان کارخانہ دار کہتا ہے کہ میں مسجد یہاں سے ہٹا کر دوسرے کنارے پر بناؤں گا اور یہاں پر ذاتی عمارت بنانا چاہتا ہوں، کیا اس کا یہ اقدام درست ہے؟۔

جواب:۔ غیر مسلم اگر ثواب کا کام سمجھ کر وقف کرے تو اس کا وقف صحیح ہے، یہاں پر بھی ظاہر یہی ہے کہ اس نے نیکی سمجھ کر ہی یہ مسجد تعمیر کروائی ہے، لہٰذا مسجد شرعی بن گئی، اب مسلمان کارخانہ دار کو اسے ہٹانا جائز نہیں ہے۔ اگر غیر مسلم کا وقف صحیح تسلیم نہ کیا جائے تو بھی مسلمان کارخانہ دار کے سامنے سات آٹھ ماہ مسلسل اس جگہ نماز باجماعت ہوتی رہی اور وہ خاموش رہا، یہ خاموشی بھی دلیلِ رضا ہے، لہٰذا خود اس کی رضا سے بھی یہ شرعی مسجد قرار پائی، اب اس کو ہٹانا جائز نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۴۵۲ جلد۶)

(اگر کارخانہ میں نماز کے لیے ویسے ہی کوئی جگہ الگ کردی جیسا کہ گھروں میں عام طور پر نماز کے لیے الگ کوئی جگہ چبوترہ وغیرہ بنالیا کرتے ہیں، باقاعدہ مسجد کی نیت نہیں ہوتی، پھر تو مالک کو ملکیت پہونچتی ہے، اس کو اختیار ہے کہ وہ جگہ نماز کے لیے باقی رکھے یا ختم کردے یا دوسری کوئی جگہ الگ بنائے۔ (رفعت)

مسئلہ:۔ اگر کافر ثواب کی نیت سے مسجد تعمیر کرائے تو جائز ہے، البتہ اگر اس عمل کی وجہ سے مسلمانوں پر کفار کا افتخار واظہار منت کا اندیشہ ہو تو ان کے اس عمل کو قبول کرنا جائز نہ ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ص۴۴۰ جلد ۶)۔

غیر مسلم کا مسجد کے لیے زمین وقف کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ اگر غیر مسلم کے نزدیک مسجد بنانا نیک کام ہے اس لیے اس نے چندہ دیا یا زمین وقف کی ہے تو درست ہے، وہاں مسجد بنالی جائے اور وہ پیسہ بھی مسجد میں لگا دیا جائے، شامی میں وقف غیر مسلم کی بحث موجود ہے جس کا حاصل وہی ہے جو یہاں پر لکھا گیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۹۵ ج۱۲)

مقبوضہ سرکاری زمین پر مسجد؟:۔

سوال:۔ عرصہ دراز سے ایک سرکاری زمین پر ایک خاندان قابض ہے، مگر سالانہ کرایہ سرکار کو ادا کرتے ہیں، کچھ عرصہ پہلے اس خاندان نے اسی زمین کا کچھ حصہ برائے مکتب ومسجد وقف کر دیا ہے، حکومت نے اعتراض کیا مگر جب مسجد کا نام سنا تو اجازت دیدی اور زمین کی ایک حد مقرر کر دی۔ اب مسجد بن گئی اور چھ سال سے نماز ہو رہی ہے، تو کیا یہ مسجد شرعی ہے؟

جواب:۔ یہ سب زمین ملکِ سرکار تھی، جن لوگوں کے تصرف میں تھی، ان کی مملوک نہیں تھی، وہ اس کا کرایہ ادا کرتے تھے، ان کو وقف کرنے اور مسجد ومکتب بنانے کا حق نہیں تھا، لیکن جب سرکار کی طرف سے مکتب ومسجد بنانے کی اجازت ہے، پھر سرکار اس کو خالی نہ کرائے گی اور نہ کرایہ وصول کرے گی، تو اس اجازت کے بعد حسبِ صوابدید مصلحتِ مسجد ومکتب کے لیے جگہ متعین کر کے تعمیر درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۳۴ ج۸)

مسجد کے پلاٹ کا تبادلہ کرنا؟:۔

سوال:۔ ایک شخص نے مسجد سے دور ایک مکان کی جگہ (پلاٹ) وقف کی ہے اور وقف کرنے والا صاحبِ خیر وفات پا گیا، اس موقوفہ شدہ پلاٹ کو جو مسجد سے دور ہے اس کے بدلہ میں مسجد کے قریب کوئی مکان مل جائے

اس طرح مکان کا بدلنا شرعاً کیسا ہے ؟۔

جواب :۔ واقف نے اگر استبدال کی اجازت دی ہو تب تو بدلنا بلا تکلف جائز ہے، اگر واقف نے استبدال کے متعلق کوئی وضاحت نہ کی ہو تو متولیانِ مسجد کا استبدال سے کیا مقصد ہے ؟۔ اگر موجودہ جگہ سے مسجد کے لیے آمدنی ہوتی ہو اور متولیانِ مسجد زائد آمدنی کے لیے جگہ بدلنا چاہتے ہوں تب تو بدلنا جائز نہیں ہے، اور اگر اس خالی پلاٹ سے فی الحال کوئی آمدنی نہ ہو اور استبدال صرف مسجد کے مفاد کے لیے ہو مثلاً مسجد کے قریب جگہ ہوگی تو وسیع مسجد بنا سکیں گے یا وہ جگہ محفوظ رکھیں گے اور آئندہ توسیع کے کام آسکے گی یا اس جگہ سے متعلق وضوخانہ، پیشاب خانہ یا امام صاحب کا کمرہ بنانا مقصود ہو تو استبدال کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ (فتاوی رحیمیہ صفحہ ۲۳۴ ج ۱۰۔ فتاوی محمودیہ صفحہ ۲۵۲ جلد ۱۸)۔

مسجد کے وقف مکان کو بیچنا ؟ :۔ مسئلہ ۱۸ :۔ جو مکان مسجد کے لیے وقف ہو، اس کو فروخت کرنے کے لیے سنی سینٹرل وقف بورڈ کی اجازت کافی نہیں۔ وقف شدہ مکان کی بیع کا حق نہیں ہے۔ (اگر متولی نے وقف بورڈ سے اجازت لے کر بیچ دیا تو) متولی صاحب سے مطالبہ کیا جائے کہ اس کو کیوں فروخت کیا، یہ تو فروخت کے قابل نہیں ہے اور بیع کو فسخ کرکے حسب سابق مکان کو وقف کر دیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ صفحہ ۳۰۲ جلد ۱۵)۔

مغصوبہ زمین پر مسجد بنانا ؟ :۔ مسئلہ ۱۹ :۔ دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت مالک کے مسجد بنانا جائز نہیں ہے اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نیز دوسرے کی زمین پر مسجد کے لیے دوکان بنانا اور اس کی آمدنی کو مسجد میں خرچ کرنا بھی ناجائز ہے، خواہ مسلم کی زمین ہو یا غیر مسلم کی، بلکہ غیر مسلم کی زمین میں بغیر اجازت تصرف کرنا اور بھی زیادہ گناہ ہے۔

(فتاوی محمودیہ صفحہ ۱۶۸ جلد ۶)۔

بلا ضرورت مسجد کو منہدم کرنا؟ :-

مسئلہ :- جو مسجد کہ شرعاً مسجد بن چکی ہو اس کو بلا ضرورت شدیدہ مثلاً جگہ کی تنگی و کہنگی کی وجہ سے توڑ کر از سرِ نو تعمیر کرنا جائز ہے، لیکن ویران کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہے۔

اگر متولی نے واقعی اغراض دنیویہ کی وجہ سے دوسری مسجد بنوائی ہے اور پہلی مسجد کو ویران کرنا مقصود تھا اور للّٰہیت مقصود نہ تھی تو یہ مسجد ضرار کے ساتھ لاحق ہے البتہ اگر وہ مسجد حلال مال سے بنائی گئی ہے اور شرعی طور پر وقف ہو چکی ہے تو نماز پڑھنا اس میں درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۱۶ جلد ۶ و ص ۲۸۰ جلد ۱۲)۔

مسئلہ :- دوسری مسجد جبکہ ضرورت کی وجہ سے بنائی گئی ہے اور مالک زمین نے بخوشی وہ جگہ مسجد کے لیے دے دی اور اس پر باقاعدہ نماز و جماعت ہونے لگی اور مالکِ اصلی کا مالکانہ قبضہ اس پر نہیں رہا تو وہ شرعی مسجد بن گئی وہ مسجد ضرار کے حکم میں داخل نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۶۸ جلد ۶)۔

مسجد کی زمین کو امام نے اپنے نام کرالیا تو؟ :-

مسئلہ :- اگر وہ زمین وقف ہے تو اس پر کسی کا مالکانہ قبضہ جائز نہیں، بلکہ غصب ہے، امام کے ذمہ ضروری ہے کہ فوراً یہ مالکانہ قبضہ اٹھالیں اور زمین مسجد کے نام کر دیں، ورنہ آخرت میں بازپرس ہوگی اور ایسے امام صاحب کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی اور وہ امامت سے الگ کیے جانے کے قابل ہوں گے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۳۱۱ جلد ۱۵)۔

مسجد کے لیے وقف شدہ زمین میں اسکول یا قبرستان بنانا؟ :-

سوال :- ایک شخص نے اپنی زمین مسجد کے نام ہبہ کر دی، اس کی زندگی میں جامع مسجد بنادی گئی، باقی حصہ اسی وقت سے بطور صحن کے استعمال ہوتا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ اس کے انتقال کے بعد اس صحن کو اسکول یا قبرستان کے لیے وارثین بانی مسجد یا

متولی یا نمازیوں کے لیے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب:۔ ناجائز ہے جس کام کے لیے واقف نے وہ قطعہ زمین وقف کیا ہے اس کے خلاف استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور اس کو اور دیگر نمازیان وغیرہ کسی کو بھی شرعاً یہ حق نہیں ہے کہ واقف کی غرض کے خلاف کسی دوسرے کام میں اس وقف کو صرف کریں یا منتقل کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۰ جلد۶)۔

طوائف کا زمین کو مسجد کے لیے وقف کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ اگر وہ زمین حرام آمدنی کی اور فعلِ حرام کے عوض کی نہیں ہے تو اس کا وقف کرنا اور اس کی آمدنی کو مسجد میں صرف کرنا شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۱۲ ج۱۵، کفایت المفتی ص۲۰۶ ج۷)

جو جگہ مدرسہ کی نیت سے خریدی اس کو مسجد کے لیے وقف کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ مدرسہ یا انجمن کی نیت سے خریدنے کے بعد بھی وہ جگہ خریدار کی ملک میں ہے محض نیت سے مدرسہ یا انجمن پر وقف نہیں ہوئی، اب اگر اس (خریدار مالک) کے نزدیک مسجد کے لیے وقف کرنا زیادہ مفید ہو تو مسجد کے لیے وقف کر دینے کا اس کو حق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۳۵ جلد۱۵)۔

مدرسہ کی عمارت پر مسجد بنانا؟:۔

سوال:۔ ایک شخص نے مدرسہ کی عمارت میں اوپر کی منزل پر مسجد بنوائی ہے کہ محلہ کی مسجد میں لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ طلباء شور و پکار کرتے ہیں، کیا یہ شرعاً مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں؟۔

جواب:۔ یہ شرعی مسجد نہیں ہے جبکہ تحتانی (نیچے کی) منزل مدرسہ کی ہے۔ یہاں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہیں ہوگا، مگر نماز ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۸۹ ج۱۵)

مسجد کے باہر افتادہ زمین پر دوکانیں بنانا؟:۔

مسئلہ:۔ مسجد کے قریب کچھ جگہ

عامۃً مصالح مسجد کے لیے چھوڑ دی جاتی ہے، ایسا ہی حال اس جگہ کا معلوم ہوتا ہے اگر مسجد کے باہر کنواں وغیرہ تھا) خاص کر جب کوئی اس کی ملکیت کا مدعی بھی نہیں، تو ایسی حالت میں اس جگہ پر مصالح مسجد کے لیے متفقہ رائے سے دوکانیں وغیرہ بنا دینا شرعًا درست ہے۔ (فتاوٰی محمودیہ ص۲۱۸ جلد ۱۷)۔

مسئلہ:۔ مسجد کی زمین امام یا مؤذن کی تنخواہ میں بونے کے لیے دینا، اس معاملہ پر امام یا مؤذن رضا مند ہو جائیں اور مسجد کو نقصان نہ ہو تو یہ بھی درست ہے۔ (فتاوٰی محمودیہ ص۲۲ ج۱۴)

مسئلہ: مصالح مسجد کے لیے دی گئی زمین کو فروخت کرنا؟:۔

جو زمین (مسجد کے لیے) وقف کر دی گئی ہے، اس کو فروخت کرنے کا حق نہیں، نہ متولی کو نہ واقف کو، نہ واقف کے ورثاء کو، جو زمین مصالح مسجد کے لیے دی گئی اس کو تعمیر مسجد کے لیے متولی واقف، (واقف نہ ہو تو اس کے ورثاء) اور اہل محلہ سب باہمی مشورہ سے فروخت کرنا چاہیں تو اس کی اجازت ہے۔ (فتاوٰی محمودیہ ص۲۳ جلد ۱۸ بحوالہ درمختار ص۳۶۷ جلد ۳)

مسجد کے نام وقف زمین کو تبدیل کرنا؟:۔

سوال:۔ ایک زمین مسجد کے نام وقف ہے جو مسجد سے الگ کچھ فاصلہ پر ہے، مسجد کو اس سے فائدہ کی کوئی صورت نہیں ہے، ایک صاحب کو مکان بنانے کے لیے اس زمین کی ضرورت ہے اور وہ صاحب زراعت والی زمین اس کے بدلہ میں دوگنی مسجد کو دے رہے ہیں، اس سے مسجد کی آمدنی بڑھ جائے گی تو یہ تبدیلی شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ نیز زائد زمین لینا سود تو نہیں؟۔

جواب:۔ اگر اس زمین سے مسجد کو نفع حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں تو تبدیل کرنا اور نفع والی زمین مسجد کے لیے حاصل کرنا درست ہے، اس زمین کے زائد ہونے کی وجہ سے سود نہیں ہے۔ (فتاوٰی محمودیہ ص۲۴۶ جلد ۱۸)۔

سرکاری زمین پر بغیر اجازت مسجد بنانا؟:۔

سوال:۔ ہمارا مکان لب سڑک ہے، اس کے سامنے

ہمارا صحن ہے جو کہ گورنمنٹ کی زمین کہی جاتی ہے اور نشاندہی کی وجہ سے حکومت کی زمین کہی جاتی ہے، اس زمین پر ہم نے مسجد کی بنیاد ڈالدی ہے جو ابھی تک چبوترہ کی شکل میں ہے جس میں پانچوں وقت نماز باجماعت ہو رہی ہے، تو اس زمین کو مسجد بنانا کیسا ہے؟

جواب :۔ جبکہ وہ زمین حکومت کی ملک ہے اور اس کی حدود میں ہے تو مسجد بنانے کے لیے گورنمنٹ سے باقاعدہ اجازت حاصل کرلی جائے، بلا اجازت مسجد بنانے میں خطرہ واندیشہ ہے، شرعاً بھی، قانوناً بھی۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۱۹۷ جلد۱۰)۔

مسئلہ :۔ بحالتِ موجودہ (سرکاری زمین پر بغیر اجازت کے مسجد بنالی گئی تو اجازت حاصل کرنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ) اس عبادت گاہ کا احترام مسجد ہی کی طرح کیا جائے گا اور اس میں کوئی کام خلاف احترام مسجد نہ کیا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہاں نماز پڑھنے کا ثواب بھی مسجد ہی کا ملے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۱۹۹ جلد۱۰)

مسئلہ :۔ غصب شدہ جگہ پر مسجد تو نہیں بن سکتی ہے، جب تک مالک سے اس کی اجازت نہ لے لی جائے، نیز حکومت کے کسی دفتر یا ادارہ پر قبضہ کرکے اس کو مسجد میں شامل کرنا بھی (یعنی مسجد بنا دینا) غصب ہے۔ (آپ کے مسائل صـ۱۳۴ ج ۳)۔

مسئلہ :۔ بلا اجازت غیر مسلم کی جگہ پر مسجد و مدرسہ بنانا صحیح نہیں، اگر بنا لیا تو اس غیر مسلم (مالک) کو حق ہے کہ اپنی زمین سے مسجد اور مدرسہ اٹھا دے، اگر مسلمان مسجد و مدرسہ کو باقی رکھنا چاہتے ہیں تو غیر مسلم کو اس کی قیمت دے کر رضامندی سے خریدلیں۔ (آپ کے مسائل صـ۱۳۵ جلد۳ و نظام الفتاوٰے صـ۳۱۱ جلد۱)۔

افتادہ زمین پر مسجد بنانا؟ :۔

سوال :۔ ایک تالاب دھوبیوں کو الاٹ کیا گیا، تالاب کے پاس کچھ افتادہ زمین ہے ہم نے اس پر چھت ڈال رکھی ہے اور پانچوں وقت کی نماز اس میں پڑھتے ہیں، حکومت کے کاغذات میں بھی یہ جگہ مسجد ہی لکھی ہے، کچھ لوگ اس کو ناجائز بتلاتے ہیں، شرعی حکم کیا ہے؟۔

جواب :۔ اگر وہ زمین کسی خاص شخص کی ملک نہیں بلکہ افتادہ ملک سرکار ہے۔ اور

سب کی اجازت اور رضامندی سے وہاں پر اذان وجماعت ہورہی ہے اور سرکا
اس کو مسجد تسلیم کرلیا ہے تو اس زمین کو غصب کہنا درست نہیں۔ جو شخص اس کے مسج
میں رکاوٹ ڈالتا ہے وہ غلطی پر ہے، اس کو ایسا کرنا نہیں چاہیئے، مسلمان و
باقاعدہ مسجد بنالیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۰۲ جلد ۱۸)۔

مدرسہ کے لیے مسجد کی زمین پر تعمیر کرنا؟:۔

سوال :۔ کیا مسجد کی ز
مسجد کے روپے سے تعمیر
بلاکسی معاوضہ کے مدرسہ کے تصرف میں لینا جائز ہے؟

جواب :۔ مسجد کی زمین پر مسجد کے روپے سے عمارت تعمیر کر کے بلاکسی معاوضہ کے
کے تصرف میں لانا جائز نہیں، مدرسہ کے فنڈ سے جداگانہ تعمیر کی جائے، مسجد کی
پر تعمیر کرنا ہو تو مشورہ کے بعد اس کا کرایہ مقرر کر کے تعمیر کریں، زمین مسجد کی رہے او
مدرسہ کی رہے، اور زمین کا کرایہ مدرسہ کی طرف سے مسجد کو دیا جائے یا تعمیر بھی
کے روپے سے ہو تو پھر وہ تعمیر بھی مسجد ہی کی ہوگی اور مدرسہ کرایہ دیتا رہے گا۔ (فتا
محمودیہ ص۱۷۷ جلد ۱۴)۔

گھر کو مسجد بنا دینا؟:۔

سوال :۔ زید نے اپنے ذاتی مکان کے بارے
عام مسلمانوں کے روبرو عدالت میں اقرار نامہ بنا
دیا ہے کہ اس وقت سے ہمیشہ کے لیے عام طور پر میرے مکان کے اندر باجما
نماز پنج وقتہ پڑھنے کا حق ہے اور میری بیوی جب تک زندہ ہے مکان کے ا
کونہ میں رہے گی، بقیہ تمام مکان پر کل مسلمانوں کا حق رہے گا۔ چنانچہ عام مسلمان
وقتہ نماز اس مکان میں جاکر ادا کرتے رہے۔ زید کے انتقال کے بعد اس کی بیوی ا
کے بعض اعزار نماز پڑھنے میں حائل ہیں اور اس کو اپنا مکان بنا کر قابض ہونا چا
ہیں۔ کیا حکم ہے؟

جواب :۔ زید نے بحالتِ صحت و تندرستی اس مکان کو مسجد بنا دیا اور اس کا ر
بھی الگ کرکے اس سے اپنا قبضہ ہٹا لیا اور عام مسلمانوں کو اجازت دے دی، ا

انہوں نے باقاعدہ اس میں اذان وجماعت شروع کردی تو شرعًا وہ مسجد بن گئی۔ اب زید کی بیوی یا کسی کا اس پر حق نہیں رہا، جو دعوے کرے وہ لغو اور باطل ہے، اگر مرض الموت کی حالت میں اس مکان کو مسجد بنایا تو وہ وصیت کے حکم میں ہے اور ایک تہائی میں وصیت جاری ہوگی اور دو تہائی ورثاء کی اجازت پر موقوف ہے۔ فتاوی محمودیہ ص۱۶۴ جلد۲ بحوالہ عالمگیری ص۴۲۵ جلد۲)۔

مسئلہ:- مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی (جو محلہ والے محلہ کی مسجد کو اپنی ملکیت سمجھتے ہوں تو) اور کسی کے سمجھنے سے اس میں کچھ تغیر نہیں ہوتا، پس نماز اس میں صحیح ہے اور ثواب مسجد کا حاصل ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص۴۹ جلد۴ بحوالہ ردالمحتار ص۵۱۰ جلد۳)۔

جب مالک کی اجازت سے اذان وجماعت ہونے لگے تو وہ مسجد بن گئی:-

سوال:- زید کی مملوکہ زمین میں باجازت زید عام قوم نے اپنے چندہ سے مسجد کی تعمیر کردی، چند سال تک اس میں نماز باجماعت ہوتی رہی، اب زید کہتا ہے کہ میں نے وقف نہیں کیا، خواہ میں کسی کو نماز پڑھنے دوں یا نہ پڑھنے دوں اور مسجد کو بند کردوں۔ کیا اس کو نمازیوں کو مسجد کے اندر نماز پڑھنے یا روکنے کا حق ہے یا نہیں؟

جواب:- جب زید کی اجازت سے مسجد بنائی گئی ہے اور اس میں نماز جماعت کے ساتھ ہوتی رہی اور پھر بھی زید نے منع نہیں کیا تو شرعًا وہ مسجد بن گئی، اب زید کو حق نہیں کہ وہ کسی کو نماز پڑھنے سے روکے یا اس کو بند کرے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۷ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار ص۶۶۹ جلد۱)۔

مسئلہ:- جب کہ مسجد بنائی اور زبانی وقف کرکے لوگوں کو نماز پڑھنے کی اجازت دے دی اور وہاں اذان وجماعت ہونے لگی اور اپنی ملک سے اس مسجد کا راستہ وغیرہ الگ کردیا تو وہ بالاتفاق شرعی مسجد بن گئی، اگرچہ تحریر وقف نامہ کی نوبت نہ آئی ہو، وہاں نماز دوسری مسجدوں کی طرح بلاتامل درست ہے، واقف کے ورثاء کو اس میں کوئی ایسا تصرف درست نہیں جو وقف کے خلاف ہو، اور

بطور وراثت ملک کا دعویٰ کرنا غلط ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۹۳ جلد ۱۰)

مسئلہ: کسی جگہ کے مسجد ہونے کے لیے یہ باتیں ضروری ہیں:

(۱) واقف نے جو صحیح طور پر زمین کا مالک تھا اور وقف کرنے کا شرعی اختیار رکھتا تھا اس کو مسجد کے لیے وقف کیا ہو خواہ وہ زمین عمارت سے خالی ہو یا عمارت ہو۔

(۲) اس کو اپنی ملک سے ایسی طرح پر علحدہ کردیا ہو کہ کسی دوسرے شخص کا یا واقف کا کوئی حق متعلق نہ رہے۔

(۳) وقف کرکے اس کو متولی کے سپرد کردیا ہو یا واقف کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ بھی نماز باجماعت ہوگئی ہو۔ جس زمین یا عمارت میں یہ باتیں متحقق ہوجائیں وہ مسجد ہوجائے گی۔ ان میں سے پہلی بات یعنی مسجدیت کے لیے وقف کرنا واقف کی نیت سے متعلق ہے، اگر نیت کی تصریح موجود ہو جب تو کوئی اشکال نہیں لیکن اگر تصریح نہ ہو تو پھر قرائن سے اس کی نوعیت متعین کی جاسکتی ہے۔ (کفایت المفتی ص۱۵۲ جلد ۳)

مسجد کا نقشہ غیر مسلم سے تیار کرانا:

مسئلہ: مساجد سے متعلق جو خدمات ہوں، وہ مسلمان سے لینا بہتر ہیں، خاص کر جب اندیشہ ہو کہ اگر غیر مسلم سے خدمات لی گئیں تو وہ آئندہ مسلمانوں پر احسان جتائیں گے، یا کوئی دینی مفسدہ ہو، چنانچہ مساجد کے لیے کفار کے چندہ کے سلسلہ میں یہ ہے کہ غیر مسلم چندہ دینے والا اپنے اعتقاد کے اعتبار سے چندہ دینے کو قربت سمجھتا ہو تو اس کا چندہ لیا جا سکتا ہے، لیکن اگر یہ احتمال ہو کہ وہ آئندہ مسلمانوں پر احسان جتائے گا تو اس وقت بہتر یہ ہے کہ ان کا چندہ نہ لیا جائے۔

لیکن صورت مسئولہ میں جب کہ مسلمان آرکیٹکٹ (ماہر تعمیرات) استطاعت سے زائد حق المحنت طلب کر رہا ہے اور غیر مسلم مناسب اجرت پر کام کرنے پر تیار ہے تو چونکہ غیر مسلم کو اجرت دے کر اس سے کام لیا جا رہا ہے تو وہ بمنزلہ ایک ملازم کے ہوا جس سے یہ احتمال ختم ہوجاتا ہے کہ وہ آئندہ مسلمانوں پر احسان جتلائے گا، ان حالات

میں غیر مسلم ماہرِ تعمیرات سے نقشہ وغیرہ کی خدمت لی جا سکتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۳۲ جلد۱۰ بحوالہ امداد الفتاویٰ ص۲۹ جلد۲)۔

غیر مسلم سے مسجد کی بنیاد رکھوانا؟:- مسئلہ:- غیر مسلم اگر معمار ہو یا انجینئر ہو اور سمت سے خوب واقف ہو اور اسلام کی تقریب یا اعزاز کی نیت ہو، اس سے بنیاد مسجد کی رکھوانا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۳۲ جلد۱۸)۔

مسجد کی بنیاد رکھتے وقت کی دعاء:- رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۸۶ جلد۱)۔

(لیکن مناسب یہ ہی ہے کہ مسلمان متقی پرہیزگار ہی مسجد کی بنیاد رکھیں، یعنی مسجد کی نیو کھود کر پہلی اینٹ جو رکھیں وہ اس کے اہل ہوں، اور یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاء قرآنی جو کہ خانۂ کعبہ تعمیر کرتے ہوئے پڑھتے رہے، زبان سے ادا کریں، محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

کیا مسجد کی بنیاد رکھتے ہی مسجد کا حکم ہوگا؟:- سوال:- مسجد کی پوری عمارت تعمیر ہونے کے بعد مسجد کہا جائے گا یا صرف بنیاد کا پڑنا ہی کافی ہے، اگر بنیاد ہی کافی ہے تو ایسی مساجد ہیں جن کی صرف بنیاد ہی پڑی ہو، اس میں وضوء کرنا، غسل کرنا، جانوروں کو چرانا یا معماروں کا بیڑی سگریٹ پینا کیسا ہے؟

جواب:- جس کی وہ زمین ہے اگر اس نے مسجد بنانے سے پہلے لوگوں کو وہاں اذان، نماز، جماعت کی اجازت دے دی اور یہ نیت کرلی کہ یہاں ہمیشہ اذان، نماز، جماعت ہوا کرے گی اور اس کو مسجد قرار دے دیا تو وہ شرعی مسجد بن گئی، اب جو چیزیں مسجد میں منع ہیں وہاں بھی منع ہیں، مسجد کا پورا احترام لازم ہے۔ (عالمگیری ص۳۳۸ جلد۳)۔

اور اگر ایسا نہیں کیا ہے بلکہ نیت یہ ہے کہ تعمیر مکمل ہونے کے بعد اذان، نماز، جماعت شروع کی جائے گی اور اسی وقت اس کو مسجد قرار دیا جائے گا تو اس پر مسجد کا حکم تکمیلِ عمارت کے بعد جاری ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۹۸ جلد اول، و آپ کے مسائل ص۱۵۵ جلد۳)۔

مساجد کی حدود واضح ہونی چاہئیں:-

بعض مساجد میں تو ضروریاتِ مسجد والا حصہ اصل مسجد سے بالکل الگ اور ممتاز ہوتا ہے جس کی پہچان مشکل نہیں ہوتی، لیکن بعض مساجد میں یہ حصہ اصل مسجد سے اس طرح متصل (ملا ہوا) ہوتا ہے کہ ہر شخص اسے نہیں پہچان سکتا جب تک بانیٔ مسجد صراحۃً نہ بتائے کہ یہ حصہ مسجد نہیں ہے اس وقت تک اس کا پتہ نہیں چلتا۔

لہٰذا جب کسی شخص کا کسی مسجد میں اعتکاف کرنے کا ارادہ ہو تو اسے سب سے پہلے کام یہ کرنا چاہیئے کہ مسجد کے بانی یا اس کے متولی سے مسجد کی ٹھیک ٹھیک حُدود معلوم کرے، اور مسجد والوں کو بھی چاہیئے کہ وہ مسجد کی حدود کو حتی الامکان واضح اور ممتاز رکھیں، اور بہتر یہ ہے کہ ہر مسجد میں ایک نقشہ مرتب کر کے لٹکا دیا جائے، جس میں حدود واضح کردی گئی ہوں، ورنہ کم از کم بیسویں روزے کو جب معتکفین حضرات مسجد میں جمع ہو جائیں تو انھیں زبانی طور پر سمجھا دیا جائے کہ مسجد کی حدود کہاں سے کہاں تک ہیں۔

جن مسجدوں میں وضوخانے اصل مسجد سے بالکل متصل ہوتے ہیں، وہاں عام طور سے لوگ وضوخانوں کو بھی مسجد کا حصہ سمجھتے ہیں اور اعتکاف کی حالت میں وہاں پر بے کھٹکے آتے جاتے رہتے ہیں، خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ اس طرح سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، وضوخانے مسجد کا حصہ نہیں ہوتے، اور معتکف کے لیے وہاں شرعی ضرورت کے بغیر جانا جائز نہیں ہے، لہٰذا اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے منتظمینِ مسجد کی مدد سے واضح طور پر یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ

مسجد کی حدود کہاں ختم ہوگئی ہیں اور وضوخانے کی حدود کہاں سے شروع ہوئی ہیں۔ اسی طرح مسجد کی سیڑھیاں جن پر چڑھ کر لوگ مسجد میں داخل ہوتے ہیں وہ بھی عموماً مسجد سے خارج ہوتی ہیں، اس لیے معتکف کو شرعی ضرورت کے بغیر وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔ بعض مساجد کے صحن میں جو حوض بنا ہوتا ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے لہٰذا اس کے بارے میں بھی یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ حوض کے قریب مسجد کی حدود کہاں تک ہیں؟ اور حوض کی حدود کہاں سے شروع ہوتی ہیں؟۔

جن مساجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ الگ بنی ہوتی ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتی ہے، معتکف کو وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مساجد میں امام کی رہائش کے لیے مسجد کے ساتھ ہی کمرہ بنا ہوتا ہے، یہ کمرہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے، اس میں معتکف کو جانا جائز نہیں ہے۔

بعض مسجدوں میں ایسا کمرہ امام کی رہائش کے لیے تو نہیں ہوتا، لیکن امام کی تنہائی کی ضروریات کے لیے بنایا جاتا ہے، اس کمرہ کو بھی جب تک بانیٔ مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو اس وقت تک اسے مسجد نہیں سمجھا جائے گا۔ اور معتکف کو اس میں بھی جانا جائز نہیں ہے، ہاں اگر بانیٔ مسجد نے اس کے مسجد ہونے کی نیت کرلی ہو تو پھر معتکف اس میں جاسکتا ہے۔

بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کو بھی جب تک بانیٔ مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو اس وقت تک معتکف کے لیے اس میں جانا جائز نہیں ہے۔

بعض مسجدوں میں مسجد کی دریاں، صفیں، چٹائیاں اور دیگر سامان رکھنے کے لیے الگ کمرہ یا کوئی جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک بنانے والے (بانیٔ مسجد) نے اسے مسجد قرار نہ دیا ہو، یہ جگہ مسجد نہیں ہے اور معتکف اس میں نہیں جاسکتا۔

اس تفصیل سے واضح ہوا ہوگا کہ اعتکاف کرنے کے لیے مسجد کی حدود کو معین

کرنا کس قدر ضروری ہے، لہٰذا معتکف کو اعتکاف شروع کرنے سے پہلے منتظمین مسجد سے حدودِ مسجد کو اچھی طرح معین کرا لیں، پھر جب مسجد کی حدود معلوم ہو جائیں تو اس کے بعد اعتکاف کے دَوران شرعی ضرورت کے بغیر ان حدود سے ایک لمحے کے لیے بھی باہر نہ نکلیں، ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (احکامِ اعتکاف ص۲۵ از مولانا محمد تقی عثمانی پاکستان)۔

محلہ والوں کی ذمہ داری:- (۱) ہر محلے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پہلے سے یہ تحقیق کریں کہ ہماری مسجد میں کوئی شخص اعتکاف میں بیٹھ رہا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی آدمی نہ بیٹھ رہا ہو تو فکر کر کے کسی کو بٹھائیں۔

(۲) لیکن کسی شخص کو اُجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں، کیونکہ عبادت کے لیے اُجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں۔ (شامی)۔

(۳) اگر محلے والوں میں سے کوئی شخص بھی کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے تیار نہ ہو تو کسی دوسرے محلے کے آدمی کو اپنی مسجد میں اعتکاف کرنے کے لیے تیار کر لیں۔ دوسرے محلے کے آدمی کے بیٹھنے سے بھی اس محلے والوں کی سنت انشاء اللہ ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۵۱۲ جلد۶)۔

اعتکاف کا رُکنِ اعظم یہ ہے کہ انسان اعتکاف کے دوران مسجد کی حدود میں رہے، اور حوائجِ ضروریہ کے سوا (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) ایک لمحے کے لیے بھی مسجد کی حدود سے باہر نہ نکلے کیونکہ اگر معتکف ایک لمحے کے لیے بھی شرعی ضرورت کے بغیر حدودِ مسجد سے باہر چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (احکام اعتکاف ص۳۳ از مولانا محمد تقی عثمانی)۔

حُدودِ مسجد کا مطلب:- بہت سے لوگ حُدودِ مسجد کا مطلب نہیں سمجھتے، اور اس بناء پر ان کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اس لیے خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے گا کہ حدودِ مسجد کا مطلب کیا ہے؟

عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطے کو مسجد ہی کہتے ہیں، لیکن شرعی اعتبار سے یہ پورا احاطہ مسجد ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ شرعًا صرف وہ حصہ مسجد ہوتا ہے جسے بانیٔ مسجد نے مسجد قرار دے کر وقف کیا ہو۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمین کے کسی حصے کا مسجد ہونا اور چیز ہے اور مسجد کی ضروریات کے لیے وقف ہونا اور چیز۔ شرعًا مسجد صرف اتنے حصے کو کہا جائے گا جسے بنانے والے نے مسجد قرار دیا ہو یعنی نماز پڑھنے کے سوا اس سے کچھ مقصود نہ ہو، لیکن تقریبًا ہر مسجد میں کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے جو شرعًا مسجد نہیں ہوتا، لیکن مسجد کی ضروریات کے لیے وقف ہوتا ہے؛ مثلاً وضوخانہ، غسل خانہ، استنجاء کی جگہ، نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ، امام کا کمرہ، گودام، پانی گرم کرنے کی جگہ وغیرہ، اس حصے پر شرعًا مسجد کے احکام جاری نہیں ہوتے، چنانچہ ان حصوں میں جنابت (ناپاکی) کی حالت میں جانا بھی جائز ہے، جبکہ اصل مسجد میں ناپاک کا داخل ہونا جائز نہیں، اس ضروریات والے حصے میں معتکف کا جانا بالکل جائز نہیں ہے، بلکہ اگر معتکف اس حصے میں شرعی عذر کے بغیر ایک لمحے کے لیے بھی چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (احکام اعتکاف از مولانا محمد تقی عثمانی ص۳۳)

مسئلہ: حدِ مسجد وہ جگہ ہے جس کو نماز کے لیے متعین کر دیا گیا ہو، وہاں بلاغسل جانا منع ہے، وضو کی جگہ عام طور پر خارج مسجد ہوتی ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۲۱ جلد۱۵)۔

مسجد کے فرش (صحن) پر پیر رکھتے ہی اعتکاف کی نیت مناسب ہے۔

سڑک کی توسیع میں مسجد کا دے دینا:-

سوال:- ہمارے یہاں لب سڑک مسجد تعمیر شدہ ہے، یہاں کی سرکار اس سڑک کو کشادہ کرنا چاہتی ہے جس کے تحت سڑک میں آدھی مسجد چلی جائے گی اور آدھی باقی رہ جائے گی۔ یہاں کے ایک غیر مسلم سیٹھ صاحب نے بھی یہ مشورہ دیا ہے کہ مسجد کے شمال میں ہماری جگہ ہے، جتنی جگہ مسجد کی جاتی ہے وہ روڈ (سڑک) میں دے دو اور اتنی جگہ میں (تم کو مسجد کے لیے) شمال کی جانب دیتا ہوں، تم

لوگ شمال کی جانب مسجد کو کشادہ کر لو۔

یہ بات بھی مدِنظر رہے کہ حکومت معلوم نہیں بعد میں کس طرح سے پیش آئے؟

جواب:۔ جو جگہ ایک دفعہ شرعی مسجد بنا دی گئی وہ ساری عمر کے لیے مسجد ہوگئی، اس کو فروخت کرنا یا اس کا تبادلہ کرنا یا اس کا کوئی اور مکان، دوکان، مدرسہ، مسافر خانہ وغیرہ بنانا یا وہاں کھیتی کرنا، مُردے دفن کرنا بالکل جائز نہیں ہے۔ صورتِ مسئولہ میں اگر مسجد کا کچھ حصہ حکومت (زبردستی جبرًا) لینا چاہتی ہے تو اس سے بیع وغیرہ کا معاملہ نہ کیا جائے اور نہ اس سے لڑائی کی جائے، نہ اشتعال انگیزی کی جائے اور نہ سیٹھ صاحب سے تبادلہ کی بات کی جائے۔ جب حکومت اپنی منشار کے مطابق جگہ لے لے اور سیٹھ صاحب اپنی زمین توسیع کے لیے دے دیں اور وہ اس کو کارِ خیر سمجھ کر دیں تو اس کو لے کر مسجد میں شامل کرلیں، بحالتِ مجبوری یہی صورت مناسب ہے۔ دُرِّمختار اور بحر وغیرہ میں غیرمسلم کے وقف کی بحث بھی مذکور ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۲۷ جلد ۱۸ باب احکام المساجد)۔

مسئلہ:۔ حتی الامکان مسجد کو اپنی حالت پر برقرار رکھنے کی سعیٔ بلیغ کی جائے اور محفوظ کر دی جائے کہ بے ادبی سے مصئون اور محفوظ رہے، اگر سامان ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اُسے دوسری مسجد کے لیے ہٹا لیا جائے، اور اگر عمارت توڑ دیئے جانے کا یقین ہو تو اُسے بھی توڑ کر دوسری مسجد (قریب) کے لیے رکھ لیا جائے اور اصل جگہ محصور کر لی جائے تاکہ بے حرمتی سے محفوظ رہ سکے۔ اگر مسجد کی زمین کو حکومت کسی حال میں بھی باقی رکھنا نہیں چاہتی تو اگرچہ بصورتِ مجبوری ان کے ہاتھ فروخت کر دینے کی گنجائش ہے (اس بات کے مجاز اصل واقف یا اس کے ورثاء ہیں، اور اگر وارث معلوم نہ ہوں تو اہلِ محلہ ہیں) مگر اس صورت میں مسجد فروختہ کرنے کی مثال قائم ہو جائے گی، اور دوسری جگہ کی حکومتیں اور دوسری قومیں اس سے ناجائز فائدہ اٹھائیں گی۔ لہٰذا اگر نقصان قابلِ برداشت ہو تو فروخت نہ کرنا بہتر اور قرینِ مصلحت ہے۔ بحالتِ مجبوری اس کو منظور کیا جاسکتا ہے کہ حکومت اس جگہ کے عوض دوسری مسجد بنوا دے

(فتاوی رحیمیہ ص۱۸۳ جلد۲، فتاوی خیریہ ص۱۶۴ جلد اول و شامی ص۵۱۳ جلد۳ و ص۵۱۹ ج۳ تفصیل دیکھئے جامع صغیر ص۱۰۹ جلد اول)۔

سڑک پر مسجد کی ڈاٹ کا حکم:۔ سوال:۔ مسجد تنگ ہونے کی وجہ سے نمازیوں کے واسطے خارج سڑک پر ڈاٹ لگانا جائز ہے جبکہ چونگی اجازت دیدے، صرف ڈاٹ لگا کر نماز پڑھنے کی اور زمین (سڑک) چونگی ہی کی ملک ہے اور راہگیروں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو، کیونکہ ڈاٹ زمین سے بارہ چودہ فٹ بلند ہوگی تو کیا نماز اس ڈاٹ پر جائز ہوگی اور جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟۔

جواب:۔ سڑک پر ڈاٹ لگا کر نماز پڑھنا شرعاً درست ہے اور جب کہ مسجد کے صحن کے ساتھ یہ ڈاٹ متصل (ملی ہوئی) ہو اور صفوفِ مسجد وہاں تک متصل ہیں تو جماعت کا ثواب بھی ملے گا۔ لیکن یہ ڈاٹ مسجدِ شرعی کے حکم میں نہ ہوگی کیونکہ مسجد تحت الثریٰ سے آسمان تک کسی کی ملک نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے وقف ہوتی ہے اور یہاں پر ڈاٹ کے نیچے سڑک ہے جو کہ سرکاری چنگی کی ملک ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۸۳ ج۶)

دو منزلہ مسجد کا حکم:۔ مسئلہ:۔ دو منزلہ مسجد بنا کر عام طور پر نیچے کا حصہ بے کار کر دیا جاتا ہے، معمولی سی گرمی کو بہانہ بنا لیا جاتا ہے صرف اوپر کے حصہ میں نماز ہوتی ہے، حالانکہ اصل مسجد نیچے کا حصہ ہے اور مسجد کی چھت پر بلاضرورت چڑھنا مکروہ بھی ہے، اس لیے ایسے حالات میں دو منزلہ مسجد بنانا مناسب نہیں ہے۔ ہاں اگر ہمیشہ ہی مسجد کے نیچے کے حصے میں جماعت ہو اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے مقتدی چھت پر کھڑے ہوجائیں تو شرعاً یہ جائز ہے اور اس سہولت کے لیے دو منزلہ مسجد بنانے یا مسجد کی چھت پر سائبان ڈالنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۸۴ جلد۶ بحوالہ ردالمحتار ص۶۸۶ جلد۱ و تفصیل فتاوی دارالعلوم ص۱۵۰ جلد۴)۔

مسئلہ:۔ مسجد کی چھت پر نماز کا مکروہ ہونا اس صورت میں ہے جب کہ چھت پر محلہ والے نماز کے لیے جگہ نہ بنائیں اور اس کو خالی چھت ہی قرار دیں اور جب چھت پر

دوسری منزل بنادی گئی تو اب یہ خالی چھت کے حکم میں نہیں رہی۔ (امداد الاحکام ص۴۲۴ ج۱)۔

مسجد کا تبادلہ کرنا؟:۔ مسئلہ:۔ اپنی طرف سے مسجد کی زمین کا تبادلہ یا بیعنامہ کا معاملہ (از خود) نہ کیا جائے اور اگر وہ زمین نہ چھوڑیں اور دوسری جگہ آپ کے مناسب زمین دیں یا قیمت دیں تو مجبوراً لے کر دوسری جگہ مسجد بنالیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۷۵ جلد ۱۲)۔

مسجد کا لیٹر پڑوسی کی دیوار پر ڈالنا؟:۔ مسئلہ:۔ مسجد خدا کا گھر ہے اس میں کسی دوسرے کی زمین، بغیر مالک کی اجازت کے شامل کر لینا یا اس کی دیوار پر مسجد کا گاڈر یا لینٹر وغیرہ رکھنا یا مسجد میں کوئی ایسا روشندان کھولنا کہ جس سے دوسرے کے مکان کی بے پردگی ہو شرعاً یہ جائز نہیں، یہ حق تلفی ہے، گناہ ہے، اگر مسجد میں کسی زمین کی ضرورت ہو تو قیمت دے کر خریدی جائے، اگر کسی کی دیوار کا کوئی حصہ مسجد میں لے لیا گیا ہو تو اس کی قیمت ادا کی جائے، اگر بے پردگی ہو کسی کی تو اس کا انتظام کیا جائے، اور جس کی حق تلفی کی گئی اس سے معذرت بھی کی جائے، ورنہ آخرت کی بازپرس سے نجات نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۷ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ مسجد کی دیواریں کسی مکان یا دوکان کی دیوار سے مشترک بھی نہ ہوں اگرچہ وہ مکان یا دوکان اس مسجد پر وقف ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۸ جلد۲)۔

توسیع مسجد کے لیے پڑوسی کا مکان لینا؟:۔ مسئلہ:۔ جو زمین خرید کر وقف نہیں کی وہ مسجد کی نہیں، اس میں مالک کو تصرف کا اختیار ہے، لیکن اگر مسجد میں تنگی ہو اور اس کو بڑھانے کی ضرورت ہو تو مالک سے قیمتاً لے لی جائے، اگر مالک فروخت کرنے پر رضامند ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۸ جلد۱۰ بحوالہ درمختار صفحہ ۳۶۷ جلد۳)۔

(یعنی زبردستی حاصل کرنا جائز نہیں ہے) محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ

مسجد کی دیوار میں نقش و نگار کرنا؟:- مسئلہ:- قبلہ کی دیوار کے علاوہ مسجد میں نقش و نگار کرنا درست ہے لیکن وقف مال سے درست نہیں ہے، لیکن زیادہ تکلفات کرنا (پھر بھی) مکروہ ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۷۳ جلد۶ بحوالہ کبیری ص۵۷۱ ومجمع الانہر ص۱۲۷ جلد۱ وبحر الرائق ص۳۷ جلد۲)۔

مسئلہ:- درمختار و شامی ص۴۴۲ جلد اول کی عبارت سے معلوم ہوا کہ مسجد میں علاوہ محراب کے دوسرے حصوں چھت وغیرہ میں نقش و نگار کرنا اپنے حلال روپیہ سے جائز ہے لیکن محراب میں یعنی جانب قبلہ کی دیوار میں ایسے نقش و نگار کرنا جس سے نمازیوں کی توجہ منتشر ہو مکروہ ہے، اس طرح زیادہ تکلف کے بعد باریک باریک نقوش اور بیل بوٹے نکلوانا بھی مکروہ ہے اور مالِ وقف سے تو ان چیزوں میں سے کچھ بھی جائز نہیں ہے۔

جو چیز تعمیر کو پختہ اور مستحکم کرنے والی ہو وہ حسب ضرورت مالِ وقف سے جائز ہے، باقی زیبائشی کام میں وقف مال خرچ کرنا حرام ہے۔ اگر متولی مالِ وقف کو زیبائش کے کام میں صَرف کرے گا تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔ البتہ اگر مالِ وقف زیادہ جمع ہوجائے اور مسجد کو عمارت کی ضرورت نہ ہو بلکہ ضروریاتِ مسجد سے وہ روپیہ قطعاً زائد ہو اور متولی کو قوی اندیشہ ہو کہ اس روپیہ کی حفاظت کسی طرح نہیں ہوسکتی اور دوسرے ظالم لوگ اس روپیہ پر قبضہ کرکے اپنی ضروریات میں صَرف کرلیں گے تو پھر ایسی مجبوری کے وقت اس روپیہ کو مسجد کے زیبائشی کام میں بھی صَرف کرنا درست ہے۔ (مسجد کی دیواروں پر ایسے شیشے کے بیل بوٹے تیار کرانا جس میں چہرہ اور عکس نظر آتا ہو) اور ظاہر یہ ہے کہ شیشے (کے بیل بوٹے وغیرہ) لگانا زیبائش ہی کے لیے ہے، عمارت کے لیے نہیں۔ اگر نمازی کی تصویر ان شیشوں میں نظر آتی ہے تو اس میں اور بھی تصویر پرستی کی مشابہت ہے۔

ایسی مسجد میں (جس کے نقش و نگار میں آئینہ لگا ہو اور تصویر نظر آتی ہو) نماز جائز ہے

نمازی کو چاہیے کہ نظر نیچی رکھے تاکہ خشوع حاصل ہو اور دھیان نہ بٹنے پائے ورنہ اگر اس طرف توجہ کی اور خشوع نہ رہا تو نماز مکروہ ہوگی۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۸۰ جلد۶ و فتاوی رحیمیہ ص۱۷۰ جلد۲ بحوالہ ابن ماجہ ص۲۲۵ جلد اول و شامی ص۶۰۷ جلد اول و کفایت المفتی ص۱۴۰ جلد۳ و کتاب الفقہ ص۴۵۷ جلد اول و احسن الفتاوی ص۴۵۹ جلد۶)۔

جوتے پہن کر جماعت خانہ میں داخل ہونا؟:۔

مسئلہ۱: مسجد کی عمارت منہدم کرنے کے بعد (یعنی پرانی تعمیر کو توڑ کر نئی تعمیر کے وقت) مسجد کی جگہ کا احترام ویسا ہی ضروری ہے جیسے پہلے تھا، جوتے اور چپل اگر نئے اور پاک ہوں تو مضائقہ نہیں لیکن ادب کے مقام پر جوتے اتار دینا ادب کا مقتضیٰ ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۱۱۱ جلد۶ و آپ کے مسائل ص۱۳۵ جلد۳)۔

مسئلہ۱: بعض جگہ جوتے رکھنے کے لیے مسجد میں لکڑی کا بکس نہیں ہوتا، اگر جوتے خشک ہوں (ناپاکی لگی ہوئی نہ ہو) تو مسجد ناپاک نہیں ہوتی۔ (آپ کے مسائل ص۱۳۸ جلد۳ و کفایت المفتی ص۱۵ جلد۱)

دورانِ تعمیر مسجد میں جوتے پہن کر جانا؟:۔

مسئلہ۱: محض وقف کرنے والے کی نیت کرنے اور صحن و دالان کی جگہ متعین کر لینے سے مسجد کے احکام جاری نہیں ہو جاتے کیونکہ صرف اتنی بات سے مسجدیت تام نہیں ہو جاتی بلکہ جب مسجد میں اذان و جماعت ہونے لگے تب مسجدیت تام ہو کر اس پر پورے احکام جاری ہوتے ہیں۔

پس دورانِ تعمیر وہاں مسجد کا ملبہ اینٹ گارہ وغیرہ پڑا ہو، تعمیر ہو رہی ہو، معمار و مزدور آ جا رہے ہوں تو اس کا حکم اور ہے اور جب وہاں نماز و جماعت ہو رہی ہو اس کا حکم اور ہے۔ جتنا حصہ نماز و جماعت کے لیے متعین کر دیا گیا ہے اور وہاں نماز و جماعت ہونے لگی ہے اس پر پورے مسجد کے احکام جاری ہوں گے، وہاں جوتے پہن کر جانا بھی احترام کے خلاف ہوگا۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۲۶ جلد۱۸ بحوالہ عالمگیری ص۹۳ جلد۴)۔

معماروں کا مسجد میں گھٹنے کھولنا؟:۔ سُوال:۔ مسجد کے اندر تعمیر کے دوران معماروں کو حقہ پینا اور گھٹنے کھلے رکھنا کیسا ہے؟۔

جواب:۔ گھٹنے کھلے رکھنا کسی کے سامنے خارج مسجد بھی منع ہے چہ جائے کہ مسجد میں، متولی کو چاہیے کہ ایسے معماروں اور مزدوروں کو ہدایت کرے کہ وہ ایسا نہ کریں، مسجد میں حقہ پینے سے بھی ان کو روکا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۱ جلد ۱۵)۔

مسجد میں مینار کتنے ہوں؟:۔ مسئلہ۱۴:۔ مینار کے متعلق شریعت کی طرف سے کوئی تحدید و تعیین نہیں، البتہ مسجد کی ہیئت ایسی ہونی چاہیئے کہ دیکھنے والے پہچان لیں کہ یہ مسجد ہے۔ عامۃً دو مینار بنانے کا معمول ہے، کسی مسجد میں چار اور کسی میں اس سے زائد بھی ہیں، مگر یہ سب کسی شرعی امر کی وجہ سے نہیں، نہ ممانعت ہے، البتہ بلا وجہ پیسہ خرچ نہ کیا جائے خاص کر وقف کا پیسہ، کہ اس میں بہت احتیاط ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۵ جلد ۱۵)۔

مسئلہ۱۵:۔ مسجد کے اندر محراب میں طاق بنانا عورتوں کے بھرنے کی غرض سے مسجد کی ضرورت میں داخل نہیں، گنبد، مینار، محراب کی اگر ضرورت ہو تو ان کا بنانا شرعًا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۹ جلد ۱۰ و فتاویٰ رحیمیہ ص۱۱۹ جلد ۶ و ابوداؤد شریف ص۸۴ جلد ۱ و فتاویٰ عالمگیری ص۲۱۵ جلد ۶ کتاب الکراہیۃ)۔

مسجد سے ملا کر اپنی تعمیر کرنا؟:۔ سُوال:۔ مسجد سے آگے کی سمت یا بازو میں مسجد سے متصل ایک شخص کی زمین ہے وہ اپنی زمین میں عمارت بنا رہا ہے، اگرچہ وہ زمین اسی کی ملکیت میں ہے مگر وہ مسجد کی عمارت یعنی دیوار سے ہی تعمیر شروع کر رہا ہے لیکن قانون کے اعتبار سے اس کو کم از کم تین فٹ جگہ چھوڑ کر عمارت بنانا چاہیئے (کیونکہ مسجد کے روشندان اور پرنالے اسی جگہ پر گرتے ہیں) لیکن وہ شخص اس کے لیے رضامند نہیں ہے تو کیا قانون کے اعتبار سے اس کو نوٹس دے کر روکا جا سکتا ہے تحفظِ مسجد کے لیے؟۔

جواب :- مسجد کی چھت کا پانی گرنے کے لیے جگہ کا چھوڑنا مسجد کا حق ہے، لہٰذا تحفظِ مسجد کے لیے بھی اس کو روکنے کی ضرورت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۷ جلد ۱۵)

مسجدِ کبیر کی تعریف :- **مسئلہ** :- چالیس ذراع لمبی چالیس ذراع چوڑی، ایک قول میں ساٹھ ذراع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۵ جلد ۱ بحوالہ درمختار ص۲۰۶ جلد اول)۔

مسئلہ :- جو مسجد چالیس گز (شرعی) لمبی اور اتنی ہی چوڑی ہو وہ مسجدِ کبیر ہے، اور جو اس سے چھوٹی ہو وہ مسجدِ صغیر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۲ جلد ۱۵ و امداد الاحکام صفحہ ۴۴۴ جلد اول)۔

مسجد کا نام "مسجدِ حرم" رکھنا؟ :- **سوال** :- کیا کسی مسجد کا نام "مسجدِ حرم" رکھ سکتے ہیں کیونکہ یہ نام خانۂ کعبہ کا ہے؟

جواب :- غلام احمد قادیانی نے یہی تلبیس کی تھی کہ اپنا نام نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تجویز کیا، اپنی بیوی کا نام ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا نام تجویز کیا اور اپنی مسجد کا نام سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کا نام تجویز کیا، اپنے قبرستان کا نام مدینہ پاک کے قبرستان کا نام تجویز کیا، اس طرح اس نے اپنی امت کو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے بے نیاز و بے تعلق بنانے کی کوشش کی۔

اپنی مسجد کا نام آپ حضرات بھی مسجدِ حرم نہ رکھیں کہ عام مسلمانوں کو اس سے دھوکہ لگتا ہے، اگرچہ آپ حضرات کی نیت تلبیس کی نہ ہو تاہم دھوکہ اور مغالطہ سے بچنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۲۷ جلد ۱۸)۔

"مسجدِ غرباء" نام رکھنا؟ :- **مسئلہ** :- تعارف کی غرض سے نام رکھا جاتا ہے، لہٰذا اس وجہ سے کہ اس جگہ کے اکثر لوگ غریب ہیں، یا غرباء نے مسجد کی تعمیر کرائی ہے اور غریب لوگوں کی مسجد ہے، "مسجدِ غرباء" نام رکھنے میں شرعی قباحت نہیں ہے، ایسا نام رکھ سکتے ہیں۔ فتاویٰ رحیمیہ ص۹۲ جلد ۶)۔

نام کھدواکر مسجد پر پتھر لگوانا؟:- **سُوال:-** مرنے والے کی طرف سے مسجد بنواکر اس کے نام کا پتھر کھدواکر لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- ایصالِ ثواب کے لئے مسجد بنوادینا اور ایسی نیت سے پتھر پر نام کھدواکر لگانا کہ دوسروں کو اس قسم کے کاموں کی رغبت ہو یا کوئی شخص اس پتھر کو دیکھ کر میت کے لیے خصوصیت سے ایصالِ ثواب کرے تو درست ہے اور شہرت کی بنا پر نام کھدوانا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۵۱۴ جلد ۱)۔

مسجد میں اپنے نام کا پتھر لگوانا؟:- **سُوال:-** ایک جامع مسجد تعمیر ہو رہی ہے عوامی چندہ سے، ایک شخص جو چندہ کی فراہمی اور دیگر کاموں میں زیادہ حصہ لیتا ہے وہ پتھر پر تاریخ سنگِ بنیاد اور اپنا ذاتی نام کھدواکر دیوار میں نصب کرنا چاہتا ہے، سب لوگ ناراض ہیں، کیا اس پتھر کو اس شخص کے نام کے ساتھ نصب کریں یا نہیں؟

جواب:- اگر مسجد والے ان صاحب کو مسجد کا متولی و مہتمم قرار دے دیں اور ان کے انتظام و اہتمام سے مسجد کا کام انجام پائے تو اس پتھر پر اس طرح سے عبارت لکھدی جائے کہ اس مسجد کی تعمیر فلاں صاحب کے انتظام و اہتمام سے ہوئی تو شرعاً اس کی گنجائش ہے۔ لیکن خود ان صاحب کا مطالبہ کرنا کہ میرا نام پتھر پر کھدواکر لگایا جائے اخلاص کے خلاف ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے وہ اپنی ناموری کے خواہش مند ہیں، یہ خواہش نہایت غلط ہے، ثواب کو ختم کرنے والی ہے، دنیا میں ایسے شخص کی شہرت و تعریف ہوجائے گی مگر آخرت میں عمل خالص کے ثواب سے محروم رہے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۴۲ جلد ۱۸)۔

مسجد کے صحن میں تعمیر کے بعد کنواں کھدوانا؟:- **مسئلہ:-** جو جگہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد بنا کر وقف کردی گئی ہے اس جگہ کو مستقلاً کسی دوسرے کام میں لانا غرضِ واقف

کے خلاف ہے، ایسی جگہ ہمیشہ مسجد ہی رہتی ہے اس کا احترام لازم ہوتا ہے، اگر اس جگہ (تعمیر ہونے کے عرصہ بعد جب کہ واقف بھی مرچکا ہے) کنواں بنایا جائے گا تو وہ ہمیشہ کے لیے غیر صلاۃ (نماز کے علاوہ) کے کام میں محبوس رہے گی، حالانکہ وہ نماز کے لیے محبوس کی گئی تھی، نیز وہاں پانی لینے کے لیے پاک اور ناپاک سب جائیں گے۔ اور عامۃً کنویں پر شور و شغب ہوتا ہے، پانی لینے میں نزاع ہوتا ہے۔ بسا اوقات پانی لینے والے عوام کے پیر اور برتن میل کچیل میں ملوث ہوتے ہیں، یہ امور احترام مسجد کے خلاف اور ممنوع ہے، نیز اس مسجد میں تنگی ہوگی اور صفوف میں تفریق۔ (فتاوے محمودیہ ص۵۰۲ جلد اول)۔

مسجد تعمیر ہونے کے بعد تہہ خانہ بنانا؟:۔ **مسئلہ**:۔ مسجد کی تعمیر کے وقت تہہ خانہ نہیں بنایا گیا تو بعد میں مسجد کے نیچے تہہ خانہ بنانا جائز نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۱۹ جلد۲ بحوالہ در مختار ص۵۷۲ جلد۳ و طحطاوی ص۵۳۷ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ مسجد کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو از سر نو تعمیر کرلی جائے، جو جگہ نماز کے لیے متعین ہے وہ شرعی مسجد ہے، اب کرسی زمین کو اونچا کرکے اس کے نیچے دوکان بناکر کرایہ پر دینا درست نہیں ہے، احترام مسجد کے خلاف ہے۔ کرایہ دار دوکان میں اپنے کام کرے گا جن کی مسجد میں اجازت نہیں اور مسجد کو کرایہ پر دینا درست نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۹۰ جلد۱۵)۔

مسئلہ:۔ مسجد بالائی منزل کو قرار دینا اور نیچے کے حصہ میں دکانیں بنالینا کہ اوپر نماز ہوتی رہے، نیچے خرید و فروخت بازاری کام ہوتا رہے، احترام مسجد کے خلاف ہے، اوپر نیچے سب جگہ مسجد ہی ہونا چاہیے کسی حصہ مسجد کو آمدنی کا ذریعہ بنالینا درست نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۱۵ جلد۱۷)

مسئلہ:۔ جس حصہ زمین کو شرعی مسجد بنایا جائے یعنی نماز کے لیے متعین و مخصوص کیا جائے وہ بالائی و تحتانی (نیچے اوپر تحت الثریٰ سے لے کر ثریا تک) سب ہی

جگہ مسجد ہو جاتی ہے، اس طرح اس سے حق العبد منقطع ہو جاتا ہے۔ نیچے دوکان کرایہ پر چلے، اوپر مسجد ہو یہ ٹھیک نہیں ہے، جب کہ نیچے کا حصہ بھی مسجد ہوگا تو وہاں خرید و فروخت اور تمام لوازم بیع کا صدور ہوگا، گفت گو میں بھی احترام مسجد باقی نہ رہے گا پاک و ناپاک ہر قسم کا آدمی بھی آئے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۲ جلد ۱۸)۔

مسجد کے نیچے تہہ خانہ اور اوپر ہال بنانا؟ :۔

سُوال :۔ ہمارے یہاں پر سَو سال پُرانی جامع مسجد منہدم کر کے از سرِ نو تعمیر کی گئی ہے، مسجد کے نیچے تہہ خانہ اور مسجد کے اوپر وسیع ہال تعمیر کیا گیا۔ تہہ خانہ کو نماز جماعت کے لیے اور مسجد کی بالائی منزل کو مدرسہ کے لیے اور تقریبات شادی بیاہ، عقیقہ وغیرہ کے مواقع پر کھانا کھلانا اور باراتیوں کو ٹھہرانے کے لیے۔ نیز دیگر کاموں کے لیے بھی استعمال کیا جائے گا اور کرایہ بھی وصول کیا جائے گا تاکہ مسجد کی آمدنی میں اضافہ ہو۔ حکم شرعی سے مطلع فرمائیں؟۔

جواب :۔ جس جگہ کو مسجد بنائی جائے وہ نیچے اوپر سب مسجد ہی ہوتی ہے، وہاں کوئی ایسا کام جو مسجد کے احترام کے خلاف ہو وہ ممنوع ہے۔ مسجد کے بالائی حصے یا نیچے کے حصے کسی جگہ سے بھی حق العبد متعلق نہیں ہونا چاہیئے۔

ہال تقریبات کے لیے بنانے کا مطلب یہ ہے کہ تمام اہلِ تقریبات کو اس کے استعمال کا حق ہو اور اس میں وہ کام بھی ہوں جن سے مسجد کو بچانا لازم ہے، اس لیے اس کی اجازت نہیں، تہہ خانہ مسجد کا سامان چٹائی وغیرہ رکھنے کے لیے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، یہ احترام مسجد کے خلاف نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۲۹ ج۱۷)۔

مسئلہ :۔ مسجد کے اوپر مدرسہ کی تعمیر کرنا بوقتِ ضرورتِ شدیدہ گنجائش معلوم ہوتی ہے مگر یہ اجازت اس صورت میں ہے کہ ابتداء ہی سے مسجد کے اوپر یا نیچے مدرسہ بنانے کا ارادہ ہو، اگر ابتداءً ارادہ نہ تھا بلکہ مسجد کی حدود متعین کر کے اس رقبہ کے بارے میں زبان سے کہہ دیا کہ یہ مسجد ہے اس کے بعد اوپر مدرسہ بنانے کا ارادہ ہوا تو جائز نہیں۔ (احسن المسائل ص۴۴۳ جلد۶ و عالمگیری ص۴۵۵ جلد ۲)۔

نیچے مدرسہ اوپر مسجد:۔ **مسئلہ:۔** شرعی مسجد کی شان یہ ہوتی ہے کہ نیچے کی منزل اور اوپر کی منزل مسجد رہے۔ یہ صورت کہ نیچے کی منزل مدرسہ قرار دیا جائے اور اوپر کی منزل مسجد رہے اور لکڑی کی سیڑھی لگا کر اوپر جا کر نماز ادا کی جائے شرعاً درست نہیں ہے۔ شامی اور بحر میں یہ مسئلہ صاف صاف موجود ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ ۲۲۲ جلد ۱۷)۔

نیچے مسجد اوپر رہائش گاہ:۔ **سوال:۔** ہمارے یہاں اہلِ خیر حضرات نے اپنی جگہ پر مسجد قائم کی ہے اور مسجد کے اوپر رہائش گاہ بھی ہے، سب لوگ رہتے بھی ہیں، کیا وہ مسجد کے حکم میں مانی جائے گی؟ وہاں پر جماعتِ ثانیہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جب تک وقف کر کے اس سے ملکیت کے حق کو ختم کر کے اس کا راستہ ہی الگ نہ کر دیا جائے اور اس میں سب لوگوں کو آنے اور نماز پڑھنے کا پورا اختیار نہ دے دیا جائے وہ شرعی مسجد نہیں ہوگی۔

اوپر کے حصہ میں خود مالکانہ حیثیت سے رہیں اور نیچے کے حصہ میں اذان و جماعت ہونے لگے، اتنی بات اس کے مسجد ہونے کے لیے کافی نہیں، وہاں جماعتِ ثانیہ کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ ۲۴۸ جلد ۱۸)

نیچے دوکان اوپر مسجد؟:۔ **سوال:۔** زید اپنی زمین پر چند دوکانیں بنوا کر اوپر منزل پر مسجد تعمیر کرواتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں نے مسجد کو اوپر والی منزل میں تجویز کیا ہے اور یہ کہ میں نے پہلے ہی نیت کر لی تھی کہ نچلی دوکانیں میری ملکیت ہوں گی اور اوپر مسجد وقف ہے؟۔

جواب:۔ صورتِ مسئولہ میں یہ مسجد شرعی نہیں ہوئی، اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہیں ملے گا۔

اگر یہ زمین پہلے سے مسجد کے لیے وقف تھی، زید کی ملکیت نہیں تھی تو زید کو ان دوکانوں کا کرایہ اپنے کام میں لگانا ہرگز جائز نہیں ہے، مسجد پر صرف کرنا واجب ہے۔

اور یہ دوکانیں مسجد ہی کی ہوں گی اور مسجد شرعی مسجد ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۳ ج۱۰ بحوالہ عالمگیری ص۴۵۵ جلد۲، درمختار ص۳۷ جلد۳ وکفایت المفتی ص۱۶۱ جلد۳)۔

مسجد سے متصل جگہ کو مسجد میں داخل کرنا؟:۔

سوال:۔ مسجد سے ملی جلی شروع سے بنام مدرسہ الگ سے ایک جگہ متعین ہے، کیا اس جگہ کو مسجد میں شامل کر کے مدرسہ چلایا جاسکتا ہے؟ بعض مرتبہ نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ جگہ میں امام کی اقتداء میں نماز ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر وہ جگہ کسی کی مملوک ہے تو مالک کی اجازت سے مسجد میں شامل کرنا درست ہے، اگر جداگانہ (وقف) ہے مدرسہ کے لیے، تو اس کو مسجد میں شامل نہ کیا جائے، اگر مسجد کے لیے وقف ہے تو آپس کے مشورہ سے حسب ضرورت مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ مجمع زیادہ ہونے کے وقت اگر وہاں تک صفوف متصل ہیں تو امام کی اقتداء میں وہاں نماز درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۰ جلد۱۰)۔

مسمار شدہ مسجد کے صحن میں دوکانیں بنانا؟:۔

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک مسجد تھی جو بالکل مسمار ہوچکی ہے، اگر مسمار شدہ مسجد کی جگہ صحن کو دوکانوں میں شامل کر کے ان کی چھت پر جدید مسجد تعمیر کرادی جائے تاکہ نماز پڑھی جاسکے اور مسجد کی جگہ محفوظ ہوجائے ورنہ اس جگہ پر غاصبانہ قبضہ کا احتمال ہے کیونکہ اس وقت مسمار شدہ مسجد کی جگہ پر غلاظت اکٹھی ہورہی ہے۔

جواب:۔ جو جگہ ایک دفعہ وقف کر کے نماز کے لیے مسجد بنادی گئی وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہوجاتی ہے، اس کو کسی دوسرے کام میں لانا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اس قاعدۂ کلیہ کے ماتحت اس جگہ کو محفوظ رکھنا اور اپنے امکان کی حد تک نماز کے لیے آباد رکھنا ضروری ہے اور دوکانیں بنانا جو اصل مسجد کا حصہ تھا اس کو دوکانوں

کی صورت میں تعمیر کر دیا جائے اور چھت پر مسجد رہے، درست نہیں۔ قانون تحفظِ اوقاف کے ماتحت اس جگہ کو محفوظ کرنے اور نماز کے لیے مخصوص کرنے کی پوری کوشش کی جائے، خواہ اس صورت سے ہی کیوں نہ ہو کہ وہاں چہار دیواری بنا کر تالا ڈال دیا جائے اور جب نماز پڑھنے کا موقع وہاں ملے قفل کھول کر نماز ادا کی جائے، اگر پوری کوشش کے باوجود تحفظ کی کوئی صورت ممکن نہ ہو، اس پر غاصبانہ قبضہ ہو کر وقف کے برباد و باطل ہو جانے کا ظنِ غالب ہو تو مجبوراً سوال میں درج شدہ صورت کو بھی گوارہ کیا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۲۷ جلد ۱۲)۔

مسئلہ

مسجد کا نقشہ مکمل ہونے کے بعد نیچے دُوکان بنانا؟:-

جب نقشہ کے مطابق مسجد کی تعمیر کا گھدائی کا کام شروع ہو گیا ہے اور ایک وقت کی نماز بھی باجماعت پڑھی گئی تو وہ جگہ نقشہ کے مطابق مسجد ہو گئی، اب اس کا کوئی حصہ خارج نہیں ہو سکتا، مسجد میں پانی آجانے کا اندیشہ ہے تو اس بنا پر کرسی بلند کی جا سکتی ہے لیکن نیچے کے حصہ میں (مسجد کا نقشہ مکمل ہونے کے بعد) گودام یا دُوکان بنا کر کرایہ پر دینا جائز نہ ہوگا، اگر کام شروع ہونے سے پہلے پلان میں نیچے کا حصہ خارج مسجد ہوتا اور دوکان بنائی جاتی تو اس صورت میں اس کی گنجائش تھی، اب اس کی گنجائش نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۸ جلد ۶)

مسئلہ:- مسجد کی ابتدائی تعمیر کے وقت بانی مسجد نے نیت کر کے اس کے نقشہ میں دوکانیں، کمرے بھی شامل کیے ہوں اور مسجد کے مفاد کے لیے وقف ہوں تو بنا سکتے ہیں، اور یہ شرعی مسجد سے خارج رہیں گے۔ اس جگہ حائضہ اور ناپاک جا سکے گا (صفحہ ۵۱۲ جلد ۳)

مگر جب ایک بار مسجد بن گئی اور ابتدائی تعمیر کے وقت نیچے دوکان اور اوپر کے حصہ میں کمرے شامل نہ ہوں تو مسجد کے اُوپر کا حصہ آسمان تک اور نیچے کا حصہ تحت الثریٰ تک مسجد کے اور اسی کے حکم میں ہو چکا، اب اس کا کوئی حصہ (کوئی جزو) مسجد

سے خارج نہیں کیا جا سکتا، اور اس جگہ مسجد کی آمدنی کے لیے دوکان و کمرے نہیں بنا سکتے اور اس جگہ کا احترام مسجد جیسا ہے۔ حائضہ و جنبی (ناپاک) کا وہاں جانا درست نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۱۶۳ جلد ۳ و جدید فقہی مسائل ص۷۶)۔

عارضی ضرورت کے لیے بنائی گئی مسجد کا حکم:۔

سوال:۔ پرانی مسجد کو توڑ کر نئی مسجد بنانے کا ارادہ کیا ہے، جب تک نماز پڑھنے کے لیے عارضی طور پر مسجد کے احاطہ سے باہر ایک مسجد بنائی گئی ہے جس کو پختہ مسجد کے تیار ہونے پر توڑ دیا جائے گا، تو عارضی مسجد کا کیا حکم ہے؟۔

جواب:۔ اگر وہاں عارضی طور پر مسجد تیار ہونے تک نماز کا انتظام کر لیا گیا ہے اس کو وقف کر کے مسجد نہیں بنایا گیا تو وہ شرعی مسجد نہیں بنی، اس کا حکم وہ نہیں جو شرعی مسجد کا ہوتا ہے، اس کا حال ایسا ہی ہے جیسے مکان میں کسی جگہ نماز پڑھتے ہوں کہ وہ ہمیشہ کے لیے مسجد نہیں۔ نیز عیدگاہ میں مسجد کے سب احکام جاری نہیں ہوتے، جب عارضی مسجد میں نماز پڑھنا موقوف کر دیا جائے تو مالک کو اپنی ملک میں تصرف کا اختیار ہوگا۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۹۰ جلد ۱۸ و فتاوی رحیمیہ ص۱۷۵ جلد ۲)۔

مسجد ضرار کیا ہے؟:۔

منافقین کی ایک سازش کا واقعہ یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک شخص ابو عامر نامی زمانۂ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا، اور ابو عامر راہب کے نام سے مشہور تھا، یہ وہی شخص ہے جس کے لڑکے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں جن کی لاش کو فرشتوں نے غسل دیا، اس لیے غسیل الملائکہ کے نام سے معروف ہوئے، مگر ان کا باپ ابو عامر راہب اپنی گمراہی اور نصرانیت پر تاحیات قائم رہا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ابو عامر راہب حاضر خدمت ہوا اور اسلام پر اعتراضات کیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب پر بھی اس بدنصیب کو اطمینان نہ ہوا، بلکہ یہ کہا کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہو وہ مردود اور احباب و اقارب

سے دور ہوکر مسافرت میں مرے۔ اور کہا کہ آپ کے مقابلہ میں جو بھی دشمن آئے گا میں اس کی مدد کروں گا۔ چنانچہ غزوۂ حنین تک تمام غزوات میں مسلمانوں کے دشمنوں کے ساتھ قتال میں شرکت کی، جب ہوازن کا بڑا اور قوی قبیلہ بھی شکست کھا گیا تو یہ مایوس ہوکر ملک شام بھاگ گیا، کیونکہ یہی ملک نصرانیوں کا مرکز تھا، وہیں جاکر اپنے احباب و اقارب سے دور مر گیا جو دعاء کی تھی وہ اس کے سامنے آگئی۔ جب کسی شخص کی رسوائی مقدر ہوتی ہے تو وہ ایسے ہی کام کیا کرتا ہے، خود ہی اپنی دعاء سے ذلیل و خوار ہوا۔ مگر جب تک زندہ رہا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں لگا رہا۔

چناں چہ قیصر ملک روم کو اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ اپنے لشکر سے مدینہ پر چڑھائی کردے، اور مسلمانوں کو مدینہ سے نکال دے۔

اسی سازش کا ایک معاملہ یہ پیش آیا کہ اس نے منافقین مدینہ کو جن کے ساتھ اس کا ساز باز تھا خط لکھا کہ میں اس کی کوشش کر رہا ہوں کہ قیصر مدینہ پر چڑھائی کرے، مگر تم لوگوں کی کوئی اجتماعی طاقت ہونی چاہیے جو اس وقت قیصر کی مدد کرے، اس کی صورت یہ ہے کہ تم مدینہ ہی میں ایک مکان بناؤ، اور یہ ظاہر کرو کہ ہم مسجد بنا رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کو شبہ نہ ہو، پھر اس مکان میں تم اپنے لوگوں کو جمع کرو، اور جس قدر اسلحہ اور سامان جمع کر سکتے ہو وہ بھی کرو، یہاں مسلمانوں کے خلاف آپس کے مشورہ سے معاملات طے کیا کرو۔

اس کے مشورہ پر بارہ۱۲ منافقین نے مدینہ طیبہ کے محلہ قباء میں جہاں اول ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور ایک مسجد بنائی تھی، وہیں ایک دوسری مسجد کی بنیاد رکھی، ان منافقین کے نام بھی ابن اسحاق وغیرہ نے نقل کیے ہیں، پھر مسلمانوں کو فریب دینے اور دھوکے میں رکھنے کے لیے یہ ارادہ کیا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نماز اس جگہ پڑھوا دیں تاکہ سب مسلمان مطمئن ہوجائیں کہ یہ بھی ایک مسجد ہے جیسا کہ اس سے پہلے ایک مسجد یہاں بن چکی ہے۔

ان کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا

کہ قبار کی موجودہ مسجد بہت سے لوگوں سے دور ہے، ضعیف، بیمار آدمیوں کو وہاں تک پہونچنا مشکل ہے، اور خود مسجد قبار اتنی وسیع بھی نہیں کہ پوری بستی کے لوگ اس میں سما سکیں، اس لیے ہم نے ایک دوسری مسجد اس کام کے لیے بنائی ہے تاکہ ضعیف مسلمانوں کو فائدہ پہونچے، آپ اس مسجد میں ایک نماز پڑھ لیں تاکہ برکت ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غزوۂ تبوک کی تیاری میں مشغول تھے، آپ نے یہ وعدہ کر لیا کہ اس وقت تو ہمیں سفر درپیش ہے، واپسی کے بعد ہم اس میں نماز پڑھ لیں گے، لیکن غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت جب کہ آپ مدینہ طیبہ کے قریب ایک مقام پر فروکش ہوئے تو آیات مذکورہ آپ پر نازل ہوئیں جن میں ان منافقین کی سازش کھول دی گئی تھی، آیات کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چند اصحاب جن میں عامر بن سکن اور وحشی قاتل حمزہ رضؓ وغیرہ شریک تھے، ان کو حکم دیا کہ ابھی جا کر اس مسجد کو ڈھا دو، اور اس میں آگ لگا دو، یہ سب حضراتؓ اسی وقت گئے اور حکم کی تعمیل کر کے اس کی عمارت کو ڈھا کر زمین برابر کر دی، یہ تمام واقعہ تفسیر قرطبی اور مظہری کی بیان کی ہوئی روایات سے اخذ کیا گیا ہے۔

تفسیر مظہری میں محمد بن یوسف صالحی کے حوالہ سے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبار سے مدینہ منورہ میں پہونچ گئے تو مسجد ضرار کی جگہ خالی پڑی تھی، آپ نے عاصم ابن عدی رضؓ کو اس کی اجازت دی کہ وہ اس جگہ میں اپنا گھر بنا لیں، انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جس جگہ کے متعلق قرآن کریم کی یہ آیات نازل ہو چکی ہیں میں تو اس منحوس جگہ میں گھر بنانا پسند نہیں کرتا، البتہ ثابت بن اقرم رضؓ ضرورتمند ہیں ان کے پاس کوئی گھر نہیں، ان کو اجازت دے دیجیے کہ وہ یہاں مکان بنا لیں، ان کے مشورہ کے مطابق آپ نے یہ جگہ ثابت بن اقرم رضؓ کو دے دی، مگر ہوا یہ کہ جب سے ثابتؓ اس مکان میں مقیم ہوئے تو ان کے کوئی بچہ نہیں ہوا یا زندہ نہیں رہا۔

اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ انسان تو کیا اس جگہ میں کوئی مرغی بھی انڈے بچے دینے کے قابل نہ رہی، کوئی کبوتر اور جانور بھی اس میں پھلا پھولا نہیں، چنانچہ اس کے بعد سے

یہ جگہ آج تک مسجد قبا کے کچھ فاصلے پر ویران پڑی ہے۔
واقعہ کی تفصیل سننے کے بعد آیات مذکورہ کے متن کو دیکھئے، پہلی آیت میں فرمایا وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا۔ یعنی جس طرح اوپر دوسرے منافقین کے عذاب اور ذلت و رسوائی کا ذکر ہوا ہے یہ منافقین بھی ان میں شامل ہیں جنہوں نے مسجد کا نام رکھ کر ایک ایسی عمارت بنائی جس کا مقصد مسلمانوں کو نقصان پہنچانا تھا۔

اس آیت میں مسجد مذکور کے بنانے کی تین غرضیں ذکر کی گئی ہیں، اول ضِرَارًا یعنی مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کے لیے، لفظ "ضرر" اور "ضرار" دونوں عربی زبان میں نقصان پہنچانے کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں، بعض حضرات نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ "ضرر" تو اس نقصان کو کہا جاتا ہے جس میں اس کے کرنے والے کا اپنا تو فائدہ ہو دوسروں کو نقصان پہونچے۔ اور "ضرار" دوسروں کو وہ نقصان پہونچانا ہے جس میں اس پہونچانے والے کا اپنا کوئی فائدہ بھی نہیں، چونکہ اس مسجد کا انجام یہی ہونے والا تھا کہ بنانے والوں کو اس سے کوئی فائدہ نہ پہونچے، اس لیے یہاں لفظ ضرار استعمال کیا گیا

دوسری غرض اس مسجد کی تَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بتلائی گئی ہے، یعنی ان کا مقصد اس مسجد کے بنانے سے یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی جماعت کے دو ٹکڑے ہو جاویں، ایک ٹکڑا اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کا الگ ہو جائے، اور یہ کہ قدیم مسجد قبا کے نمازی گھٹ جائیں اور کچھ لوگ یہاں نماز پڑھا کریں۔

تیسری غرض اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ بتلائی گئی، جس کا حاصل یہ ہے کہ اس مسجد سے یہ کام بھی لینا تھا کہ یہاں اللہ اور رسول کے دشمنوں کو پناہ ملے اور وہ یہاں مسلمانوں کے خلاف سازش کیا کریں۔

مسجد ضرار میں آگ کیوں لگوائی؟:- اس مجموعہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ جس مسجد کو قرآن کریم نے مسجد ضرار قرار دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو ڈھایا گیا اور آگ لگائی گئی، درحقیقت نہ وہ مسجد تھی نہ اس کا مقصد نماز پڑھنے کے لیے تھا بلکہ مقاصد وہ تین تھے

جن کا ذکر اوپر آیا ہے، اس سے معلوم ہوگیا کہ آج کل اگر کسی مسجد کے مقابلہ میں اس کے قریب کوئی دوسری مسجد کچھ مسلمان بنالیں اور بنانے کا مقصد یہی باہمی تفرقہ اور پہلی مسجد کی جماعت توڑنا وغیرہ اغراض فاسدہ ہوں، تو اگرچہ ایسی مسجد بنانے والے کو ثواب تو نہ ملے گا بلکہ تفریق بین المؤمنین کی وجہ سے گناہ گار ہوگا، لیکن بایں ہمہ اس جگہ کو شرعی حیثیت سے مسجد ہی کہا جائے گا، اور تمام آداب اور احکام مساجد کے اس پر جاری ہوں گے، اس کا ڈھانا، آگ لگانا جائز نہیں ہوگا، اور جو لوگ اس میں نماز پڑھیں گے ان کی نماز بھی ادا ہو جائے گی، اگرچہ ایسا کرنا فی نفسہٖ گناہ رہے گا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس طرح ریاء و نمود کے لیے یا ضد و عناد کی وجہ سے جو مسلمان کوئی مسجد بنالے، اگرچہ بنانے والے کو مسجد کا ثواب نہ ملے گا بلکہ گناہ ہوگا، مگر اس کو اصطلاح قرآن والی مسجد ضرار نہیں کہا جائے گا، بعض لوگ جو اس طرح کی مسجد کو مسجد ضرار کہہ دیتے ہیں یہ درست نہیں، البتہ اس کو مسجدِ ضرار کے مشابہ کہہ سکتے ہیں، اس لیے اس کے بنانے کو روکا بھی جا سکتا ہے، جیسا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک فرمان جاری فرمایا تھا جس میں ہدایت کی گئی تھی کہ ایک مسجد کے قریب دوسری مسجد نہ بنائی جائے جس سے پہلی مسجد کی جماعت اور رونق متاثر ہو۔ (تفسیر کشاف)

اس مسجد ضرار کے متعلق دوسری آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا ہے لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا، اس میں قیام سے مراد نماز کے لیے قیام ہے، مطلب یہ ہے کہ آپ اس نام کی مسجد میں ہرگز نماز نہ پڑھیں۔

مسئلہ :- اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آج بھی اگر کوئی نئی مسجد پہلی مسجد کے متصل بلا کسی ضرورت کے محض ریاء و نمود کے لیے یا ضد و عناد کی وجہ سے بنائی جائے تو اس میں نماز بہتر نہیں، اگرچہ نماز ہو جاتی ہے۔

اسی آیت میں آپ کو یہ بھی ہدایت دی گئی کہ آپ کا نماز پڑھنا اسی مسجد میں درست ہے جس کی بنیاد اوّل ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، اور اس میں ایسے لوگ نماز پڑھتے ہیں جن کو پاکی اور طہارت میں پوری احتیاط محبوب ہے، اور اللہ بھی ایسے مطہرین کو پسند کرتا ہے

سیاقِ آیت سے ظاہر یہ ہے کہ مراد اس سے مسجدِ قبار ہے، جس میں اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے، اور بعض روایاتِ حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، (کما رواہ ابن مردویہ عن ابن عباس وعمرو بن شیبۃ عن سہل الانصاری وابن خزیمۃ فی صحیحہ عن عویمر ابن ساعدۃ، از مظہری)۔

اور بعض روایات میں جو یہ آیا ہے کہ اس سے مراد مسجدِ نبوی ہے وہ اس کے منافی نہیں، کیونکہ مسجدِ نبوی جس کی بنیاد وحی کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے رکھی، ظاہر ہے کہ اس کی بنیاد تقویٰ پر ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ یا برابر مطہر کون ہو سکتا ہے، اس لیے وہ بھی اس کی مصداق ضرور ہے، (کما رواہ الترمذی وصححہ عن ابی سعید الخدری رضی مرفوعاً، از قرطبی)۔

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا، آیتِ مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے لیے اس مسجد کو احق قرار دیا، جس کی بنیاد اول سے تقویٰ پر رکھی گئی جس کے مفہوم میں مسجدِ قبار اور مسجدِ نبویؐ دونوں داخل ہیں، اس مسجد کی ایک فضیلت یہ بھی بتلائی گئی کہ اس مسجد کے نمازی ایسے لوگ ہیں جو طہارت کا بہت زیادہ خیال اور اہتمام کرتے ہیں، طہارت کے مفہوم میں اس جگہ عام نجاسات اور گندگیوں سے پاکی بھی داخل ہے، اور معاصی اور اخلاقِ رذیلہ سے پاکی بھی، مسجدِ قبار اور مسجدِ نبویؐ کے نمازی عموماً ان سب اوصاف کے ساتھ متصف تھے۔

فائدہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی مسجد کی فضیلت کا اصل مدار تو اس پر ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ اللہ کے لیے بنائی گئی ہو، اس میں کسی ریار اور نام و نمود کا یا کسی اور غرضِ فاسد کا کوئی دخل نہ ہو، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازیوں کے نیک، صالح، عالم، عابد ہونے سے بھی مسجد کی فضیلت بڑھ جاتی ہے، جس مسجد کے نمازی عام طور پر علمار، صلحار، تقویٰ شعار ہوں اس میں نماز ادا کرنے کی فضیلت زیادہ ہے۔

تیسری اور چوتھی آیت میں اس مسجد مقبول کے مقابلہ میں منافقین کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے دریا کے کنارے بعض اوقات پانی زمین کے حصہ کو اندر سے کھالیتا ہے اور اوپر زمین کی سطح ہموار نظر آتی ہے، اس پر اگر کوئی تعمیر کرے تو ظاہر ہے کہ وہ فوراً گر جائے گی، اسی طرح اس مسجد ضرار کی بنیاد ناپائدار تھی، اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ گر پڑی، اور جہنم کی آگ میں گئی، جہنم کی آگ میں جانا مجازی معنی کے لیے بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے بنانے والوں کے لیے اس نے جہنم کا راستہ ہموار کر دیا، اور بعض حضرات نے اس کو حقیقت پر بھی محمول کیا ہے کہ حقیقۃً جب یہ مسجد گرائی گئی ہے تو جہنم میں گئی۔ واللہ اعلم۔

آگے فرمایا کہ ان کی یہ تعمیر ہمیشہ ان کے شک اور نفاق کو بڑھاتی ہی رہے گی، جب تک کہ ان کے قلوب قطع نہ ہو جائیں یعنی جب تک ان کی زندگی ختم نہ ہو جائے ان کا شک و نفاق اور حسد و غیظ بڑھتا ہی رہے گا۔ (معارف القرآن ص ۴۶۱ ج ۴ تا ص ۴۶۵ ج ۴)

مسئلہ: مسجد ضرار جس کی قرآن کریم میں مذمت ہے وہ ہے جس کی بنیاد سے مسجدیت مقصود نہ ہو، اور جس کی بناء سے مسجدیت مقصود ہو وہ مسجد ہے، گو فساد نیت کی وجہ سے ثواب کم ہو۔ (امداد الاحکام ص ۴۶۱ جلد ۱)

مسجد کی پرانی اینٹیں جوتے رکھنے کی جگہ لگانا:-

سوال:- ایک چھوٹی مسجد کو شہید کر کے بڑی بنائی گئی، اس کا صحن کا فرش پتھر کا تھا، اب وہ پتھر جوتے اتارنے کی جگہ پر لگا دیا گیا ہے۔ اب لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ جس پتھر پر سجدہ ہوتا تھا آج وہ پتھر جوتے اتارنے کی جگہ لگا دیا ہے جس سے بے حرمتی ہوتی ہے کیا اس پر جوتے اتارنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- وہ پتھر ایسی جگہ نہ لگائے جاتے تو بہتر ہوتا جہاں جوتے نکالے اور رکھے جاتے ہیں کیونکہ یہ خلاف تعظیم ہے۔ تاہم اب جبکہ ان پر نماز نہیں پڑھی جاتی تو ان کا وہ حکم نہیں جو مسجد کے فرش میں لگے ہوئے کا تھا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۲ جلد ۱۰ بحوالہ عالمگیری ص ۹۵ ج ۴)

(فتاوی رحیمیہ ص۱۲۶ جلد۳ و درمختار مع الشامی ص۱۶۵ جلد۱)۔

مسئلہ:- مسجد میں جوتے اتارنے کی جگہ سے اقتدار کرنا؟:- جوتے اتارنے کی جگہ طریقِ عام سے خارج مسجد ہے، اس کے محض راستہ ہونے کی وجہ سے تو یہ اقتدار سے مانع نہیں ہے، لیکن یہ (جوتے اتارنے کی) جگہ مسجد نہیں ہے، خارج مسجد ہے، اور خارجِ مسجد بقدر چار صفوں کے جگہ کا خالی رہنا بھی اقتدار سے مانع ہے، بس اس کا انتظام کیا جائے کہ اس خالی جگہ میں تین چار مقتدی کھڑے ہو جایا کریں۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۵۸ ج۱۵ بحوالہ شامی ص۲۹۳ جلد

مسئلہ:- مسجد میں قصداً جوتے تبدیل کرنا سخت گناہ ہے۔ اور جو چپل بے کار پڑے ہوں اور ان کا مصرف پھینکنے کے سوا کوئی نہ ہو، ان کو پہن لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (آپ کے مسائل ص۱۵۲ جلد۳)۔

مسئلہ:- جوتہ میں اگر نجاست لگی نہ ہو تو مسجد کے اندر رکھ دینا جائز ہے، اور اگر چوری کا خوف نہ ہو تو مسجد سے باہر رکھنا اولیٰ (بہتر) ہے۔ اور اگر ناپاکی لگی ہو تو بغیر دور کیے ہوئے جوتہ کو مسجد (داخل مسجد) میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ (امداد الاحکام ص۴۴۴ جلد۱)۔

ہوسٹل کے کمروں کی مسجد بنانا؟:- سوال:- ایک ہوسٹل میں ساڑھے تین سو لڑکے رہتے ہیں اس کے اندر چار پانچ کمروں کو توڑ کر ایک مسجد بنائی گئی جس کو باقاعدہ مسجد جیسی شکل و صورت نہیں دی، مذکورہ مسجد میں باقاعدہ نمازِ پنجگانہ باجماعت ہوتی ہے، امام و مؤذن کا مکمل انتظام ہے، اور اس میں جمعہ بھی ہوتا ہے، تو کیا اس مسجد کے لیے بھی وہی حکم ہوگا جو کہ دیگر مساجد کے لیے ہے؟۔

جواب:- اس جگہ پر مسجد شرعی کے احکام جاری نہیں ہوں گے، یہاں جماعتِ ثانیہ بھی منع نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۵۲ جلد۱۵)۔

مسئلہ:- بلڈنگ میں جو کمرہ نماز کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہو اس کا حکم مسجد کا

نہیں اور نہ اس میں مسجد کا ثواب ملے گا۔ (جماعت کا ثواب تو ملے گا اگر جماعت کی جائے)۔ (آپ کے مسائل ص۱۳۸ جلد ۳)۔

بغیر اجازت مٹّی لے کر مسجد میں لگانا؟:۔ مسئلہ:۔ غیر مسلم کی یا مسلم کی، زمین سے بغیر اجازت کے مٹّی لینا اور مسجد میں لگانا جائز نہیں ہے۔ ایسا کرنے والے لوگ ظالم اور گنہگار ہیں، اللہ تعالیٰ کے گھر میں پاک مال لگایا جائے، حرام مال اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہے، ان لوگوں کو (جنھوں نے بغیر اجازت مٹّی وغیرہ استعمال کی) اس حرکت سے باز آنا چاہیئے اور جس قدر مٹّی لی ہے وہ واپس کردیں یا پھر اصل مالک سے اس کو خرید لیں اور قیمت ادا کردیں، تب مسجد میں لگائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۰۱ ج۱۲)۔

مسجد کو ہٹا کر راستہ کشادہ کرنا؟:۔ سوال:۔ ہمارے یہاں کارپوریشن کے ذمّہ داروں کا خیال ہے کہ جو مسجد راستہ میں آتی ہے اس کی متبادل جگہ اپنے سرمایہ سے خرید کر ہمارے نقشہ کے مطابق مسجد تعمیر کردیتے ہیں، کہ آپ اس میں نماز پڑھیئے، ہم مذکورہ مسجد جو راستہ میں پڑتی ہے اس کو توڑ کر راستہ بنائیں گے، تو کیا ایسا ہو سکتا ہے؟۔

جواب:۔ مسجدیں سب اللہ کی ہیں نہ کسی کو ان کو گرانے کا حق ہے اور نہ بدلنے کا حق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۳۱ جلد ۱۵)

مسجد کو منتقل کرنا؟:۔ مسئلہ:۔ جو ایک دفعہ مسجد شرعی بنادی جائے وہ ہمیشہ کے لیے مسجد رہتی ہے، اب اس کو وہاں سے منتقل کرنا یا اس جگہ کو مکتب کے لیے مخصوص کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، مسجد کو بدستور مسجد ہی رکھا جائے اور اس میں اذان و جماعت کا بھی اہتمام رہے، جس طرح سے اب تک حفاظت رہی ہے اسی طریقہ سے آئندہ بھی حفاظت کی جائے۔ مسجد کو نہ قیمتاً دینا درست ہے نہ کسی مکان یا زمین کے عوض دینا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۲۶ جلد ۱۵ و احسن الفتاویٰ ص۴۵۱ جلد ۶)۔

مسجد کو مدرسہ بنانا؟:۔ مسئلہ:۔ جو جگہ جب کہ وہ شرعی مسجد بن گئی اور وہاں پر اذان وجماعت ہو رہی ہے تو اَب مصالح مذکورہ (کہ مسجد کے قریب غیر مسلموں نے مندر بنالیا ہے، اس لیے اس مسجد کو ایک مدرسہ میں تبدیل کر دیا جائے اور اس سے ہٹ کر اسی نام سے ایک نئی مسجد بنادی جائے) کی وجہ سے اس کو مدرسہ بنانا اور وہاں سے مسجد ہٹا کر اسی کے نام سے دوسری جگہ منتقل کر دینا ہرگز جائز نہیں، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہے۔ اذان وجماعت کے ساتھ اس کو آباد رکھا جائے۔ مندر یا کوئی بھی عمارت قریب ہونے سے نماز میں خلل نہیں آئے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۳۴ جلد ۱۵)۔

مسئلہ:۔ اگر مسجد کی ضرورت ہو تو عاشورہ خانہ کو مسجد بنالینا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۲۳ جلد ۱۵)۔

نئی آبادی میں مسجد بنانا؟:۔ مسئلہ:۔ مسجد مسلمانوں کی اہم ضرورت ہے، جہاں آباد ہوں گے مسجد کا اہتمام کریں گے اور کرنا بھی چاہیے، اس نوآباد محلہ میں ضرورت ہو تو وہاں بھی مسجد بنالی جائے، مگر اس کو آباد رکھنے کی فکر و کوشش بھی لازم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مسجد تو جوش میں بنالیں اور آباد نہ رکھ سکیں، اس لیے تبلیغ کر کے مسلمانوں کو نمازی بنانا زیادہ ضروری ہے۔ (فتاوٰے محمودیہ صـ۱۹۱ جلد ۱۵)۔

بلا ضرورت مسجد بنانا؟:۔ مسئلہ:۔ مسجد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بنانا بہت اجر و ثواب کا کام ہے، آپس کی ناراضگی کی وجہ سے یا ایک مسجد کو ویران کرنے کے لیے دوسری مسجد بنانا شرعاً مذموم اور ناپسند ہے، لیکن اگر مسجد بنالی گئی اور وقف کردی گئی تو اس کو بھی آباد رکھنے کی ضرورت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۳۸ جلد ۱۸)

مسئلہ:۔ اگر مسجد قدیم کو نقصان پہونچانے کے لیے عداوتً برسرِ دوسری مسجد بنائی جائے تو اس سے ثواب نہیں ملے گا۔ ایسا کرنا شرعاً قبیح ہے لیکن اگر شرعی

طور پر وقف کر کے مسجد بنا دی گئی تو اس کو آباد کرنا ضروری ہے، اس کو مسجد ضرار کہہ کر منہدم کرنا جائز نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۱۹ جلد ۱۸)۔

خاندانی اعزاز کے لیے مسجد بنانا؟:- مسئلہ: مسجد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بنائے تو اجرِ عظیم ہے، کسی دوسری غرض کے لیے بنائی جائے تو وہ مقبول نہیں۔ اس طرح پر ایسی جگہ بنانا جس سے قدیم مسجد کو ضرر پہونچے ممنوع ہے۔ نیز جس مسجد کے ذمہ قرض ہے اس کی ادائیگی کی فکر مقدم ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۲۴ جلد ۱۵)۔

قبلہ کیا ہے؟:- دوسری آیت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تسلی دی گئی ہے کہ مشرکینِ مکہ نے اگرچہ آپؐ کو مکہ اور بیت اللہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا، اور مدینہ پہونچ کر ابتدائی زمانہ میں سولہ سترہ مہینہ تک آپؐ کو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا لیکن اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں، نہ آپ کے لیے غمگین ہونے کی کوئی وجہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کسی خاص سمت میں نہیں وہ ہر جگہ ہے، اس کے لیے مشرق و مغرب یکساں ہیں، کعبہ کو قبلہ نماز بنائیں یا بیت المقدس کو، دونوں میں کوئی ذاتی خصوصیت نہیں، بلکہ امرِ الٰہی کی تعمیل ہی دونوں جگہ سببِ فضیلت ہے ۔

دادِ حق را قابلیت شرط نیست   بلکہ شرطِ قابلیت دادِ ہست

اس لیے جب کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم تھا اس میں فضیلت تھی، اور جب بیت المقدس کا استقبال کرنے کا حکم ہو گیا تو اس میں فضیلت ہے، آپؐ دلگیر نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کی توجہ دونوں حالتوں میں یکساں ہے، جب کہ بندہ اس کے حکم کی تعمیل کر رہا ہو۔

چند مہینوں کے لیے بیت المقدس کو قبلہ قرار دینے کا حکم دے کر عملاً اور آپؐ نے قولاً اس بات کو واضح کر دیا کہ کسی خاص مکان یا سمت کو قبلہ قرار دینا اس وجہ سے نہیں کہ معاذ اللہ، خدا تعالیٰ اس مکان یا اس سمت میں ہے۔ دوسری جگہ میں نہیں، بلکہ

اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر سمت میں یکساں توجہ کے ساتھ موجود ہے، کسی خاص سمت کو قبلہ عالم قرار دینا، دوسری حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کی توجہ کسی خاص سمت یا جگہ کے ساتھ مقید نہیں تو اب عمل کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ ہر شخص کو اختیار دے دیا جائے کہ جس طرف چاہے رُخ کر کے نماز پڑھے، دوسرے یہ کہ سب کے لیے کوئی خاص سمت وجہت معین کر دی جائے، ظاہر ہے کہ پہلی صورت میں ایک تشتت وافتراق کا منظر سامنے آئے گا کہ دس آدمی نماز پڑھ رہے ہیں، اور ہر ایک کا رُخ الگ الگ، اور ہر ایک کا قبلہ جُدا جُدا ہے، اور دوسری صورت میں تنظیم واتحاد کا عملی سبق ملتا ہے، ان حکمتوں کی بنا پر سارے عالم کا قبلہ ایک ہی چیز کو بنانا زیادہ مناسب ہے، اب وہ بیت المقدس ہو یا کعبہ، دونوں متبرک و مقدس مقامات ہیں، ہر قوم اور ہر زمانہ کے مناسب اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام آتے ہیں۔ ایک زمانے تک بیت المقدس کو قبلہ بنایا گیا، پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دلی خواہش کے مطابق اس حکم کو منسوخ کر کے کعبہ کو قبلہ عالم بنا دیا گیا، ارشاد ہوا:۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ

ترجمہ:۔ ”یعنی کعبہ کو قبلہ بنا دینے کی دلی رغبت کی وجہ سے بار بار آسمان کی طرف مُنہ اٹھا کر دیکھتے ہیں کہ شاید فرشتہ حکم لے آئے۔ ہم یہ سب دیکھ رہے ہیں، اس لیے اب ہم آپؐ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جس کو آپ چاہتے ہیں، اس لیے اب سے آپؐ اپنا چہرہ نماز میں مسجد حرام کی طرف کیا کریں، اور یہ حکم کچھ آپؐ ہی کے لیے مخصوص نہیں، بلکہ تمام اُمت کے لیے یہی حکم دیدیا گیا، کہ تم جہاں کہیں بھی موجود ہو یہاں تک کہ خود بیت المقدس کے اندر بھی ہو تو نماز میں اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف کیا کرو۔“

الغرض آیت مذکورہ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ نے استقبالِ قبلہ کی پوری

حقیقت کو واضح کردیا کہ اس کا منشاء بیت اللہ یا بیت المقدس کی معاذ اللہ پرستش نہیں، اور نہ ان دونوں مکانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک مخصوص ہے بلکہ اس کی ذات سارے عالم پر محیط اور ہر سمت میں اس کی توجہ یکساں ہے، پھر جو کسی خاص مکان یا سمت کو مخصوص کیا جاتا ہے اس میں دوسری حکمتیں ہیں۔

(معارف القرآن ص۳۴۵ جلد ۱، سورۂ بقرہ)۔

قدیم مسجد کا رُخ صحیح نہیں تو کیا کریں؟ :۔

سوال:۔ پرانی مسجد پر لینٹر ڈلوانے کا پروگرام ہے، مسجد کو جب ناپا گیا (پیمائش کی گئی) تو اس کے اندر تقریباً چھ فٹ کا فرق نکلا، بالکل قبلہ رُخ نہیں تھی، مسجد کو قبلہ رخ بنانے کے لیے مسجد کو شہید کر کے دوبارہ تعمیر کرائی جائے یا اسی صورت میں باقی رکھ کر لینٹر ڈلوا لیا جائے؟

جواب :۔ نماز تو اتنے فرق سے بھی ادا ہو جاتی ہے تاہم اس فرق کو نکالنے اور صفوف کا رُخ صحیح کرنے کے لیے صفوف کے نشانات کو صحیح کر دینا بھی کافی ہے تاکہ نشانات پر نماز ادا کی جا سکے۔ تمام مسجد کو گرانے اور شہید کرنے کی ضرورت نہیں ہے

(فتاویٰ محمودیہ ص۲۳۲ جلد ۱۸ و امداد الاحکام ص۴۴۵ جلد ۱

مسئلہ :۔ اگر معمولی قبلہ رُخ میں فرق ہو تب بھی مسجد کو نہ گرایا جائے۔ سمتِ قبلہ میں توسع ہے۔ موسم سردی اور گرمی میں جہاں جہاں سورج غروب ہوتا ہے ان دونوں جگہوں کے درمیان نماز پڑھنے سے بھی نماز ادا ہو جاتی ہے۔ اب تفرقہ پیدا نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۱ جلد ۱۸)

مسئلہ :۔ سمت معلوم کرنے کی بہت سی علامات فقہاء نے لکھی ہیں، قطب بھی ایک دلیل ہے، پس اگر سردی و گرمی میں جس جگہ آفتاب غروب ہوتا ہے، اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جائے تو نماز صحیح ہو جائے گی، یعنی دونوں موسموں کے جائے غروب کے درمیان کا حصہ جہت کعبہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۳ جلد ۱۵)

مسئلہ :۔ اب قطب نما کے ذریعہ وہاں صفوں کے نشانات صحیح رُخ پر لگا دیئے

جائیں اوران نشانوں کے موافق جماعت کھڑی کرکے نماز پڑھا کریں، تمام مسجد کو توڑنے کی ضرورت نہیں ہے اور جو نمازیں اب تک پڑھی گئی ہیں، ان کا اعادہ لازم نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۶۲ جلد ۱۲)۔

(پہلے زمانہ میں قبلہ کا رُخ معلوم کرنے کے آج کل کی طرح سہولیات نہیں تھیں، اگر کہیں پر قدیم مسجد شہید کرکے نئی مسجد تعمیر کی جا رہی ہو تو رخ کو صحیح کرلیا جائے۔ تھوڑے بہت رُخ کو صحیح کرنے کے لیے باقاعدہ مسجد کو شہید نہ کیا جائے کیونکہ حضرت مفتی صاحب جو مشورہ دیتے ہیں اس پر عمل کرلیا جائے۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسجد کا قبلہ سے معمولی فرق کا حکم:۔ سوال:۔ ہمارے یہاں ایک مسجد ہے جس کی لمبائی ساڑھے نو گز ہے، چوڑائی پونے چار گز ہے، جس میں یہ مسجد قبلہ رُخ سے تین ہاتھ ہٹی ہوئی ہے، اُتر کی طرف دیوار کو جبکہ پچھم تین ہاتھ لی جائے تب اس کا رُخ صحیح ہوگا اور جہت میں سے دکھن قبلہ رُخ زیادہ ہٹائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ معمولی فرق سے نماز خراب نہیں ہوگی، البتہ اگر بجائے مغرب کے شمال یا جنوب کا رُخ ہو جائے تو نماز نہیں ہوگی۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۱۱ جلد ۱۸)

مسئلہ:۔ جس مقام پر زمانۂ قدیم کی مساجد نہ ہوں اور قواعدِ شرعیہ کے موافق قبلہ کا رُخ معین کرنے والے مسلمان بھی نہ ہوں، چاند، سورج، ستاروں کو دیکھ کر بھی واقف کار مسلمان رُخ متعین نہ کرسکتے ہوں اور آلاتِ رصدیہ کے ذریعہ قلب کو اطمینان ہو جائے تو اسی طرح رُخ معین کرکے اس کے موافق نماز ادا کرتے رہیں (فتاوی محمودیہ ص ۲۵۹ جلد ۱۲ و کفایت المفتی ص ۱۳۲ جلد ۳)۔

غلط بنیاد پر مسجد کی تعمیر کا حکم:۔ سوال:۔ ایک پرانی مسجد کی جدید تعمیر کے وقت میں قطب نما سے دیکھا گیا تو آٹھ فٹ کا فرق قبلہ میں آرہا ہے، کیا ایسی صورت میں سابقہ بنیاد پر

جدید تعمیر کرلی جائے یا قطب نما سے قبلہ درست کرنا ضروری ہے؟
نیز کتنے فٹ کے فرق سے انحراف سمجھا جائے گا اور نماز درست نہ ہوگی؟ فٹ کی تعیین فرمائیں؟۔

جواب:۔ (۱) دیدہ و دانستہ انحراف کے ساتھ تعمیر ہرگز نہ کی جائے، ہوسکتا ہے کہ ابتداءً سابقہ مسجد بنانے کے وقت پورا لحاظ قبلہ کا نہ ہوسکا ہو، کوئی ذریعہ اس وقت صحیح علم کا نہ ہو، اب جبکہ صحیح علم کا ذریعہ موجود ہے اور دیگر مساجد کو بھی دیکھ لیا جائے۔ قطب نما سے بھی اندازہ کرلیا جائے تب تعمیر کی جائے۔ (۲) قصداً بالکل انحراف نہ کیا جائے، صحیح علم نہ ہونے کی صورت میں شمال و جنوب کی قوس بناکر نصف قوس تک انحراف ہوگیا تو بھی نماز کو درست کہا جائے گا، مسجد بڑی اور چھوٹی ہونے سے اس انحراف میں بھی فرق ہوسکتا ہے۔ فٹ کی تعیین دشوار ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۴۰ جلد ۱۸)۔

مسئلہ:۔ نماز کی صفوں میں ٹیڑھاپن کمرہ کی وجہ سے ہو، نہ کہ قبلہ کی وجہ سے تو اس میں نماز ادا کرنا بلاشبہ درست ہے، اگرچہ صفیں ٹیڑھی ہوں گی مگر رُخ صحیح ہوگا، اس لیے کہ یہ ٹیڑھاپن کمرہ کی تعمیر کے لحاظ سے ہے، قبلہ رُخ کے لحاظ سے نہیں، سو اس میں مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۵۹ جلد ۱۲)۔

مسجد میں محراب بنانا؟:۔

سوال:۔ مسجدوں میں جو محراب بنائے جاتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ کتب فقہ میں عبارات مختلف ہیں، بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ [illegible] صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ سے محراب کا ثبوت ہے، بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانہ سے اس کا رواج شروع ہوا ہے، اسی طرح کتب تاریخ سے بھی مختلف اقوال ظاہر ہوتے ہیں فقہاءً محراب میں کھڑے ہوکر نماز پڑھانے کو مکروہ لکھتے ہیں لیکن نفس محراب بنانے کو مکروہ نہیں لکھتے ہیں، بلکہ محراب سے باہر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے اور محراب میں سجدہ کرنے کو بھی جائز لکھتے ہیں، علیٰ ہذا القیاس محراب کے دوسرے احکام کو بھی ذکر فرماتے

ہیں، اس مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد میں محراب بنانا جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۲ جلد۶ بحوالہ کبیری ص۳۴۵ و بحر ص۴۵۹ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ قبلہ کی دیوار میں بالکل درمیان میں جو محراب نما بنایا جاتا ہے محراب سے وہ مراد ہوتا ہے تاکہ امام کے درمیان دونوں طرف صفوں کی مقدار برابر رہے (نظام الفتاویٰ ص۳۲ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ امام کے قدم (ایڑیاں) باہر رہتے ہوں گے تو کراہت نہ رہے گی (فتاویٰ دارالعلوم ص۱۴۸ جلد۴)۔

محراب بنانے سے مسجد کے گرنے کا خطرہ؟:۔ **سوال:۔** کسی مسجد کو وسعت دینے کی وجہ سے محراب اگر درمیان میں نہ رہ پائے اور دیوار توڑ کر محراب درمیان میں بنانے سے اگر مسجد کے گرجانے کا اندیشہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر دیوار توڑ کر درمیان میں محراب بنانا مسجد کے گرجانے کے خطرہ سے دشوار ہے تو بغیر محراب بنائے ہی امام درمیان میں کھڑا ہو جایا کرے، اس طرح کہ دونوں طرف مقتدی برابر ہوں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۲ جلد۱۷)۔

کیا محراب داخل مسجد ہے؟:۔ **سوال:۔** کیا مسجد کی محراب شامل مسجد ہے یا نہیں؟ اور لوگوں کی کثرت کے وقت امام محراب کے اندر داخل ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ محراب تو داخل مسجد ہے مگر اس کے باوجود امام کو اس طرح کھڑا ہونا چاہیے کہ اس کے پیر پورے خارج محراب ہوں یا کچھ حصہ خارج محراب ہو اگرچہ داخل محراب کھڑے ہو کر نماز پڑھانے سے بھی نماز ادا ہو جائے گی۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۸ جلد۱۸)۔

محراب کے بجائے صف اول میں نماز پڑھانا؟:۔ **سوال:۔** ایک مسجد

کے اندر کا صحن تین صفوں کا ہے اور امام صاحب کے پاس محراب تک پنکھے کی ہوا نہیں پہونچتی تو کیا امام صاحب صفِ اول میں کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکتے ہیں؟

جواب: ۔ اگر مقتدیوں کو تنگی نہ ہو، سب مسجد میں سماجائیں تو بجائے محراب کے صفِ اول میں محراب کی سیدھ میں امام کھڑا ہو جائے، تب بھی مضائقہ نہیں (فتاویٰ محمودیہ ص۲۲۳ جلد۱۵)۔

مسئلہ: مسجد کی سابقہ محراب کو بھی وسعت کے لحاظ سے منتقل کر سکتے ہیں (مسجد کی توسیع کے وقت) محراب بیچ میں ہونی چاہیئے، تاکہ دونوں طرف کی صف برابر رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱ جلد۱۸)۔

محراب میں آفتاب کی تصویر بنانا ہے:

مسئلہ: ۔ محراب میں نقش ونگار اور آفتاب کی تصویر (فوٹو) بنانا منع اور مکروہ ہے، اس سے نمازی کے خشوع وخضوع میں خلل آتا ہے، لیکن آفتاب کی تصویر کے سامنے کھڑے رہ کر نماز پڑھنے کو آفتاب پرستی کے مشابہ ومماثل قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

تصویر غیر ذی روح کی ہو تو مکروہ نہیں ہے، کیونکہ اس کی عبادت نہیں کی جاتی، (اگر کسی مسجد کی محراب میں آفتاب کی تصویر بنی ہوئی ہے تو) اس تصویر کے سامنے نماز پڑھنے سے پرستش اور مشابہت کا حکم عائد نہیں ہوگا مگر خشوع وخضوع میں خلل انداز ہونے کی وجہ سے ایسی تصاویر کا نمازی کے سامنے ہونا ممنوع اور مکروہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۷ جلد۲ بحوالہ شامی ص۶۰۷ جلد۱)۔

بڑی مسجد کی صفوف کو دائیں بائیں سے کم کرنا ہے:

سوال: ۔ جامع مسجد کی چوڑائی تقریباً چار سَو فٹ سے زائد ہے، جب جماعت کھڑی ہوتی ہے لوگ دوڑتے ہوئے دائیں بائیں جانب صفِ اول میں جا ملتے ہیں، اس طرح بعض مرتبہ ان کی ایک رکعت بھی فوت ہو جاتی ہے۔ اور نمازیوں میں بیمار، بوڑھے ضعیف

بھی ہوتے ہیں، صف اول کے پورا کرنے میں لمبی صف ہونے کی وجہ سے پریشانی ہوتی ہے۔ نمازیوں کی رائے ہے کہ صف کو ایک خاص حد تک محدود بنا دیا جائے اور دونوں جانب باقی حصہ چھوڑ دیا جائے تاکہ امام صاحب کے پیچھے نمازی ایک خاص حد تک کھڑے ہوں۔ اور اگر دوسری صف بھی الگ جائے تو اس کے مطابق اسی کے سیدھ میں قائم کی جا سکے۔ کیا اس کی اجازت ہے؟

جواب:۔ جو حصہ ایک مرتبہ مسجد بنا دیا گیا ہے دائیں بائیں اس کو مسجد سے خارج کرنے کی تو کسی صورت میں اجازت نہیں وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہے، البتہ عذرِ مذکورہ کی وجہ سے دونوں جانب کچھ خالی جگہ چھوڑ دی جائے اور امام وسط ہی میں رہے۔ اور دوسری پھر تیسری صف بھی صفِ اول کی طرح ہو جائے تو اس کی وجہ سے دوسری تیسری صف والے نمازیں صفِ اول کی فضیلت سے تو ضرور محروم رہیں گے، لیکن فضیلتِ جماعت بلا تردد حاصل ہو جائے گی، لیکن اس صورت میں مکروہ ہونے میں اختلاف ہے۔ ہاں اگر رکعت فوت ہونے کا خوف ہو مثلاً امام رکوع میں ہو تو پھر دوسری صف میں شریک ہو جانا مکروہ نہیں بلکہ رکعت حاصل کرنے کے لیے ایسا کرنا افضل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۶ ج۱۸ بحوالہ شامی ص۳۸۳ ج۱)۔

مسجد کے بجائے مکان میں صف کا چھوٹی بڑی ہونا؟:۔

سوال:۔ ایک مکان ہے جس میں نماز باجماعت ہوتی ہے مگر مکانیت کی وجہ سے صفیں چھوٹی بڑی بچھائی جاتی ہیں تو اس طرح نماز باجماعت و جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:۔ مکان کے رخ پر صفوف کا ہونا ضروری نہیں، جہت قبلہ پر صفوف قائم کی جائیں، اگرچہ بعض چھوٹی بعض بڑی ہوں۔ پنج وقتہ نماز درست ہے۔ اگر وہاں (مکان میں) ہر ایک کو شرکتِ نماز کی اجازت ہو، کوئی روکاوٹ نہ ہو تو وہاں جمعہ بھی درست ہے۔ اگر وہاں پر مسجد نہیں ہے تو مسجد بنانے کی

کوشش کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۷ جلد ۱۷)۔

مسئلہ۱۰:۔ جگہ کی تنگی کے سبب پہلی صف چھوٹی ہو، دوسری تیسری صفیں بڑی ہوں تو حرج نہیں، جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۲۹ جلد ۱۰)

امام کا مسجد کے وسط میں کھڑا ہونا؟:۔

مسئلہ:۔ امام کو ایسی جگہ کھڑا ہونا چاہیئے کہ اس کے شمال و جنوب میں حدودِ مسجد کے اندر اندر دونوں طرف نمازی برابر ہوں، یہی حکم برامدہ و صحنِ مسجد کا ہے، اگر اس مسجد کی محراب بالکل وسط میں ہے اور برامدہ و صحن میں کسی جانب اضافہ ہے تو اصل مسجد کی محراب کی سیدھ میں برامدہ و صحن میں کھڑا ہونا ضروری نہیں، بلکہ برآمدہ و صحن میں جو جگہ وسط ہو وہاں کھڑا ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۲ جلد ۱۸)

مسجد کی زمین میں مدرسہ کے لیے مکان بنانا؟:۔

سُوال:۔ محلہ کی مسجد کے قبضہ میں وقف ایک زمین ہے، ارکانِ مدرسہ کا خیال ہے کہ اس زمین کو مدرسہ کے پیسوں سے کرایہ کے طور پر لے لیا جائے اور ماہانہ زمین کا کرایہ جو طے ہوا ہے مسجد کے صرفہ میں لے لیا جائے، پھر مدرسہ اپنے پیسوں سے مسجد کی زمین پر تعمیر کر کے اس عمارت کو کرایہ پر دے اور جو کرایہ وصول ہوا ہے مدرسہ اپنے صرفہ میں لے، اربابِ مدرسہ کا خیال ہے کہ زمین پٹہ پر معیّن مدت کے لیے لکھوائی جائے اور اس پر عمارت بنا کر آمدنی کی صورت کی جائے، تو کیا مدرسہ کے ٹرسٹ سے موقوفہ زمین کو پٹّہ پر لکھوایا جا سکتا ہے؟

جواب:۔ اگرچہ مسجد کو اس موقوفہ افتادہ زمین کی ضرورت فی الحال نہیں ہے لیکن آئندہ توسیع وغیرہ کے موقع پر ضرورت ہو سکتی ہے اور اس پر مدرسہ کا مکان بن جانے کے بعد اس کو حاصل کرنا مشکل ہے اور قانونی اعتبار سے بھی دشوار ہے اس لیے پٹہ پر طویل مدّت کے لیے کرایہ پر دینے کی اجازت نہ ہوگی، نیز

جب کہ موقوفہ زمین پر مدرسہ کی رقم سے عمارت بنے گی تو مسجد کا وقف مدرسہ کے وقف کے ساتھ مختلط ہو جائے گا، یہ بھی درست نہیں ہے۔ اس لیے اس قسم کا معاملہ نہ کیا جائے۔

اگر فی الواقع افتادہ زمین مسجد کے کسی مصرف کی نہ ہو، نہ آئندہ اس کی ضرورت کی توقع ہو، کرایہ کے قابل بھی نہ ہو، بے کار محض ہو، نیز فنائے مسجد (متعلقہ مسجد) کا حکم نہ رکھتی ہو تو اہلِ محلہ کے اتفاق سے اسے فروخت کر کے اس کے عوض دوسری جگہ خرید لی جائے، بشرطیکہ دوسرے کے قبضہ میں جانے سے مسجد و نمازیوں کو ضرر اور تکلیف پہونچنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (فتاوی رحیمیہ صہ ۲۴۴ جلد ۱۰)۔

مسجد کی بچی ہوئی زمین پر درسگاہ بنانا:۔ **سوال:۔** مسجد کی بچی ہوئی زمین پر مدرسہ کی درس گاہیں، اور مدرسین وطلباء کے رہنے کے گھر بنا سکتے ہیں یا نہیں؟۔

جواب:۔ جو جگہ مسجد کی ہے اس میں اگر طلباء کے رہنے یا تعلیم کے لیے عمارت بنائیں تو اس جگہ کا کرایہ مناسب تجویز کر لیا جائے اور مدرسہ کی طرف سے وہ مسجد کو ادا کر دیا کریں۔ (فتاوی رحیمیہ صہ ۹۵ جلد ۶ و فتاوی محمودیہ صہ ۲۲۱ جلد ۱۷)۔

مدرسہ کے زیر تولیت مسجد کا حکم؟:۔ **سوال:۔** جو مسجد مدرسہ کے زیر تولیت ہو اس کا انتظام وانصرام مدرسہ کے متعلق ہے، مدرسہ ہی کی جانب سے امام و مؤذن کا تقرر عمل میں آتا ہے، مدرسہ کی طرف سے ہی اس کی مرمت وغیرہ پر مصارف کیے جاتے ہیں، کیا مسجد کے تنگ ہو جانے کی وجہ سے اس کی توسیع کے لیے مدرسہ کی زمین لیکر مسجد کی توسیع کی جا سکتی ہے؟

جواب:۔ جو زمین مصالح مدرسہ کے لیے ہو اور اہلِ مدرسہ کے نزدیک مسجد کی توسیع کی ضرورت ہو تو اس زمین کو داخلِ مسجد کر کے توسیع کی اجازت ہے۔ (فتاوی محمودیہ صہ ۲۵۹ جلد ۱۸)۔

مدرسہ کا راستہ مسجد میں کو؟ :- **مسئلہ:-** اگر مدرسہ مسجد سے ہی متعلق ہے اور اس کا دروازہ دوسری جانب نہیں کیا جا سکتا تو مجبوراً مسجد میں کو آنے جانے کی اجازت ہوگی۔ ایسی حالت میں مسجد کو مرور (جانے) کی شامی نے اجازت دی ہے۔ اگر دوسری جانب کو راستہ بن سکتا ہو تو دوسری جانب راستہ بنا دیا جائے، یہی احوط ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۵ جلد ۱۸)۔

مسجد کے دالان میں مدرسہ؟ :- **سوال:-** مسجد کے شمالی و جنوبی دالانوں میں مدرسہ عربی کی شاخ کے نام سے قائم ہے، جس میں طلبہ پڑھتے ہیں اور علماء پڑھاتے ہیں، لیکن اس کو اوقاف والے پسند نہیں کرتے اور ہٹانا چاہتے ہیں، کیا یہ عمل شرعاً صحیح ہے؟

جواب:- اگر یہ واقف کی منشاء اور رضامندی سے ہے تو اس کو ہرگز نہ ہٹایا جائے ورنہ کرایہ کا معاملہ کرلیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۳۸ جلد ۱۵)۔

مسجد کی آمدنی مدرسہ پر صرف کرنا؟ :- **سوال:-** مسجد کی آمدنی تقریباً دو ہزار ہے مگر اس رقم کو منتظمین مدرسہ کے اخراجات میں صرف کر دیتے ہیں۔ اور مسجد کی مرمت اور روشنی وغیرہ کا کام چندہ یا چرم قربانی سے کرتے ہیں، کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟

جواب:- یہ صورت جائز نہیں، مسجد کی آمدنی مدرسہ میں خرچ نہ کی جائے قیمت چرم قربانی تنخواہ یا مرمت وغیرہ میں خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے اتنی مقدار کا ضمان لازم ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۹ جلد ۱۸)۔

مسئلہ:- مدرسہ کے پیسہ سے جو چیز خریدی گئی وہ مدرسہ ہی کی ضرورت میں استعمال کی جائے، اسی طرح مسجد کے پیسہ سے خریدی ہوئی چیز مسجد ہی کی ضرورت میں استعمال کی جائے، اگر ایسی چیز جس مقصد کے لیے خریدی گئی تھی اب وہ مقصد ختم ہوگیا، مثلاً مدرسہ کی ضرورت نہیں رہی اور مسجد کے لیے یا امام صاحب کے

لیے ضرورت ہو تو مدرسہ سے خرید کر استعمال کریں۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۰۳ جلد ۱۸)۔

مسئلہ۱۱:۔ جو زمین دوکانیں بنانے کے لیے مسجد کے لیے وقف کر دی ہے اس کو فروخت کر کے اس کی رقم کو مدرسہ کے تعلیمی کام میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں، اگرچہ وہ مدرسہ اسی مسجد سے متعلق ہو۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۷۳ جلد ۱۵)۔

مدرسہ کی زمین میں مسجد بنانا؟:۔

سوال:۔ مدرسہ میں مسجدِ شرعی بنانا ضروریاتِ مدرسہ میں شامل ہو کر مسجدِ شرعی ہو جائیگی یا نہیں؟۔

جواب:۔ اگر کوئی قریب میں دوسری مسجد نہیں جس میں اہلِ مدرسہ نماز ادا کر سکیں یا مسجد تو موجود ہے مگر تنگ ہے کہ سب اس میں سما نہیں سکتے یا وہاں نماز پڑھنے کے لیے جانے سے مدرسہ کی مصالح فوت ہوتی ہیں مثلاً وقت کا زیادہ حرج ہوتا ہے یا مدرسہ کی حفاظت نہیں رہتی وغیرہ وغیرہ تو مدرسہ کی زمین میں مسجد بنانا ضروریاتِ مدرسہ میں داخل ہے۔ ایسی حالت میں وہ مسجد مسجدِ شرعی ہوگی۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۶۶ ج۲۲)

مسجد کی وقف زمین میں مدرسہ بنانا؟:۔

سوال:۔ ایک شخص نے مسجد کے نام مکان کر دیا تھا، کمیٹی نے اس مکان سے کرایہ دار کو نکال کر وہاں مدرسہ تعمیر کرانے لگے ہیں اور جو کچھ مسجد کی آمدنی تھی وہ ختم ہو گئی، کیا یہ جائز ہے؟۔

جواب:۔ مسجد کے وقف شدہ مکان پر مدرسہ تعمیر کر کے مسجد کی آمدنی ختم کرنا جائز نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۵۵ جلد ۱۲)

ویران شدہ مسجد کی جگہ پر مدرسہ بنانا؟:۔

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک مسجد بالکل مسمار ہو گئی ہے، اب صرف زمین باقی ہے دوسری کوئی علامت باقی نہیں ہے، لوگ اس زمین کی بے حرمتی کرتے ہیں، تو کیا اس جگہ پر مدرسہ بنا دیا جائے؟۔

جواب:۔ مسجد کی زمین پر عمارت رہے یا نہ رہے وہ جگہ قیامت تک مسجد کے

حکم میں رہے گی، لہٰذا اس کا ادب واحترام اور تعظیم وتکریم واجب ہے اور بے حرمتی حرام ہے اور جب تک مدرسہ کا انتظام نہ ہو جماعت خانہ چھوڑ کر کسی اور جگہ بچوں کو تعلیم دی جا سکتی ہے، اگر مسجد تعمیر نہ کر سکتے ہوں تو کم از کم چہار دیواری بنا کر اس کا احاطہ کر لیا جائے تاکہ مسجد کی بے حرمتی نہ ہو، ورنہ آس پاس کے سب مسلمان گنہگار رہیں گے اور اس کی وجہ سے کسی آفت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے مسجد کی جگہ میں مدرسہ بنانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۵ جلد۶ بحوالہ درمختار وشامی ص۵۱۳ ج۳)

مسجد میں امام کے لیے کمرہ بنانا؟:- مسئلہ:- امام وغیرہ کے لیے مسجد میں کمرہ بنانا مسجد ہی کی ضروریات میں داخل ہے جیسے غسل خانہ وغیرہ مسجد کی ضروریات میں داخل ہے (فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۸ جلد۶)۔

مسجد کی چھت پر امام کے لیے کمرہ بنانا؟:- **سوال**:- ایک مسجد تین منزلہ ہے۔ اس میں امام و مؤذن کے رہنے کی کوئی جگہ نہیں ہے، نیز مسجد کے احاطہ میں بھی کوئی ایسی جگہ نہیں ہے کہ کمرہ بنا سکیں تو کیا مسجد کی چھت پر امام کے لیے کمرہ یا دینی مدرسہ و رہائش گاہ طلبہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- اجازت نہیں ہے اور مسجد کی چھت پر مسافر خانہ بنانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۸ جلد۱۸ بحوالہ البحر الرائق ص۲۵۱ جلد۵)۔

مسئلہ:- مسجد کی چھت پر امام صاحب کے لیے کمرہ بنانا جائز نہیں ہے، ہاں غسل خانہ، وضو خانہ، استنجاء خانہ وغیرہ جو خارج مسجد (فناء مسجد) کے درجہ کی عمارت ہو اس کی چھت پر امام صاحب کے لیے کمرہ بنایا جا سکتا ہے اس لیے جو جگہ ایک مرتبہ مسجد بن جاتی ہے یعنی محض نماز و ذکر وغیرہ عبادات خالصہ محضہ کے لیے ہے وہ قیامت تک کے لیے تحت الثریٰ سے لے کر عنانِ سماء تک مسجد ہو جاتی ہے۔ (نظام الفتاویٰ ص۱۳۳ جلد۱ بحوالہ شامی ص۱۴۴ جلد۱ وکفایت المفتی ص۱۱۲ جلد۳)۔

امام کا مع اہل و عیال احاطۂ مسجد میں رہنا؟:۔ مسئلہ: احاطۂ مسجد میں امام و مؤذن کے لیے کمرہ بنا ہو تو اس میں امام و مؤذن کا رہنا درست ہے لیکن بچوں کے ساتھ رہنے میں عموماً بے پردگی ہوتی ہے، استنجاء کی جگہ الگ نہیں ہوتی اور بچوں کے شور و شغب کی وجہ سے نمازیوں کو تکلیف اور حرج بھی ہوگا، اس لیے ممنوع ہوگا، اگر یہ خرابیاں نہ ہوں تو جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ صـ۹۵ جلد ۶)۔

امام کا کمرہ داخل مسجد کرکے اوپر کمرہ بنانا؟:۔ سوال: مسجد سے ملا ہوا امام صاحب کا کمرہ ہے جو اس وقت خارجِ مسجد ہے لیکن اب مسجد کی توسیع کا ارادہ ہے تو کیا امام صاحب کے کمرہ کو نیچے سے مسجد میں شامل کرلیں اور اوپر کے حصہ میں رہیں تو کیسا ہے؟۔

جواب:۔ اگر اس کمرہ کو نماز کے لیے مسجد میں داخل کرکے مسجد قرار دیا جائے تو بالائی حصہ پر بھی ایسا کمرہ بنانا درست نہیں جس میں امام صاحب قیام کریں۔ اگر اس کو مسجد بنانا مقصود نہیں، صرف یہ مقصود ہے کہ وقتِ ضرورت وہاں بھی نمازی کھڑے ہوجایا کریں اور اوپر والے حصہ میں امام صاحب رہیں تو یہ درست ہے۔ (فتاوےٰ محمودیہ صـ۲۱۲ جلد ۱۵)۔

امام کا مسجد میں پلنگ بچھا کر لیٹنا؟:۔ سوال:۔ جس مسجد میں امام کے رہنے کے لیے کمرہ نہ ہو تو وہاں امام مسجد میں چارپائی پر لیٹ سکتا ہے یا نہیں؟۔

جواب:۔ مسجد کے احترام کے خلاف ہے اور دوسروں کے لیے موجب توحش ہے، آج کل مسجد میں چارپائی بچھانے کو مسجد کی بے ادبی تصور کیا جاتا ہے، ایسے مسائل میں عرفِ عام کا لحاظ چاہیئے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۲۸ ج ۱۵ و احسن الفتاویٰ صـ۴۵۲ جلد ۶)۔

مسجد کی چیزوں کا امام ومؤذن کے لیے استعمال کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ مسجد میں دو قسم کی چیزیں ہوتی ہیں، پہلی قسم محلہ والے دیتے ہیں، وہ اگر امام صاحب کو اپنے کمرہ میں استعمال کی اجازت دیں تو درست ہے۔

دوسری قسم منتظمین مسجد کے لیے خریدتے ہیں، اگر وہ اجازت دیں تو ان کی اجازت سے درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۰۲ جلد ۱۸)۔

امام کا مسجد میں تجارت کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ مسجد میں جہاں نماز پڑھی جاتی ہے وہاں کپڑا وغیرہ رکھ کر تجارت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر امام اس سے باز نہ آئے تو وہ علحدگی کا مستحق ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۷۵ جلد ۱۸)۔

(لیکن اگر وہ امام اپنے کمرہ میں تجارت کرے یا خارج مسجد تو جائز ہے (رفعت)

مسئلہ:۔ مسجد کے کمرہ میں جانے کا دروازہ مسجد سے علحدہ باہر سڑک کی طرف سے ہو تو اس میں عورت کے ساتھ رہنا منع نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۷۳ ج ۱۵)

مسجد کا غلہ فروخت کرنے والا ضامن ہے:۔

مسئلہ:۔ مسجد کا غلہ ایک آدمی نے فروخت کر دیا اور پیسوں کا ذمہ دار فروخت کرنے والا ہو گیا کہ پیسے آجائیں گے لیکن خریدار نے پیسے نہیں دیئے تو فروخت کرنے والا مسجد کو قیمت دے اور خریدار سے وصول کرے یا معاف کرے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۴۲ جلد ۱۸)

مسجد کے درخت کے پھل کا حکم؟:۔

سوال:۔ مسجد کے اندر پھل کا درخت ہے تو کیا یہ پھل کس کے لیے ہے، اور اگر اس مسجد میں تبلیغی جماعت پہونچ جائے تو یہ پھل ان کو کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ ظاہر ہے کہ وہ درخت مسجد کا ہے، پھل کی قیمت مسجد میں دیدی جائے

پھر جس کو دل چاہے کھلا دیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۴۳ جلد ۱۸)۔

(۱) اگر درخت لگانے والے نے عام نمازیوں کے لیے لگایا ہے تو سب کے لیے جائز ہوگا۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسجد کی بالائی منزل پر سفراء کا قیام کرنا؟:۔

مسئلہ (۱):۔ مسجد شرعی اور اس کے اوپر کا حصہ بھی مسجد شرعی کے حکم میں ہے اس کو مسافرخانہ کے طور پر استعمال کرنا درست نہیں ، مسجد کی حرمت باقی نہیں رہے گی۔ سفیروں کے لیے مسجد کے علاوہ کوئی قیام گاہ نہ ہو تو ان سفراء کو ٹھہرایا جا سکتا ہے، جو مسجد کا کما حقہٗ ادب و احترام کر سکتے ہوں، اور جو احتیاط نہیں کرتے ان کو اجازت نہ دی جائے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۹۶ جلد ۶)۔

مسجد میں داخل ہونے کی دعاء کہاں سے پڑھی جائے؟:۔

سوال:۔ ایک شاہی مسجد ہے اس کا بیرونی احاطہ بہت وسیع ہونے کی وجہ سے اصل مسجد سے حدود علیحدہ ہیں۔ ایسی صورت میں مسجد میں داخل ہونے کی دعاء کون سے دروازے سے داخل ہوتے وقت پڑھی جائے؟۔

جواب:۔ جو جگہ نماز کے لیے متعین اور وقف ہے کہ وہاں ناپاکی کی حالت میں جانا جائز نہیں خواہ مسقّف (چھت والی) ہو یا غیر مسقّف (بغیر چھت کی) ہو، وہاں پیر رکھتے وقت دعاء پڑھی جائے۔ جو جگہ مسجد کے مسقّف حصہ یا غیر مسقّف حصہ سے متصل ہے اور نماز کے لیے متعین نہیں اور ناپاکی کی حالت میں وہاں جانا منع نہیں، وہ شرعاً مسجد نہیں اگرچہ احاطہ میں داخل ہو، وہاں داخل ہوتے وقت دعاء نہیں۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۱۶ جلد ۱۸ و آپ کے مسائل ص۱۴۰ جلد ۳)۔

مسئلہ (۱):۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر داخل کرنا چاہیے اور باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر نکالنا سنت ہے۔

اور داخل ہوتے وقت یہ دعا کرے :۔ "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ"
اور مسجد سے نکلتے وقت یہ پڑھے :۔ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ"۔
(مسلم شریف ص۲۴۸ جلد اول)۔

مسجد میں آتے اور جاتے وقت سلام کرنا؟:۔ **سوال:۔** (۱) اگر مسجد میں کوئی نہ ہو تو اس صورت میں مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یا نکلتے ہوئے سلام کرنا کیسا ہے؟ (۲) بعض مرتبہ مسجد کے کل حاضرین نماز میں مشغول ہوتے ہیں آنے والا سلام کرتا ہے یا کچھ نماز میں کچھ وضو میں اور کچھ نماز کے انتظار میں، اس صورت میں داخل ہونے والا سلام کرتا ہے، ایسا کرنا کیسا ہے؟
(۳) یہی صورت نکلتے وقت ہوتی ہے کہ جانے والا سلام کرکے چلا جاتا ہے جب کہ لوگ اپنی سنتوں میں مشغول ہوتے ہیں؟۔

جواب:۔ (۱) یہ طریقہ ٹھیک ہے، اس طرح کہنا چاہیے :۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، مگر یہ داخل ہوتے وقت تو ثابت ہے، نکلتے وقت کسی کتاب میں نہیں دیکھا ہے۔ (۲) یہ بھی مکروہ ہے، ردّ المحتار میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ (۳) یہ بھی مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۷۹ جلد ۱۵)

مسئلہ:۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا چاہیے بشرطیکہ لوگ بیٹھے ہوں، تلاوت یا درس وغیرہ میں مشغول نہ ہوں، اور اگر مشغول ہوں تو منع ہے۔ اگر مسجد میں کوئی نہ ہو یا نماز پڑھتے ہوں اور وہ نہ سن سکیں تو ایسی صورت میں آہستہ سے کہنا چاہیے "السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۵۶ جلد ۲ بحوالہ شامی ص۵۷۶ ج۱ وآپ کے مسائل ص۱۳۹ جلد ۳ ونظام الفتاویٰ ص۳۱ جلد ۱۔ واحسن الفتاویٰ ص۱۵۵ جلد ۶، در مختار ص۵۷۶ جلد اول)۔

تبلیغی نصاب مسجد کے مائک پر پڑھنا؟:۔ **سوال:۔** مسجد

میں اذان اور کسی عالم کی تقریر کے لیے مائک لگایا گیا، اب اگر اس پر قرآن کریم، نعت مصطفےٰ، نظم یا تبلیغی نصاب وغیرہ پڑھی جائے تو جائز ہے یا نہیں، جب کہ اس وقت کچھ لوگ نماز بھی پڑھتے رہتے ہیں؟۔

جواب:۔ تبلیغی نصاب ان لوگوں کو سنانا مقصود ہوتا ہے جو وہاں پر موجود ہوں اگر بغیر مائک کے آواز ان تک پہونچ جاتی ہے تو پھر کیوں مائک پر ان کو سنایا جاتا ہے، اس لیے اس مقصد کے لیے مائک استعمال نہ کریں خاص کر جب کہ نمازیوں کو اس سے پریشانی ہوتی ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۳۵ جلد ۱۸)۔

مسجد میں پیسہ دینے والوں کا اعلان کرنا؟:۔

سوال:۔ مسجد میں چندہ دینے والوں کا نام اگر مائک پر لیا جائے تاکہ دوسروں کو بھی رغبت ہو، تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ درست ہے، لیکن اس کا خیال رہے کہ مسجد کو کمائی کی جگہ اور کمائی کا ذریعہ نہ بنائیں، مسجد سے علٰحدہ اس کا انتظام کر لیا جائے، لیکن اگر اعلان کرانے والے کا مقصد یہ ہے کہ میرا نام سب کو معلوم ہو جائے کہ اس نے اتنا پیسہ دیا ہے تو یہ مقصد غلط ہے۔ شہرت اور ناموری کی نیت سے مسجد میں پیسہ دینا اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۱ ج ۱۸

فیس دے کر اعلان کرانا؟:۔

سوال:۔ گاؤں کے لوگ اپنی کسی چیز کی بابت مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر اعلان کرائیں جب کہ مسجد کی کمیٹی اعلان کرانے کی فیس لیتی ہو تو کیا حکم ہے؟۔

جواب:۔ اہلِ مسجد کو اس کے استعمال پر معاوضہ لینا درست ہے، دینے والا رضامندی سے معاوضہ دیتا ہے تو نفس استعمالِ مائک کے معاوضہ میں مضائقہ نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۱ جلد ۱۸)۔

مسئلہ: مسجد کے مائک پر چندہ دینے والے کا نام پکارنا؟:۔

مسجد کے مائک پر اس طرح اعلان کرنے میں ترغیب بھی ہے اور مفسدہ بھی ہے، ترغیب تو ظاہر ہے، مفسدہ دو طرح سے ہے، ایک اس طرح کہ اس نام بنام اعلان کی وجہ سے لوگ تعریف کریں گے، اس تعریف کی وجہ سے بعض آدمی چندہ دیں گے۔ تاکہ ہمارا نام بھی بولا جائے اور لوگ سن کر ہماری بھی تعریف کریں، سو یہ نیت اخلاص کے خلاف ہے جس سے ثواب ضائع ہو جاتا ہے، دوسرے اس طرح مفسدہ ہے کہ جس نے چندہ کم دیا ہے اس کو شرمندگی ہوگی اور لوگ حقارت کی نظر سے دیکھیں گے، عار دلائیں گے، یہ ناجائز ہے۔ اس لیے اعلان کی یہ صورت قابلِ احتراز ہے۔ (فتاویٰ محمودہ ص۲۱۲ جلد ۸)۔

مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا:۔

مسئلہ: اگر کوئی چیز مسجد میں پڑی ہوئی ملے اس کا اعلان مسجد میں کرنا جائز ہے، باہر کسی کی کوئی چیز گم ہوئی ہو، اس کی تلاش کے لیے (داخلِ مسجد میں) اس کا اعلان کرنا جائز نہیں ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے بددعا فرمائی ہے:۔ لا ردّ اللہ علیك یعنی خدا کرے تیری گم شدہ چیز نہ ملے۔

مسئلہ:۔ مسجد میں واقع مدرسہ کے لیے قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا اعلان جائز ہے، ایک دو بار کر دیا جائے، مگر یہ یاد رہے کہ اس اعلان کی وجہ سے کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ پڑے۔ (آپ کے مسائل ص۱۴۳ ج۳)

مسئلہ:۔ مسجد میں بغیر اعلان کے طلب و تفتیش درست ہے، اعلان کرنا ہو تو وضو خانہ، دروازۂ مسجد میں اعلان کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۵۴ ج۱۵)۔

مسئلہ:۔ گم شدہ بچے کا اعلان انسانی جان کی اہمیت کے پیشِ نظر جائز ہے اور جو چیزیں مسجد میں ملی ہوں جیسے کسی کی گھڑی وغیرہ۔ اس کا اعلان جائز ہے کہ فلاں چیز ملی ہے جس کی ہو لے لے۔ نیز جو لاؤڈ اسپیکر مسجد میں استعمال ہوتا ہو اس کو گناہ کے کام کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل ص۱۴۴ ج۳)

معارف السنن ص۳۱۲ جلد اول، کتاب الفقہ ص۴۵۹ جلد اول)۔

مسجد کے مائک پر اعلان جبکہ اس کے بھول میناروں پر ہیں؟:۔

سُوال :۔ مسجد کا مائک لوگوں کے چندہ سے خرید کیا گیا ہے اور خریدنے والوں کی نیت یہ تھی کہ اعلان کیا کریں گے، مائک مسجد کے کمرہ میں رکھا ہوا ہے اور اس کے لاؤڈ اسپیکر کے بھول مسجد کے میناروں پر ہیں تو کیا اعلان کرنا جائز ہے؟

جواب :۔ اگر اذان کے علاوہ کوئی اور اعلان کرنا چاہتے ہیں تو اس جگہ اعلان نہ کریں، مثلاً کسی گم شدہ چیز کو تلاش کرنا ہو یا کسی اور بات کی خبر دینی ہو جس کا تعلق نماز اور مسجد سے نہ ہو تو خارجِ مسجد یہ کام کریں۔ میناروں پر مائک کے بھول اس کے لیے استعمال نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۹ جلد ۱۸، نظام الفتاویٰ ص۳۰۱ ج۱)۔

مسئلہ :۔ داخلِ مسجد میں نمازِ جنازہ کا اعلان تو نمازیوں کی اطلاع کے لیے صحیح ہے، مگر گم شدہ چیز کی تلاش کے لیے مسجد میں اعلان جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص۱۴۳ جلد۳)۔

مائک پر مسجد کے اندر سے اذان دینا؟:۔

سُوال :۔ ہمارے یہاں مسجد میں اذان کے لیے لاؤڈ اسپیکر مسجد کے اندر صفِ اول میں داہنی جانب الماری میں نصب کر دیا گیا ہے، اذان مسجد کے اندر پہلی صف کی جگہ پر کھڑے ہو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ کیا مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ہے؟

جواب :۔ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں سے آواز دور تک نہیں پہونچتی ہے جس سے اذان کا مقصد پوری طرح حاصل نہیں ہوتا، اس لیے بلند جگہ پر اذان دینا مستحب ہے تاکہ دور تک آواز پہونچے۔ فی نفسہ اذان کوئی ایسی چیز نہیں کہ احترامِ مسجد کے خلاف ہو۔ صورتِ مسئولہ میں اذان کی آواز مائک سے دور تک پہونچے گی اور مقصد پوری طرح حاصل ہو جائے گا۔ (فتاویٰ

محمودیہ صـ۲۲۳ جلد ۱۵)۔

ایک سے زائد مسجدوں میں مائک پر اذان؟:۔

مسئلہ:۔ جب ایک مسجد کے مائک سے سب گاؤں میں اذان کی آواز پہونچ جاتی ہے اور نماز کے اوقات قریب ہی قریب ہیں تو دوسری مسجد میں مائک لگانا بے ضرورت ہے، اس کے لیے مسجد کا پیسہ صرف نہ کیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ صـ۱۵۹ جلد ۱۸)۔

مسجد کے مائک کا اذان کے علاوہ استعمال؟:۔

سوال:۔ مسجد کے لاؤڈ اسپیکر میں صبح کے وقت حدیث شریف پڑھی جاتی ہے جب کہ مسجد میں کوئی شخص نہیں ہوتا، گھروں میں مرد و عورت دھیان سے نہیں سنتے، ایسی صورت میں پڑھنا کیسا ہے؟۔

جواب:۔ جب کہ مسجد میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے اور اپنے اپنے مکانوں میں مرد و عورت اپنے کاموں میں مشغول ہیں، کوئی متوجہ نہیں تو ایسی حالت میں لاؤڈ اسپیکر پر حدیث شریف سنانا بے محل ہے، اس سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ:۔ مسجد میں جو بچے پڑھنے کے لیے آتے ہیں ان کی تعلیم کے لیے ان کو تقریر کی مشق کرانا اور نعت پڑھوانا بھی درست ہے۔

مسئلہ:۔ محلہ میں جو گھروں میں تبلیغ ہوتی ہے اس کا اعلان بھی درست ہے۔ گم شدہ بچے کا اعلان مسجد سے خارج کیا جائے۔

مسئلہ:۔ مسجد میں اگر کوئی جلسہ ہو تو اس وقت حمد و نعت اور تقریر وعظ کے لیے مسجد کے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرلیں۔ (فتاوی محمودیہ صـ۲۲۱ و صـ۲۲۶ ج۱۶)

مسجد میں ٹیپ ریکارڈ سے وعظ سننا؟:۔

مسئلہ:۔ فی نفسہ ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈ سے اگر تلاوت کلام پاک یا وعظ کی آواز آئے تو اس کا سننا مسجد اور غیر مسجد سب

جگہ درست ہے لیکن اگر مسجد میں یہ طریقہ (کہ ریڈیو یا ٹیپ مسجد میں رکھ کر تلاوت قرآن یا کسی مقرر کی تقریر سننا) شروع کر دیا جائے تو اندیشہ ہے کہ ہر قسم کی چیزوں کے لیے مکانات کی طرح مسجد میں ریڈیو ٹیپ ریکارڈ کا استعمال ہونے لگے گا، اور جائز و ناجائز کی تمیز باقی نہ رہے گی۔ اس لیے مسجد میں ایسی چیزوں سے احتراز کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۵۳ جلد ۱۸)۔

مسجد میں کرسی بچھا کر وعظ کرنا؟:۔ مسئلہ: منبر نہ ہو تو کرسی یا مونڈھا بچھا کر اس پر بیٹھ کر وعظ و تقریر کرنا درست ہے۔ نیز وعظ و تقریر کے لیے مسجد میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۸ جلد ۱۸)۔

مسئلہ:۔ احکام شرعیہ بیان کرنے کے لیے مسجد میں جلسہ کرنا درست ہے مقرر واعظ کو چاہیے کہ نہایت متانت اور سنجیدگی سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حاضرین کو سنائیں اور سمجھائیں اور سامعین کو بھی چاہیے کہ نہایت ادب اور احترام سے سنیں اور عمل کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۴ جلد ۲۲)

(جلسہ میں شوروغل، طعن و تشنیع اور ہر وہ عمل جو احترام مسجد کے خلاف ہو نہ کیا جائے۔ محمد رفعت قاسمی)۔

شب برات میں مسجد کے مائک پر تقریریں کرنا؟:۔ مسئلہ: مسجد میں تقریر اور درس خواہ بڑی راتوں میں ہو یا چھوٹی راتوں میں اس کے دوران صرف اندر کے مائک پر لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنا چاہیے تاکہ آواز مسجد تک محدود رہے، اور اہل محلہ کو جن میں بیمار بھی ہوتے ہیں، تشویش نہ ہو، سنانے کا نفع اسی وقت ہوتا ہے جب کہ سننے والے شوق اور رغبت سے سنیں، اس لیے جن کو سنانا مقصود ہو ان کو ترغیب دے کر مسجد میں لایا جائے۔ (آپ کے مسائل ص۱۴۵ جلد ۳)

مسجد کی رقم سے بیٹری بھروانا؟:۔ سوال: مسجد میں اسپیکر کی بیٹری بھرواتے

ہیں، اس میں جو صرفہ ہوتا ہے کیا اس کو مسجد کے جمع شدہ روپیہ سے ادا کر سکتے ہیں؟

جواب :- اگر مسجد کی ضرورت کے لیے یہ صرفہ ہے تو مسجد کے لیے جمع شدہ روپیہ سے ان کو پورا کرنا درست ہے، ورنہ اس کا انتظام علیٰحدہ سے کیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۶۸ جلد ۱۸)۔

مسجد میں تولیہ وغیرہ رکھنا؟ :-

مسئلہ :- مسجد میں تولیہ و آئینہ رکھنا یہ سب تکلفات ہیں، جو لوگ اپنے مکانات میں تکلف کے ساتھ رہتے ہیں اپنے انتظام سے مسجد میں بھی یہ چیزیں رکھتے ہیں، فی نفسہ یہ چیزیں نہ ضروری ہیں کہ مسجد کی طرف سے ان کا انتظام کیا جائے، نہ ممنوع ہیں کہ ان کو حرام کہا جائے۔ اصل تو یہ ہے کہ اپنے مکان سے وضو کرکے آدمی مسجد میں جائے، اگر مسجد ہی میں وضو کرنا ہو تو اپنا تولیہ ساتھ لے جائے۔

وضو کے بعد آئینہ دیکھنا نہ کوئی شرعی چیز ہے نہ عرفی، اس عادت کو چھوڑ دینا بہتر ہے۔ منبر پر غلاف بھی ایک تکلف کی چیز ہے، در و دیوار کو کپڑے پہنانے کی حدیث شریف میں ممانعت بھی آئی ہے، ہاں اگر گرمی و سردی سے تحفظ مقصود ہو تو مضائقہ بھی نہیں۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۳۲ جلد ۱۸)۔

مسئلہ :- مسجد کی سامنے والی دیوار میں کوئی بھی ایسا کام آئینہ، طغریٰ، نقش و نگار جس سے نماز پڑھنے والے کی توجہ اس کی طرف ہو مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۴۱ جلد ۱۸)۔

مسجد کے اندر پائیدان رکھنا؟ :-

مسئلہ :- فتاوی عالمگیری ص۷۰ جلد اول سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کے فرش کی حفاظت کے لیے مسجد میں پائیدان، گوڈری اور بوریا بچھانا اور اس سے پیر پونچھنا درست ہے، کیونکہ کبھی پیر بھیگا ہوا ہوتا ہے

اور اس سے مسجد کی دری (صف، گدّے وغیرہ) پر دھبہ پڑ جاتا ہے، لہٰذا مسجد میں پائیدان رکھ دیا جائے تو ممنوع نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۴۸ جلد۶)۔

مسئلہ: مسجد میں اگالدان رکھنا؟:- لعاب دانی یعنی اگالدان صبح و شام وقتاً فوقتاً صاف کی جاتی ہو، بدبودار نہ رہتی ہو تو مسجد میں رکھ سکتے ہیں، ورنہ اجازت نہ ہوگی، اور مجبوری کے وقت ہی استعمال کی جائے، مجبوری نہ ہو تو باہر جاکر تھوکنا چاہیئے یا رومال میں تھوک لینا چاہیئے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۲۰ جلد۶ و احسن الفتاویٰ ص۴۵۳ جلد۶)۔

مسئلہ: ماہِ رمضان میں مسجد کو سجانا؟:- رمضان المبارک میں نمازی ہمیشہ سے زائد ہوتے ہیں ان کی راحت و سہولت کے لحاظ سے حسب ضرورت روشنی میں کچھ اضافہ کیا جائے تو جائز اور مستحسن ہے، ہاں صرف مسجد کی رونق افزائی کے لیے حد سے زائد روشنی کرنا ناجائز اور سخت منع ہے۔ خلاف شرع امور سے مسجد کی رونق نہیں بڑھتی، بلکہ بے حرمتی ہوتی ہے، مسجد کی زینت اور رونق اس کی صفائی، خوشبو، نیز نمازیوں کی زیادتی، اچھی پوشاک پہن کر، خوشبو لگاکر، خشوع و خضوع سے نماز پڑھنے اور باادب بیٹھنے میں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۶۰ جلد۲)۔

مسئلہ: دربارِ الٰہی میں دنیا کے کام:- مسجد میں جہاں باطمینان جگہ مل جائے بیٹھ جائے، نہ نمازیوں کی گردن پھاندی جائے، نہ جگہ کے لیے شور و ہنگامہ کیا جائے، نہ صف میں گھس کر جہاں جگہ نہ ہو، مصلّی کو تکلیف دینے کی کوشش کی جائے، نہ نماز پڑھنے والوں کے آگے سے گذرنے کی جرأت کی جائے، نہ انگلی وغیرہ چٹخائی جائے کہ ان کی ممانعت آئی ہے۔ ہر ایسی حرکت سے جو خلافِ ادب اور شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہے اجتناب کیا جائے، موقع ہو تو ذکر و شغل اور نوافل میں وقت گذارے، ورنہ خاموش باادب

بیٹھا رہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص۲۱۵ جلد ۶)۔

دُنیا کی باتوں سے اجتناب:۔ آداب مسجد سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ اس میں دنیا کی باتیں کرنے سے احتراز کیا جائے، وہ باتیں جائز ہوں خواہ ناجائز۔ اس زمانہ میں اس گناہ میں عوام و خواص دونوں ہی کم و بیش مبتلا ہیں، اس لیے ذرا تفصیل سے بیان کیے جا رہے ہیں۔ یہ اس قدر اہم مسئلہ ہے کہ قرآنِ پاک نے اپنے معجزانہ پیرایہ میں اسے بیان کیا۔ ارشادِ ربانی ہے:۔

اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔ (سورۂ جن) — بلاشبہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔

مفسرین نے اس آیت کے ضمن میں مسجد میں دنیا کی گفتگو کا مسئلہ کھول کر لکھا ہے اور اس کو واضح کیا ہے کہ یہ گھر اللہ تعالیٰ کی یاد، اس کی تسبیح و تقدیس اور عبادت کے لیے مخصوص ہے۔

اس آیت میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مسجدوں میں صرف ذکر اللہ ہی کی قسم کی چیزیں ہونی چاہئیں کیونکہ یہاں بُیُوتٍ سے مساجد مراد ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان کی قدر و منزلت بھی اسی میں ہے کہ دنیاوی باتوں سے پرہیز کیا جائے۔ وہاں پہونچ کر دھیان سب سے کٹ کر اللہ تعالیٰ پر ہو۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی اور اُمّت کو ہدایت

میں نے یہ اس لیے نقل کیا تاکہ اصل مسئلہ کھل کر اہلِ علم کے سامنے آجائے اور ان کو کوئی اشکال پیدا نہ ہو سکے، ورنہ سب کو معلوم ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کا کیا احترام تھا اور آپؐ کے خلفاءؓ و اصحابؓ نے اس احترام کو کیسے نباہا، حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ نبویؐ میں ایسی باتوں کا عوام مسلمانوں کو وہم و گمان بھی نہ تھا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیشین گوئی کے طور پر

فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ دنیا کی باتیں مسجدوں میں ہونے لگیں گی۔ پھر آپ نے تاکیداً فرمایا تھا کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ ارشاد فرمایا تھا:۔

فلا تجالسوھم فلیس للہ فیہم حاجۃ (مشکوٰۃ ص۷۱ جلد اول)

ان لوگوں میں (جو مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں) مت بیٹھنا کیونکہ ان کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں۔

گویا دنیا کی باتیں خانۂ خدا میں اس قدر مبغوض ہیں کہ اس بڑے خطرہ کی آپ نے اپنی امت کو سیکڑوں سال پہلے اطلاع دی اور پھر تاکید فرمادی کہ اس گناہ کے کام سے بچنا اور ہرگز اس کی جرأت نہ کرنا۔

فقیہ ابواللیث نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ اسلام کا بجز نام کے اور قرآن کا سوائے نشان کے اور کچھ باقی نہیں رہے گا۔ ان کی مسجدیں بنی تو ہوں گی لیکن ذکر اللہ سے ویران ہوں گی۔ (تنبیہ الغافلین ص۱۰۱)

ان روایتوں کو پڑھ کر ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کیا عجب جس زمانہ کی یہ پیشین گوئی کی گئی تھی وہ ہمارا ہی زمانہ ہو۔ اس لیے ارباب علم و دانش خوب غور کریں اور عوام مسلمان اپنے اعمال پر گہری نظر ڈالیں۔

کون نہیں جانتا کہ مسجد دربارِ الٰہی اور جلوہ گاہِ رحمت ہے، پھر ایسے مقدس اور پرجلال دربار میں دنیا کی باتیں جتنی نامناسب، نازیبا، عقل و خرد سے بعید اور مذموم ہو سکتی ہیں ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ (اسلام کا نظام مساجد ص۱۹۶)۔

روئے زمین پر وہ جگہ جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے پیاری اور سب سے بہتر ہے، وہ وہی گھر ہے جس کو ہم "مسجد" کے مختصر لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں بازار کو سب سے بری جگہ قرار دیا گیا ہے۔ آخر بات کیا ہے، یہی نہ کہ بازار دنیاوی دھندوں کے اڈے ہوتے ہیں، جہاں دنیا اپنی بساط بچھائے رونق افروز رہتی ہے اور شور و غل، ہو ہڑپ اور ہنگامہ اس کا لازمہ ہے۔

غور کیجئے جب اسی مبغوض ترین جگہ کے لوازم اس محترم ومقدس دربار میں کیے جائیں گے جو عنداللہ محبوب ترین ہے تو یہ کتنا بڑا ظلم ہوگا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مسجد میں دنیوی باتیں کرنا:- مسئلہ:- مسجد میں دُنیاوی باتوں میں مشغول ہونا خطرناک ہے جس کے متعلق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دنیوی باتیں مسجدوں میں ہونے لگیں گی، ان کے ساتھ نہ بیٹھیو، خدا کو ایسوں کی ضرورت نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۷۱ جلد اول)۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- "دنیاوی باتیں کرنا نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح کہ آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے، یعنی جلا دیتی ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی مسجد میں دنیاوی باتیں کرنے لگتا ہے تو فرشتے اس کو کہتے ہیں "اے اللہ کے ولی خاموش ہوجا" پھر اگر بات کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں "اے اللہ کے دشمن چپ ہو" پھر (بھی) اگر بات کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں "تجھ پر لعنت ہو اللہ کی، خاموش رہ"۔ (کتاب المدخل ص۵۵ جلد۲)۔

اگر مسجد میں بقصدِ گفت گو نہ بیٹھے، اتفاقاً کوئی دنیاوی بات ضروری آہستہ سے کرلے تو مضائقہ نہیں، تاہم بچنا بہتر ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۱۶۱ جلد۲ وامداد الاحکام ص۴۲۱ ج۱)

مسئلہ:- مسجد میں نماز پڑھنے والوں کے پاس اس طرح باتیں کرنا کہ ان کی نماز میں سہو (غلطی) ہو اور نقصان آنے کا خطرہ ہو، مکروہ ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص۱۰۷ جلد۴ بحوالہ در مختار ص۶۰۲ جلد اول)۔

مسئلہ:- مسجد میں ناجائز کلام اونچی آواز سے کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (کتاب الفقہ ص۴۵۵ جلد۱ واحسن الفتاوی ص۴۵۶ جلد۶)۔

مسئلہ:- مسجد میں دنیائی باتیں کرنے کے لیے بیٹھنا ناجائز ہے، البتہ اگر نماز وغیرہ عبادات کے لیے مسجد میں آنے کے بعد کوئی ضرورت پیش آجائے تو مباح کلام کرنا

ایسے طریقہ پر کہ دوسرے عبادت کرنے والوں کو اذیت نہ ہو درست ہے اور غیر مباح کلام جیسے فحش گفتگو اور جھوٹے قصے کسی طرح درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۵۰۸ جلد اول و آپ کے مسائل ص۱۵۱ جلد۳)۔

مسئلہ: خیر خیریت پوچھ لینا اور کوئی ضروری بات کرنا، اس کی تو ممانعت نہیں لیکن لایعنی قصے لے کر مسجد میں بیٹھنے کی اجازت نہیں۔ (آپ کے مسائل ص۱۴۲ جلد۳ و کفایت المفتی ص۱۷۰ جلد۳)۔

مسجد میں بیٹھ کر مشورہ کرنا؟:

مسئلہ: بلا شور و شغب کے اس طرح بیٹھ کر مشورہ کر سکتے ہیں کہ مسجد کا ادب ملحوظ رہے اور کسی کی نماز میں خلل نہ آئے، مسجد کی ضروریات مثلاً تقررِ امام و تعیین اوقاتِ نماز وغیرہ کے متعلق مشورہ کرنا دنیا کی بات نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۲ جلد۱۵)

مسئلہ: دنیاوی کلام بضرورت ہو تو مسجد میں جائز ہے بشرطیکہ مسجد میں اسی غرض سے نہ آیا ہو، بلا ضرورت مکروہ ہے، اس کی سخت وعید آئی ہے۔ (امداد الاحکام ص۴۵۲ جلد اول)۔

مسجد میں نعت شریف پڑھنا؟:

مسئلہ: مسجد میں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں نعت پڑھ سکتے ہیں جبکہ مضمون صحیح ہو، اور کوئی خارجی مفسدہ بھی نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۳ جلد۱۵

مسئلہ: جن قصیدوں یا اشعار میں مسلمانوں کی مذمت نہ بیان کی گئی ہو اور ان میں بے ہودہ گوئی نہ ہو، ان کا مسجد میں پڑھنا جائز ہے، مگر ایسے قصیدہ اور اشعار نہ ہی پڑھے جائیں تو زیادہ اچھا ہے۔

زیادہ بہتر یہ ہے کہ ایسے اشعار پڑھے جائیں جن کے سننے سے دنیا کی رغبت کم ہوتی ہو اور دل میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہو، گریہ و زاری کا میلان بڑھے او.

دل عشقِ الٰہی کی طرف مائل ہوں، ایسے اشعار زیادہ بھی پڑھے جائیں تو جائز ہے (غنیہ صـ۱۰۴ وکتاب الفقہ صـ۴۵۹ جلد۱)۔

مسجد میں خرید و فروخت کرنا؟:- سوال:- یہاں پر مدراس کے علاقہ میں اگر کوئی کتاب فروخت کرنی ہوتی ہے تو مسجد میں آکر تقریر کرتے ہیں اور کتاب کے فضائل بیان کریں گے اور اخیر میں کتاب کی قیمت بتا کر مسجد میں خرید و فروخت شروع کردیں گے۔ اور ایسے ہی ایک صاحب نے نقش تیار کرکے منبر کے اوپر رکھدیا اور فضائل بیان کرکے مسجد میں فروخت کردیئے۔ مسجد کے اندر یہ عمل کیسا ہے؟

جواب:- مسجد میں خرید و فروخت اس طرح بھی ناجائز ہے۔ (فتاوی محمودیہ صـ۱۶۳ ج۱۵ واحسن الفتاوی صـ۴۴۱ جلد۶)۔

مسئلہ:- خارجِ مسجد خرید و فروخت جائز ہے۔ مسجد کے اندر یعنی داخلِ مسجد لین دین کا معاملہ مثلاً خرید و فروخت یا مزدوری وغیرہ کا معاملہ طے کرنا مکروہ ہے لیکن ہبہ وغیرہ کرنا مکروہ نہیں ہے، بلکہ عقدِ نکاح تو مسجد میں مستحب ہے۔ (کتاب الفقہ صـ۴۵۶ جلد اول)۔

مسئلہ:- مسجد میں چھپکلی مارنا نہیں چاہیئے، اس کو وہاں سے نکال کر مارا جائے۔ (فتاوی محمودیہ صـ۱۶۳ جلد۱۵)

خانہ کعبہ کی تصویر مسجد میں لگانا؟:- مسئلہ:- حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک اور خانۂ کعبہ کی تصویر (جس میں جاندار کی تصویر نہ ہو) مسجد میں لگا سکتے ہیں، مگر سامنے نہ لگائیں جس سے نمازیوں کی نظر اس پر جائے، نیز اونچائی پر لگائیں۔ (فتاوی محمودیہ صـ۲۵۹ جلد۱۲)۔

مسئلہ:- نماز کی روح خشوع وخضوع ہے اور خشوع وخضوع اور خدا کی طرف دل کی توجہ کے بغیر نماز بے جان ہے، مسجد کی محراب اور قبلہ کی دیوار پر

نقش و نگار (بیل بوٹے) ہوں گے تو نمازی کی توجہ اس کی طرف ہوگی اور خشوع و خضوع میں خلل انداز ہوں گے، اس لیے منع ہے، بلکہ فقہاء رح یہاں تک لکھتے ہیں کہ ارد گرد کی دیوار کا نقش و نگار اس کے قریب والے نمازیوں کے خشوع و خضوع میں مخل ہوگا۔

مسئلہ:- جو خوب صورتی نقش و نگار، فریم اور کیلنڈر وغیرہ نمازی کو غافل کرنے والی اور خشوع و خضوع میں مخل ہوان سے بچنا ضروری ہے، نیز مسجد میں رنگین بلب وغیرہ لٹکانا عبادت گاہ کو تماشہ گاہ بنانے کے مرادف ہے اس لیے کراہت سے خالی نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۲۲۵ جلد ۱۰ بحوالہ نوری شرح مسلم ص۲۰۵ جلد اول و جذب القلوب ص۶۱۶)۔

مسئلہ: مسجد میں ایسے نقشے اور کتبے لگانا جس میں خانۂ کعبہ یا مسجد نبوی ﷺ کا فوٹو وغیرہ ہو، یا مسجد کی دیوار پر ایسے نقش و نگار کرنا جس سے نمازیوں کا دھیان اس کی طرف جائے مکروہ ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۴۳ جلد ۱۸)۔

مسجد نبوی ﷺ کے فوٹو کی طرف رُخ کرکے درود شریف پڑھنا؟

مسئلہ:- ہر نماز کے بعد نقشے کی جانب رخ کرکے ہاتھ باندھ کر درود شریف پڑھنے کا یہ طریقہ کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہے، نہ قرآن کریم میں ہے، نہ حدیث شریف میں ہے، نہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ طریقہ اختیار کیا، نہ محدثین نے، نہ فقہائے مجتہدین نے۔ نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ افضل ہے، نماز سے پہلے یا بعد میں جب دل چاہے جس قدر بھی توفیق ہو بڑے ادب و احترام سے بیٹھ کر درود شریف پڑھنا بہت بڑی سعادت ہے اور برکت کی چیز ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا حق ہے۔ حدیث پاک میں بڑی فضیلت آئی ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص۲۴۴ جلد ۱۸)۔

تصویر والی کتاب مسجد میں پڑھنا؟:- **سوال:-** کوئی کتاب جس میں تصویر ہوتی ہے، مثلاً بڑی ڈائجسٹ وغیرہ کو مسجد میں بیٹھ کر پڑھنا درست ہے یا نہیں؟۔ جب کہ تصویر روپیہ، پیسہ اور ماچس پر بھی ہوتی ہے اور یہ چیزیں جیب میں رہتی ہیں؟

جواب:- پیسہ، روپیہ، دیا سلائی (ماچس) پر جو تصاویر ہوتی ہیں، عموماً وہ بہت چھوٹی ہوتی ہیں، بعض اوقات تو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ جاندار کی تصویر ہے یا کوئی پھول وغیرہ۔ ایسی چھوٹی تصاویر کی چیز کے حکم میں تخفیف ہے۔ نیز پیسہ روپیہ ضرورت کی چیزیں ہیں کہ بغیر اس کے چارۂ کار نہیں، اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کو اپنے پاس رکھنے پر آدمی مجبور ہوتا ہے، نیز اس سے بچنا دشوار ہے کیونکہ بغیر تصویر کے پیسہ روپیہ نایاب ہے۔ نیز ان تصاویر کو دیکھنے کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی، ان میں جاذبیت نہیں۔

کتابوں کی تصاویر کی یہ شان نہیں، ان کو پیسہ روپیہ کی تصاویر پر قیاس نہیں کیا جائے گا، اس لیے ان میں تخفیف کو تلاش نہ کریں، مسجد کو ایسی چیزوں سے بچانا چاہیے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۵۹ جلد ۱۵)۔

مسجد میں مرحوم کے لیے ختم پڑھنا؟:- **مسئلہ:-** جو ختم بزرگوں سے ثابت ہے اس کو پڑھنا، یا ختم پڑھ کر بزرگوں (وغیرہ) کو ثواب پہونچانا درست ہے، لیکن کسی کو اس (پڑھنے) پر مجبور نہ کیا جائے، جس کا دل چاہے شریک ہو اور جس کا دل نہ چاہے نہ شریک ہو، نیز اپنی طرف سے کوئی چیز ایسی نہ ملائی جائے جو ثابت نہ ہو۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۴۱ جلد ۱۲)۔

سحری کے لیے مسجد کی چھت پر نقارہ بجانا؟:- **مسئلہ:-** سحری کے لیے مکان کی چھت پر بجانے کی اجازت ہے، مسجد میں یا مسجد کی چھت پر نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۲۶ ج ۱۵)

(یعنی خارج مسجد، امام صاحب کے کمرہ کی چھت پر یا وضو خانے وغیرہ کی چھت پر سحری میں اٹھانے کے لیے نقارہ بجا سکتے ہیں۔ (رفعت)

مسجد کی چھت پر چڑھ کر شکار کھیلنا؟:۔

مسئلہ:۔ مسجد کی چھت پر شکار کے لیے چڑھنا منع ہے اور ایسی طرح کھیلنا کہ جانور مسجد میں گرے اور مسجد ملوّث ہو، یہ بھی منع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۵۴ جلد ۱۵)۔

مسئلہ:۔ نفس شکار کرنا کبوتر کا جائز ہے مگر مسجد کا احترام بھی لازم ہے لہٰذا مسجد میں کبوتر اس طرح نہ پکڑیں کہ جس سے مسجد کی بے حرمتی ہو۔ (فتاوٰے محمودیہ ص۱۷۴ جلد اول)

مسجد میں نہ جانے کی قسم کھانا؟:۔

سوال:۔ چند لوگ مسجد میں خرافات کی باتیں کر رہے تھے، میں نے ان کو منع کیا تو وہ لڑنے لگے، جس پر میں نے قسم کھالی کہ مسجد میں نہیں آؤں گا۔ تو میرے لیے کیا حکم ہے؟۔

جواب:۔ آپ نے غلطی کی جو ایسی قسم کھالی۔ آپ مسجد میں جائیں، پھر اپنی قسم کا کفارہ ادا کریں۔ کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں یا دس غریبوں کو کپڑا دیں، اگر اتنی وسعت نہ ہو تو تین روزے مسلسل رکھیں اور آئندہ اس قسم کی چیز نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۱ جلد ۴)۔

مسجد کی دیوار میں دوکان کی الماری بنانا؟:۔

مسئلہ:۔ ایک مسجد لب سڑک ہے جس کا فرش قدِ آدم سے بھی دو فٹ زیادہ اونچا ہے، مسجد کی ایک دوکان چھوٹی سی ہے، اگر وسعت دینے کے لیے ایک چھوٹی سی الماری بنا دی جائے، نیز یہ الماری مسجد کے فرش سے نیچے کی طرف ہوگی، کیا یہ جائز ہے؟

جواب:۔ جو جگہ شرعاً مسجد ہوتی ہے وہ نیچے اوپر سب مسجد ہوتی ہے، مسجد کی دیوار

میں اس طرح الماری بنانا کہ وہ مسجد کے فرش کے نیچے پڑتی ہو اور اس کو کرایہ پر دینا ذریعۂ آمدنی بنانا شرعاً درست نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۶۶ جلد ۱۸)۔

مسئلہ:- مسجد کی تعمیر کردہ دیوار میں تختہ وغیرہ لگانے سے نقصان نہ پہونچتا ہو کہ دیوار کمزور ہو جائے یا کوئی اور نقصان نہ پہونچے تو قرآن پاک اور دینی کتب مطالعہ کے لیے وہاں رکھنا درست ہے۔ (یعنی تعمیر ہونے کے بعد الماری وغیرہ بنانا)۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۲۷ جلد ۱۸)۔

مسجد سے نکلنے کے لیے تیمم کرنا؟:- سوال:- مسجد میں سونے والے کو احتلام ہو جائے تو نکلتے وقت اس کو تیمم کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:- مسجد سے نکلنے کے لیے تیمم ضروری نہیں، البتہ اگر کسی عارضہ کی وجہ سے اس وقت نکلنا دشوار ہو تو تیمم ضروری ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۵۱۲ جلد اول وکفایت المفتی ص۱۰۶ جلد ۳ و عالمگیری ص۳۹ جلد اول)۔

کیا مسجد میں پہونچ کر پہلے بیٹھے؟:- مسئلہ:- سنت یہی ہے کہ مسجد میں جاتے ہی بغیر بیٹھے تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں ادا کرے اور اگر پہلے بیٹھ گیا تو یہ ترک اولیٰ ہوگا۔ (فتاوے دار العلوم ص۲۱۶ جلد ۴)۔

مسئلہ:- اولیٰ اور مستحب یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے وقت اگر وضو ہے اور وقت میں گنجائش ہے تو پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے پھر بیٹھے۔ اور یہ جو رواج پڑ گیا ہے کہ مسجد میں داخل ہو کر پہلے بیٹھ کر پھر تحیۃ المسجد وغیرہ پڑھتے ہیں، اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص۲۳۶ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص۶۳۵ جلد اول و بخاری ص۶۳ جلد ۱ و مسلم ص۲۴۸ جلد ۱)۔

مسئلہ:- بیٹھنے سے قبل تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہے، مگر بیٹھنے سے ساقط نہیں ہوتا، اس لیے بیٹھنے کے بعد اگر جلدی جماعت شروع ہو گئی تو یہ فرض تحیۃ المسجد کے

قائم مقام ہوجائیں گے، اگر جماعت میں تاخیر ہے تو اُٹھ کر تحیۃ المسجد ادا کرے۔
(احسن الفتاوی صہ ۴۸۲ جلد ۳)۔

مسئلہ:۔ سنن ونوافل پڑھنے کے لیے گھر افضل ہے، لیکن اگر راستہ میں یا گھر میں یہ خوف ہو کہ دل پریشان ہو جائے گا اور خشوع حاصل نہ ہوگا، یا تکلم بکلام غیر ضروری کی وجہ سے نقصان ثواب میں ہوگا تو ایسی صورت میں مسجد میں پڑھنا افضل ہے، اس لیے کہ زیادہ تر لحاظ خشوع و خضوع کا ہے جس جگہ یہ حاصل ہو وہ افضل ہے۔ (فتاوی دارالعلوم صہ ۲۲۷ جلد ۴ بحوالہ درمختار باب الوتر صہ ۶۴۳ جلد ۱)

مسئلہ:۔ مسجد کی فضیلت اندر و باہر (صحن و دالان وغیرہ) سب برابر ہے (فتاوی دارالعلوم صہ ۲۲۶ جلد ۴ بحوالہ درمختار فی احکام المسجد صہ ۶۱۵ جلد ۱)

تحیۃ المسجد کا حکم:۔

مسئلہ:۔ مسجد میں داخل ہونے پر دو رکعت پڑھ لے تو وہ تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد دونوں کے قائم مقام ہو جائیں گی، بلکہ مسجد میں داخل ہوتے ہی کوئی بھی نماز پڑھ لی تو تحیۃ المسجد ادا ہوگیا، اسی طرح وضوء کی تری خشک ہونے سے قبل کوئی بھی نماز پڑھ لے تو تحیۃ الوضوء ادا ہو جائے گا۔ (احسن الفتاوی صہ ۴۸۱ جلد ۳)۔

مسئلہ:۔ عصر کے بعد غروب تک کوئی نفل نماز پڑھنا جائز نہیں، البتہ غروب کے بعد مغرب کی نماز سے قبل دو رکعت نفل مختصر طور پر پڑھنا جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ نماز مغرب سے پہلے نفل نہ پڑھے، اس میں کسی سورت کی تخصیص نہیں۔ (احسن الفتاوی صہ ۴۸۰ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار صہ ۳۴۹ جلد ۱)۔

مسئلہ:۔ اوقاتِ مکروہہ کے سوا جب بھی مسجد میں داخل ہو تحیۃ المسجد مسنون ہے، وقتی نمازوں کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں، بلکہ پنجوقتہ نماز کے لیے مسجد میں داخل ہوتے ہی بیٹھنے سے قبل یا بیٹھنے کے بعد جلد ہی اگر وقتی فرض یا سنت شروع کر دیں تو یہ نماز تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہوگی، مستقل تحیۃ المسجد کا حکم صرف اسی صورت میں ہے جب بلانیتِ نماز مسجد میں داخل ہو البتہ

اگر نماز کی نیت سے داخل ہوا مگر جماعت میں تاخیر ہے اور سنتیں وغیرہ بھی جلد پڑھنے کا قصد نہیں تو تحیۃ المسجد مستقل پڑھے۔ (احسن الفتاوی صـ۴۸۳ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ وقت مکروہ نہ ہو تو مسجد میں پہونچ کر تحیۃ المسجد پڑھی جاسکتی ہے جماعت شروع ہونے سے پہلے فراغت ہو سکتی ہے تو پڑھے ورنہ چھوڑ دے۔ (نیز) مسجد میں بار بار جانے والے کے لیے ایک مرتبہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے، ہر مرتبہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ صـ۲۲۶ جلد۱ وکتاب الفقہ صـ۵۲۷ جلد۱)۔

مسجد میں نمازِ جنازہ؟:۔

مسئلہ:۔ مدینہ منورہ میں نمازِ جنازہ پڑھنے کی جگہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متصل جانب شرق میں تھی۔

مسجد پانچ نمازوں کے لیے بنائی جاتی ہے، اس میں نمازِ جنازہ بلا عذر پڑھنا کراہیت سے خالی نہیں، اگر مسجد میں نمازِ جنازہ بلا کراہیت کے جائز ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے مستقل ایک جگہ نہ بنواتے بلکہ مسجد ہی کافی تھی، لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ نبویؐ کی تعمیر ختم ہوتے ہی ایک مستقل جگہ نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے بنوائی۔ (فتاوی محمودیہ صـ۳۸۰ جلد۲ بحوالہ فتح الباری صـ۱۹۰ ج۳ والتعلیق الصبیح صـ۲۲۹ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ نمازِ جنازہ اگر مسجد میں ہورہی ہو تو اصلاح کی خاطر جماعت سے علحدگی اختیار کرلے تو بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ باوجود مسئلہ بتانے کے اگر لوگ رواجاً نمازِ جنازہ (داخل) مسجد میں پڑھتے ہوں تو شرکت جماعت سے اور امامت سے معذوری ظاہر کردی جائے (فتاوی محمودیہ صـ۲۹۸ جلد۱۰ وکفایت المفتی صـ۱۴۱ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ بلا عذر اور بغیر مجبوری کے جنازہ کو مسجد میں داخل کرنا منع ہے اور مکروہ ہے، کیونکہ تلویث کا ڈر ہے، یعنی بعض مرتبہ جنازہ سے خون وغیرہ نکل

جاتا ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۱۰۵ جلد۵ و ص۳۷۴ جلد۱ تفصیل دیکھیے بخاری شریف ص۱۷۷ جلد اول و مسلم شریف ص۳۱۹ ج۱ و کفایت المفتی ص۱۲۱ جلد۳ و شامی ص۸۲۷ جلد اول و امداد الاحکام ص۳۶ جلد اول)۔

سوال:۔ جنازہ مسجد سے باہر امام اور مقتدی مسجد کے اندر؟:۔ جنازہ کو مسجد سے باہر اس طرح پر رکھتے ہیں کہ قبلہ کی طرف والی دیوار میں ایک بڑی کھڑکی ہے، وہ کھول کر اس کے سامنے جنازہ مسجد سے باہر رکھ کر امام صاحب مع جماعت کے نماز جنازہ پڑھا لیتے ہیں کیونکہ جمعہ کے دن میں اتنے آدمی نماز جنازہ کے لیے مسجد سے باہر کہاں سما سکتے ہیں؟۔

جواب:۔ صورت مسئولہ میں درمختار میں تو کراہت ہی کو مختار کہا ہے، مگر علامہ شامی رح نے بعض جزئیات فقہیہ سے اس میں توسع لکھا ہے۔ (امداد الاحکام ص۴۵۷ ج۱)

(مسجد نبوی شریف میں بھی یہی طریقہ ہے کہ امام محراب سے باہر خارج مسجد قبلہ رخ کمرہ میں جنازہ کو رکھ کر نماز جنازہ ہوتی ہے، کچھ لوگ امام کے ساتھ خارج مسجد ہوتے ہیں اور باقی حضرات مسجد میں یعنی جنازہ داخل مسجد نہیں ہوتا، اور مسجد حرام میں خانہ کعبہ کی دیوار کے پاس جنازہ رکھا جاتا ہے کیونکہ وہاں پر مجبوری ہے کہ اگر جنازہ کو خارج مسجد کیا جائے تو مقتدی امام سے آگے ہو جائیں گے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

سوال:۔ مساجد کے شہید کرنے پر سزا فوراً کیوں نہیں؟:۔ غیر قوم کو اللہ تعالیٰ بزرگوں کی درگاہوں کو شہید کرنے پر فوراً سزا دیتا ہے، لیکن مساجد کے شہید کرنے پر ان لوگوں کو فوراً سزا کیوں نہیں دیتا؟

جواب:۔ قرآن و احادیث سے کہاں ثابت ہے کہ ولی اللہ کی درگاہ کو شہید کرنے پر اللہ تعالیٰ فوراً سزا دیتا ہے۔ سنہ ۱۹۴۷ء سے اب تک مشرقی پنجاب میں کتنے

اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی درگاہیں شہید کردی گئیں، اور بھی جگہ جگہ ایسا ہوا ہے مگر فوراً سزا نہیں دی گئی ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے، اور جہاں فوراً سزا دی گئی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے، مساجد کو شہید کرنے پر فوراً سزا نہیں دی گئی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۵ جلد ۱۴)۔

مسجد پر قبضہ کر کے گھر بنالینا؟:- **مسئلہ:-** اس جگہ کے وقف اور مسجد ہونے کا ثبوت ہوجائے پھر چاہے وہ مدت دراز تک ویران، غیر آباد اور خستہ حالی میں پڑی رہی ہو، تب بھی وہ جگہ مسجد ہے اور تا قیامت مسجد کے حکم میں رہے گی اور اس جگہ کو مسجد کے علاوہ کھانے پینے، سونے کے کام میں لینا ناجائز اور حرام ہے، غاصب کی حمایت کرنے والے بھی گنہگار ہوں گے۔ (فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۱۰۰ جلد ۶)۔

مسجد کا بیمہ کرانا؟:- **سوال:-** مسجد کا بیمہ کرانا کیسا ہے، کیونکہ یہاں کی مسجد گزشتہ فساد میں جلا دی گئی تھی، مسجد کا سامان وغیرہ بھی؟

جواب:- اگر مسجد کے تحفظ کی کوئی صورت نہیں تو مجبوراً بیمہ کرانا درست ہے۔ مگر اس سے حاصل ہونے والی سودی رقم مسجد میں صرف نہ کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۲۲۹ جلد ۱۵)۔

مسئلہ:- جو رقم بیمہ کے ضمن میں ادا کی گئی ہے وہ رقم مسجد، مدرسہ اور عبادتگاہ کی ہوگی اور زائد رقم غرباء کو تقسیم کرنا ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۱۲۷ جلد ۶)۔

مسجد کے خادم کے ساتھ رعایت کرنا؟:- **سوال:-** مسجد کا قدیم ملازم کام کرتے کرتے بوڑھا ہوگیا، اب تھوڑا تھوڑا کام کرتا ہے، تو اس کو پوری تنخواہ مسجد سے

دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اس کی طاقت کے موافق کام بھی تجویز کردیا جائے، اتنی مراعات کی گنجائش ہے۔ (فتاوٰی محمودیہ ص۲۲۹ جلد ۱۵)۔

سوال: کیا خادمِ مسجد کی اولاد کو وراثت کا حق ہے؟:۔

ہمارے یہاں مسجد میں زید کے دادا اور والد بحیثیت مؤذن و امام مقرر تھے، ان کے انتقال کے بعد زید اس جگہ کو سنبھال نہ سکا، لہٰذا مؤذن و امام دوسرے حضرات مقرر ہوگئے البتہ زید کے لیے وہی مراعات جو اس کے باپ دادا کے لیے تھی بحال رہی۔ لیکن اب قصبہ والوں نے زید کی نازیبا حرکتوں کی بنا پر تمام مراعات ختم کردی ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) زید کے باپ دادا کے لیے جو کمرہ مسجد کی طرف سے تھا، اس میں زید کی اب بھی رہائش ہے، کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

جواب (۱) مسجد کے کسی خادم (مؤذن یا امام) کی اگر مراعات مسجد کی خدمت کی وجہ سے کی جاتی ہے تو وہ اسی خادم کی ذات بلکہ خدمت تک محدود رہتی ہے، اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی کہ خادم کے انتقال کے بعد ورثا بھی استحقاق کی بنا پر مراعات کا مطالبہ کریں۔

(۲) یہ رہائش بھی دادا اور والد کو مسجد کی خدمت کی وجہ سے دی گئی تھی، اب جب کہ خدمت ختم ہوگئی بلکہ خدمت کرنے والے بھی ختم ہوگئے تو موجودہ اولاد کو بحیثیت وراثت اس کا حق نہیں پہونچے گا۔

نیز مسجد کی زمین، جائیداد، باغ، دوکان، مکان جو چیز بھی مسجد کی ملک ہو خواہ کسی نے وقف کی ہو یا مسجد کے لیے خریدی گئی ہو، اس پر بھی کسی کا غاصبانہ قبضہ جائز نہیں ہے، اس کا واگذار کرانا ضروری ہے۔

(فتاوٰی محمودیہ ص۲۱۷ جلد ۱۵)۔

مسجد میں حدیث لکھکر لگانا؟:۔

سُوال :۔ تختۂ سیاہ پر حدیثیں لکھ کر مسجد کے داخلی دروازے کے پاس لگا دیتے ہیں اور اپنے لیے دعائے خیر کی گذارش بھی کر دیتے ہیں، تو کیا کسی فرد یا جماعت کا اپنی اصلاح اور خیر کی دعا کرانا احکام ربّی یا حدیث لکھنے سے پہلے کسی فرد یا جماعت کا نام لکھنا منع ہے؟۔

جواب :۔ کسی فرد یا جماعت کا اپنے لیے دعا خیر کے لیے درخواست کرنا منع نہیں ہے۔ حدیث شریف لکھ کر دعاء کی درخواست کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی عمل کی توفیق دے، یہ بھی منع نہیں ہے۔ نام چاہے آخر میں لکھا جائے یا پہلے، مگر اس طرح نام لکھنے سے اس لکھنے والے فرد یا جماعت کی تشہیر بھی ہوتی جس کی بناء پر لوگ تعریف کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کام کا مقصود تعریف ہی تک محدود رہ جائے، رضائے خداوندی اور اشاعت حدیث و احکام مقصود نہ رہے، یا اس کے ساتھ نام آوری بھی مقصودیت کے درجہ میں آجائے۔ جیسا کہ کثرت سے اشتہاری لوگوں کا حال دیکھنے میں آتا ہے۔ اللہ پاک اس مصیبت سے محفوظ رکھے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۱ جلد ۱۵)

مسجد کی دیوار پر اشتہار لگانا؟:۔

مسئلہ :۔ مسجد کے دروازوں اور دیواروں پر اشتہار چپکانا دو وجہ سے ناجائز ہے۔ ایک یہ کہ مسجد کی دیوار کا استعمال ذاتی مقصد کے لیے حرام ہے، چناں چہ فقہاء نے لکھا ہے کہ مسجد پر کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ مسجد کی دیوار پر اپنے مکان کا شہتیر (گاڈر) یا کڑی رکھے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ مساجد کی تعظیم اور صفائی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور مسجد پر اشتہار لگانا اس کی بے ادبی ہے اور گندہ کرنا بھی ہے۔ کیا کوئی شخص گورنر ہاؤس کے دروازے پر اشتہار لگانے کی جرأت کرسکے گا؟ اور کیا اپنے مکان کے در و دیوار پر مختلف النوع کے اشتہار لگائے جانے کو پسند کرے گا؟ (آپ کے مسائل ص۱۳۲ ج۳)

مسئلہ: مسجد (جہاں نماز پڑھی جاتی ہے داخل مسجد) کے صحن یا کسی بھی حصہ کو تجارت گاہ نہ بنایا جائے، کاروباری اشیاء وہاں نہ رکھی جائیں۔ نیز سحر و افطار کے نقشہ میں نیچے دوکان کی مشتہری کے لیے اشتہار لکھوائے جاتے ہیں، ایسے نقشہ کو مسجد کے بیرونی دروازہ اور دیوار پر لگا دیا جائے تو مضائقہ نہیں، تاکہ افطار و سحر کا علم بھی ہوسکے اور دوکان کی مشتہری بھی ہو جائے۔ اور مسجد کو گذرگاہ نہ بنایا جائے، نہ مردوں کے لیے اور نہ عورتوں کے لیے، عورتوں کو نماز کے لیے بھی مسجد میں آنے سے روک دیا جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۹ جلد۱۸)۔

مسئلہ: مساجد میں اشتہار والے کیلنڈر و جنتری لگانا؟:- آج کل بعض جنتریاں ایسی شائع کی جاتی ہیں جن میں اوقاتِ نماز و دینی مضامین اور آیات قرآنی کے ٹکڑے درج کیے جاتے ہیں اور اس کی طباعت میں اقتصادی سہولت کے لیے تجارتی اشتہار بھی درج کر دیئے جاتے ہیں جن کی مقدار دوسرے مضامین کے مقابلہ میں بہت کم ہوتی ہے، تو ایسے کیلنڈروں کا اصل مقصد دعوت و اشاعت دین ہے، اشتہارات کی حیثیت ذیلی ہوتی ہے اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

(فقہی مسائل ص۲۸۹ جلد۷)۔

(لیکن اس کا خیال رہے کہ کیلنڈر و جنتری وغیرہ پر جاندار کی تصویر نہ ہو اور نمازی کے سامنے قبلہ کی دیوار پر نہ لگایا جائے تاکہ نمازی کے خشوع و خضوع میں کسی قسم کا فرق نہ آئے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

سوال: غیر مسلم کے پاس مسجد کی امانت ضائع ہوگئی؟:- مسجد کے متولی کو اپنے پاس مسجد کے پیسے رکھنے میں حفاظت کا یقین نہیں تھا اور کوئی دوسرا مسلمان بھی امانت رکھنا قبول نہیں کرتا تھا، اس لیے محلہ والوں کے حکم پر متولی نے مسجد کی رقم کافر کے پاس رکھی، وہ اس وقت مالدار تھا اور امانت

رکھنے میں مرجع خاص وعام تھا، اب کافر مفلس ہوگیا اور مسجد کے پیسے اس کے پاس سے ہلاک ہوگئے، نہ کوئی اس کے پاس جائیداد ہے کہ جس سے وصول ہوسکے۔ توکیا اہلِ محلہ یا متولی پر ضمان لازم ہوگا؟۔

جواب:۔ متولی کو اگر پیسے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا اور کوئی دوسری صورت بھی حفاظت کی نہیں تھی اور اہلِ محلہ کے حکم سے متولی نے وہ پیسے غیر مسلم کے پاس رکھ دیئے اور اس کافر سے وصول یابی کی کافی توقع تھی تو پھر متولی پر ضمان لازم نہیں اور نہ اہلِ محلہ پر لازم ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۸۱ جلد ۶)۔

مسجد میں چوری ہو توکیا متولی پر ضمان ہوگا؟:۔ سوال:۔ ایک مسجد میں جس کمرہ میں سامان تھا اس پر تالہ لگا ہوا تھا، چوروں نے آسانی سے توڑ کر چوری کرلی، کیا متولی مسجد پر کوئی جرم عائد ہوتا ہے؟۔

جواب:۔ مساجد کے صدر دروازے پر عموماً تالا نہیں لگایا جاتا، تاکہ جو شخص جب بھی دل چاہے مسجد میں آکر عبادت کرسکے، نیز ہر مسجد میں محافظ بھی مقرر نہیں ہوتا، بلکہ اوقاتِ نماز میں موذن آتا ہے مسجد کی صفائی اور صفیں بچھانے کا کام کرتا ہے، اگر یہی صورت آپ کے یہاں بھی ہے تو کمرہ پر (جہاں پر مسجد کا سامان وغیرہ رکھا ہے) تالا ہونا ہی حفاظت کے لیے کافی ہے۔ متولی پر کوئی ضمان نہیں ہے، ہاں اگر وہ جگہ چوروں کی ہے اور چوری کے واقعات مسجد وغیرہ میں پیش آتے رہتے ہیں اور صرف مسجد کے کمرہ پر تالہ لگا ہوا ہونا کافی نہیں سمجھا جاتا تو پھر دوسرا حکم ہوگا۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۷۷ جلد ۱۸)۔

مسجد کی امانت چوری ہوجائے توضمان کا حکم؟:۔ سوال:۔ ایک شخص کے پاس مسجد کی امانت رکھی ہوئی تھی جو چوری ہوگئی، کچھ واپس آگئی، اس نے مسجد کی امانت کچھ دی اور کچھ نہیں دی توکیا اس کو دینا لازم ہے یا نہیں؟

جواب :۔ اگر امانت کو اپنے مال میں مخلوط کر کے رکھا تھا تو پوری امانت کو اس سے لینا چاہیئے، اگر الگ رکھا تھا اور باوجود پوری حفاظت کے وہ چوری ہوگئی تو اس سے پوری رقم لینے کا حق نہیں ہے، جتنی واپس آگئی ہو وہ لیلی جائے ۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۷۱ جلد ۱۰)۔

مسجد کی حدود سے باہر صف و شامیانہ مسجد کی آمدنی سے؟

سوال :۔ جمعۃ الوداع اور عیدین کے موقعہ پر اندر صحن وغیرہ بھر جاتا ہے، مسجد کے باہر سرکاری سڑک پر لوگ نماز ادا کرتے ہیں تو کیا مسجد کی آمدنی سے کرایہ پر شامیانے دریاں (فرش وغیرہ) بچھوائی جاتی ہیں تو کیا حدودِ مسجد سے باہر مسجد کی کمیٹی پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ شامیانے اور دریوں کا انتظام مسجد کی آمدنی سے کرے؟

جواب :۔ یہ انتظام بھی اسی مسجد کی نمازیوں کے لیے ہے، اس لیے کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاوٰے محمودیہ ص۱۸۱ جلد ۸)

طوائف کی تعمیر کردہ مسجد میں نماز؟ :۔

سوال :۔ اگر کوئی طوائف یا زنخا وغیرہ کوئی مسجد تعمیر کرائے تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب :۔ حامداً و مصلیاً، مکروہ ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۸۱ جلد اول، فتاوٰے رشیدیہ ص۱۸ جلد ۲ و ص۲۳ جلد ۲)۔

مسئلہ ۱ :۔ زانیہ کی بنائی ہوئی مسجد حکماً مسجد ہوگئی، یہاں تک ورثار کا حق اس سے منقطع ہوگیا اور اس میں کسی کا تصرف خلافِ وقف ناجائز ہوگیا، نہ اس کو ڈھا سکتے ہیں نہ اس کو بیچ کر دوسری مسجد میں اس کی قیمت لگا سکتے ہیں، لیکن اس میں نماز پڑھنے سے ثواب کامل نہ ملے گا: فرض ذمہ سے ساقط ہو جائیگا (امداد الاحکام ص۱۴۴ جلد اول، واحسن الفتاوی ص۴۳۲ جلد ۶)۔

فاحشہ کی چیز مسجد میں استعمال کرنا؟ :۔

سوال :۔ ایک طوائف

عورت کا گزر اوقات کھانا، پینا حرام کمائی پر ہے، لیکن وہ سوت کات کر یا چھالیہ کتر کر اس پیسہ سے مسجد میں صفیں یا لوٹے دیتی ہے تو کیا لے سکتے ہیں؟

جواب:- ایسے لوٹوں اور صفوں کا استعمال مسجد میں درست ہے، کیونکہ یہ عین حرام کی کمائی سے خرید کر نہیں دیئے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۳ جلد۶۔ و کفایت المفتی ص۱۱۱ جلد۳)۔

تنخواہ لے کر مسجد میں تعلیم دینا؟:-

مسئلہ:- جو شخص مصالح مسجد کے لیے مثلاً حفاظت مسجد کے لیے یا دوسری جگہ نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً مسجد میں بیٹھ کر تعلیم دے اس کو جائز ہے اور محض پیشہ بنا کر مسجد میں بیٹھنا اور تعلیم دینا ناجائز ہے اور احترام مسجد کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۶ جلد۶۔ امداد الاحکام ص۴۴۱ ج۱)۔

مسجد کے ایک حصہ میں تعلیم دینا؟:-

سوال:- مسجد کے نیچے کے حصہ میں نماز ہوتی ہے اور فوقانی (اوپر کے) حصہ میں بچے پڑھتے ہیں، مگر مسجد بناتے وقت اس کا خیال نہیں تھا کہ اس میں بچے پڑھیں گے، بلکہ اس کا شمار مسجد ہی میں تھا۔ کیا جماعت فوقانی حصہ میں کی جا سکتی ہے؟ اور اس حصہ میں بچوں کو تعلیم دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- وہ مسجد جس طرح سے اس کے نیچے کا حصہ مسجد ہے، اسی طرح اوپر کا حصہ بھی مسجد ہے۔ جماعت ثانی اوپر نہ کی جائے، بچوں کی تعلیم کے لیے کسی دوسری جگہ کا انتظام کیا جائے، اگر کوئی دوسری جگہ نہ ہو تو مجبوراً بچوں کو دینی تعلیم مسجد میں دینا درست ہے، مگر اتنے چھوٹے بچے نہ ہوں جن کو پاکی ناپاکی کی تمیز نہ ہو، مثلاً گندے پیر مسجد میں رکھیں یا پیشاب کردیں، اور یہ بھی ضروری ہے کہ احترام مسجد کے خلاف کوئی کام نہ کیا جائے مثلاً بچوں کو سخت الفاظ اور کڑک دار آواز سے ڈانٹنا مارنا، سزا دینا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۳۰ جلد۱۰ و احسن الفتاویٰ ص۴۴۵ جلد۶)۔

مسجد میں تعلیم کی حدود:-

مسئلہ:- اگر قرآن کریم اور دینی تعلیم

کوئی جگہ نہیں تو مسجد میں تعلیم کی گنجائش ہے، لیکن مسجد کا احترام لازم ہے، نہ وہاں شور و شغب کیا جائے، نہ وہاں کوئی کام خلافِ احترامِ مسجد کیا جائے۔ نماز کے اوقات متعین ہیں، وہ اوقات تعلیم کے نہیں۔ جس وقت اوقاتِ متعینہ میں لوگ نماز پڑھتے ہوں، تعلیم کی ایسی صورت اختیار نہیں کرنا چاہیے جس سے نمازیں خلل آئے۔

مسئلہ:- دھان وغیرہ مسجد میں نہ سکھائے جائیں، نیز ایسے بچوں کو نہ لیٹنے دیں اور نہ بیٹھنے دیں جو پیشاب کر کے مسجد اور چٹائی وغیرہ کو ناپاک کر دیں، ان کے لیے مسجد کے خارج میں انتظام کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۸ ج ۱۸ و ص ۱۵۱ ج ۱۰)۔

مسجد کا قرآن پاک استعمال کرنا؟:-

مسئلہ:- جو قرآن شریف، پارے مسجد میں وقف کر کے رکھے گئے ان کو ہر شخص مسجد میں استعمال کر سکتا ہے، چاہے وہ مدرسہ کے طلباء ہوں چاہے دوسرے نمازی ہوں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۸ ج ۱۸)

(لیکن اپنے گھر یا دوسری مسجد میں یا مدرسہ میں لے جانا جائز نہیں ہے۔
(محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ:- قرآنِ کریم جس نے مسجد میں رکھا ہے، ظاہر ہے کہ مسجد کے لیے وقف کیا ہے کہ جس شخص کا دل چاہے مسجد میں آکر تلاوت کرے، اس کو مکان لے جاکر مستقلاً رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگرچہ اس کے بدلے میں آپ دوسرا قرآن شریف مسجد میں رکھ دیں۔ شئے موقوفہ پر عوض دے کر مالکانہ قبضہ کا حق نہیں، اگر آپ کو ویسا ہی حاصل کرنا ہے تو جو اس قرآن پر پتہ لکھا ہے وہاں سے منگوالیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۹۶ جلد ۱۲)

مسئلہ:- جو قرآن و پارے یا کتب (وغیرہ) جس مسجد کے لیے وقف ہوں ان کو دوسری جگہ لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۹۶ ج ۱۲)

مسئلہ:- مسجد کے وقف قرآن کریم بیچنا جائز نہیں ہے، ضرورت سے

زائد ہوں اور کام میں نہ آتے ہوں تو قریب کی ضرورت مند مسجد میں دیدیے جائیں۔ مسجد کو جب ضرورت نہ ہو تو لینا ہی نہیں چاہیے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۷۶ ج۴)۔

مسئلہ:۔ مسجد کے وقف قرآن کو اپنے قرآن سے بدلنا جائز نہیں ہے، مسجد میں بیٹھ کر استفادہ کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۰۵ جلد ۶)۔

مسجد کے قرآن کے پارے گھر لے جانا؟:۔

سوال:۔ مسجد میں قرآن بصورت پارے رکھے جاتے ہیں، انھیں گھروں میں ختم قرآن کے واسطے لے جانا کیسا ہے؟

جواب:۔ مسجد میں پارے دینے کا مقصد یہ ہو کہ لوگ انھیں اپنے مکان پر لے جائیں اور اس سے فائدہ اُٹھائیں، تو اس صورت میں گھر لے جانے میں (ختم شریف کے لیے) مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۵۶ جلد ۶)

مسئلہ:۔ قرآن شریف مسجد سے اٹھاکر لانا جائز نہیں، اگر کوئی اُٹھا لایا تو اس کو دوبارہ مسجد میں یا اس کی جگہ دوسرا قرآن شریف رکھ دے۔ (آپ کے مسائل ص۱۵۱ ج۳)

مسجد کے قرآن طلباء کو دینا؟:۔

سوال:۔ مساجد میں لوگ عموماً بلا اجازت قرآن مجید کافی تعداد میں رکھ جاتے ہیں جو ویسے ہی رکھے رہتے ہیں، انھیں نہ کوئی اٹھاتا ہے اور نہ تلاوت کرتا ہے، بالآخر بوسیدہ ہو جانے کے بعد ان کو دفن کرنا پڑتا ہے، اگر یہ قرآن کریم نادار بچوں کو دے دیے جائیں جو مکتب وغیرہ میں پڑھتے ہیں؟۔

جواب:۔ کسی کی ملک میں دینا جائز نہیں، نہ ہی مدرسہ میں دیے جا سکتے ہیں، البتہ بحالت استغناء (ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے) دوسری قریب کی مسجد کی طرف منتقل کرنے کی اجازت ہے۔

اگر مسجد سے باہر لکھ کر لگا دیا جائے کہ یہاں قرآن شریف بلا اجازت رکھنا ممنوع ہے، کوئی رکھے گا تو وہ مدرسہ میں یا کسی مسکین کو دیدیا جائے گا۔ پھر بھی کوئی رکھ جائے تو منتظم کو مدرسہ میں یا کسی مسکین کو دینے کا اختیار

ہے۔ (احسن الفتاویٰ صـ۴۵۶ جلد ۶)۔

سوال:- مسجد میں بغیر اجازت سرکاری بجلی استعمال کرنا؟:-

سرکاری لائن سے بغیر اجازت لائن لے کر (تار ڈال کر) مسجد میں شب قدر وغیرہ میں روشنی کرنا کیسا ہے، کیا یہ چوری ہے؟۔

جواب:- ہاں ایسا کرنا چوری ہے ناجائز ہے اور اس قسم کی روشنی کرنے کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جنہوں نے ایسا کیا ہے خواہ مسجد کی کمیٹی نے ایسا کیا ہو یا کسی دوسرے شخص نے ایسا کیا ہو، سب برابر ہے۔

اور اس گناہ سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ اندازہ کر کے جتنی بجلی (بغیر اجازت) خرچ ہوئی ہو اتنی بجلی کے پیسے کسی حیلہ سے محکمہ کو دے دیں۔ (نظام الفتاویٰ صـ۳۰۴ جلد اول)۔

(بد معاملگی، قانونی چوری ہونے کی وجہ سے عزت و آبرو کا ہر وقت خطرہ ہے جس سے حفاظت بھی واجب ہے۔ پس ترک واجب کا بھی مزید گناہ ہوگا، اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ ۱:- مسجدوں میں ضرورت سے زیادہ قمقمے (بلب لائٹ وغیرہ) لگانا اسراف کے حکم میں ہے اور ضرورت کے مطابق لگانا جائز ہے۔ (نظام الفتاویٰ صـ۳۱۴ جلد ۱، بحوالہ شامی صـ۴۴۲ جلد ۱)۔

سوال:- مساجد کی آمدنی محکمۂ اوقاف سے چھپانا؟:-

محکمۂ اوقاف سارے ہندوستان میں جاری ہے، یہ مساجد و مقابر اور ان سے متعلق جائیداد کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لیے انتظامیہ فی صد کے حساب سے وصول کرتا ہے، اس بارے میں سوال یہ ہے کہ کسی مسجد کی دوکانوں اور مکانوں کی

آمدنی مناسب ہے، اخراجات پورے ہو جاتے ہیں، کمیٹی کل آمدنی اوقاف کو نہیں بتلاتی تاکہ اوقاف کو زیادہ دینا نہ پڑے تو کیا یہ چوری ہے اور اس طرح کرنا جائز ہے؟ نیز اس طرح کی بچی ہوئی رقم مسجد میں لگا سکتے ہیں؟

جواب:۔ ایسا پیسہ مسجد کی تعمیر اور دیگر کاموں میں صرف کر دینا شرعاً مباح ہے باقی چونکہ یہ قانوناً چوری ہے جس سے بچنا واجب ہے اس لیے مباح کی وجہ سے واجب کو تو نہیں چھوڑا جائے گا اور ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی جائیگی (نظام الفتاویٰ ص۳۰۳ جلد اول)۔

مٹی کا تیل مسجد میں جلانا؟:۔

مسئلہ:۔ مٹی کے تیل کو مسجد میں جلانا منع ہے، ہاں اگر کوئی اور تیل ہے جس میں بدبو نہیں یا مٹی ہی کے تیل کو کسی طرح ایسا صاف کر لیا ہے کہ بدبو نہیں رہی تو مسجد میں جلانا بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۶ جلد ۲ و ص۱۶۳ جلد ۶)۔

مسئلہ:۔ اصل یہ ہے کہ بدبو سے ملائکہ کو بہت اذیت ہوتی ہے، اور انسانوں کو بھی۔ اس لیے بدبودار چیز مسجد میں لانا منع ہے، اگر مٹی کا تیل مسجد سے باہر رکھا جائے اس طرح کہ بدبو مسجد میں نہ آئے تو درست ہے۔ اس کی روشنی کا مسجد میں آنا منع نہیں ہے بلکہ بدبو کا آنا منع ہے، چاہے وضو کی جگہ رکھیں، چاہے بیرونی دروازہ کی دیوار وغیرہ پر جہاں مناسب سمجھیں رکھ کر (خارج مسجد) جلا سکتے ہیں (فتاویٰ محمودیہ ص۱۴۳ جلد ۱۰ و آپ کے مسائل ص۱۵۱ جلد ۳

مسئلہ:۔ بعذر مسجد میں لالٹین (مٹی کے تیل کی) جلانا جائز ہے (امداد الاحکام ص۴۶۱ ج ۱)

مسجد میں چراغ کب تک جلے؟:۔

مسئلہ:۔ جب آدمیوں کے آنے کی توقع نہ رہے تو چراغ بجھا دینا چاہیئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۶۳ جلد ۲ وامداد الاحکام ص۴۴۷ ج ۱)۔

مسئلہ:۔ جو شخص مسجد کے لیے موم بتی (وغیرہ) دے، اس سے دریافت کر لیا جائے کہ اگر مسجد کی ضرورت سے زائد ہو تو اس کو فروخت کر کے مسجد کی دیگر

ضروریات میں صرف کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اگر وہ اجازت دیدے تو پھر کوئی اشکال نہیں۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۶۶ جلد۵ او ص۱۴۷ جلد اول)۔

(یعنی زائد موم بتی واقف کی اجازت سے بیچ کر مسجد کی دوسری ضرورت میں خرچ کر سکتے ہیں۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ:- مسجد میں ناپاک تیل کی روشنی کرنا مکروہ ہے۔ (رد المحتار ص۶۱۹ جلد۱)۔

مسئلہ:- مسجد کا چراغ اپنے گھر میں لانا جائز نہیں، البتہ اپنا چراغ مسجد میں لے جانا جائز ہے۔ (عالمگیری ص۱۷ جلد اول)

مسئلہ:- جب تک عامۃً لوگ نماز پڑھتے ہوں، مسجد میں چراغ جلایا جائے اور وضو خانہ و غسل خانہ وغیرہ، نیز راستہ میں بھی حسب ضرورت چراغ جلایا جا سکتا ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۴۹ جلد۱۰ و عالمگیری ص۱۷ جلد۱)

مسئلہ:- نماز کے بعد مسجد کا چراغ جلتا ہو تو اس کی روشنی میں پڑھنا پڑھانا تہائی رات تک، جائز ہے، اس سے زیادہ مسجد کا چراغ پڑھنے پڑھانے کے لیے جلانا درست نہیں ہے۔ (البحر الرائق ص۲۵۰ جلد۵)۔

مسئلہ:- مسجد کا فرش نماز و جماعت کے لیے بچھانا درست ہے، اگر فرش ہر وقت بچھا رہتا ہو اور پیر صاحب اور ان کے مریدین مجلس جما کر اس پر بیٹھ جائیں تو مضائقہ نہیں، لیکن اگر نماز کے بعد فرش کو لپیٹ دیا جاتا ہو، پھر ایسے وقت میں مجلس جما کر بیٹھنے کے لیے مستقلاً مسجد کے فرش کو استعمال نہ کیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۴۹ جلد۱۰)

مسجد کا تیل فروخت کرنا؟:- مسئلہ:- مسجد میں چراغ جلانے کے لیے تیل اور پنکھے وجھاڑو وغیرہ جو مسلمان دیتے ہیں اگر مسجد میں دینے والوں کی طرف سے اس کی (فروخت کرنے کی) اجازت ہے تو درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۰۴ جلد۶)۔

مسجد کا تیل وغیرہ امام کو استعمال کرنا؟:- مسئلہ:- اگر

مسجد میں دینے والے یہ کہہ کر (امام کو) دیتے ہیں کہ یہ اشیاء ہم نے آپ کو دی ہیں آپ اپنے گھر میں لے جاکر استعمال کرلیں تو امام کو استعمال کرنا درست ہے اور دینے والے کے علاوہ اگر دوسرے مقتدی اجازت دیتے ہیں تو ان کی اجازت غیر معتبر ہے۔

اگر دینے والے دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد کی اشیاء میں امام کو شرعاً اس کا حق حاصل ہوتا ہے تو ان کا یہ خیال غلط ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۰۵ جلد۶ و ص۴۷۲ جلد۲ و ص۴۷۱ جلد۱ وامداد الاحکام ص۴۴۷ جلد۱۔)

مسجد کا تیل یا ڈھیلہ اپنے گھر لے جانا؟:۔ مسئلہ:۔ بعض آدمی مسجد کے چراغ میں سے اپنے ہاتھ پیروں میں تیل لگاتے ہیں اور بعض مسجد کے اندر کے ڈھیلے لے جاکر اپنے گھر پر رکھ لیتے ہیں، وہیں پر استنجاء میں استعمال کرتے ہیں، ان دونوں باتوں کی اجازت نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۶۴ جلد۱۵)۔

مسجد کا سامان فروخت کرنا؟:۔ سوال:۔ اگر مسجد میں بالٹی فرش وغیرہ زائد ہوں تو ان کو بیچ کر اخراجات میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ جو چیزیں مسجد کی ضرورت کے لیے مسجد کے پیسہ سے خریدی گئی ہیں، ان کو مسجد کی ضرورت کے لیے فروخت کر کے مسجد ہی کے کام میں صرف کرنا درست ہے اور جو چیزیں کسی نے مسجد میں دی ہیں ان کو دینے والے کی اجازت سے فروخت کر کے مسجد کے کام میں لگانا درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۰۲ جلد۱۲)

مسئلہ:۔ مسجد کا جو سامان وقف ہے اس کی بیع (فروخت کرنا) ناجائز ہے اور جو وقف نہیں بلکہ مسجد کے لیے وقتی ضرورت کے ماتحت کسی نے دیا ہے یا خرید اگیا ہے، ضرورت پوری ہونے پر اس کی بیع جائز ہے۔ جو مسجد ویران ہو چکی ہے اس کے سامان کو کسی قریب کی آباد مسجد میں صرف کر دیا جائے اور

مسجد کی جگہ کو محفوظ کردیا جائے تاکہ بے حرمتی نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۱۵۹ جلد ۶ بحوالہ ردالمحتار صفحہ ۵۷۵ جلد ۳)۔

مسئلہ:۔ اگر وہ باقاعدہ شرعی مسجد ہے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وقف ہے اس کی زمین کو فروخت کرنا یا عاریت پر دینا ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۲۱۱ جلد ۶ وصفحہ ۲۱۳ جلد ۱۸)۔

مسجد کا پرانا سامان خریدنا؟:۔

سوال:۔ ایک کچی مسجد کو گرا کر پکی بنانا چاہتے ہیں، جو سامان اس سے اترا ہے توکیا وہ دوسری مسجد کے لیے فروخت کیا جائے یا ہر شخص خرید سکتا ہے؟

جواب:۔ بہتر یہ ہے کہ بعینہ وہی سامان مسجد میں لگایا جائے، اگر بعینہ اس کو مسجد میں لگانا دشوار ہو تو اس کو اہل محلہ یا حاکم کی رائے سے فروخت کرکے اس کی قیمت سے اس کے مثل سامان خرید کر اس کو مسجد میں لگا دیا جائے۔ خریدار کی کوئی قید نہیں کہ وہ مسجد کے لیے خریدے، بلکہ اس کو ہر شخص خرید سکتا ہے، پھر وہ چاہے مسجد میں لگائے یا اپنے مکان وغیرہ میں۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۲۰۰ جلد ۶ وصفحہ ۲۱۵ ج ۱۸ وصفحہ ۲۱۱ جلد ۱۵ وکفایت المفتی صفحہ ۱۲۳ جلد ۳)۔

غیر آباد مسجد کا سامان مدرسہ یا مسافر خانہ میں دینا؟:۔

مسئلہ:۔ جو مسجد غیر آباد ہو چکی ہے کہ وہاں نماز پڑھنے کی کوئی صورت نہیں رہی تو اس جگہ کو محفوظ کردیا جائے۔ مفتیٰ بہ قول کے مطابق وہ ہمیشہ مسجد ہی رہے گی، اس کا سامان دوسری مسجد میں منتقل کردیا جائے، اگر وہاں کارآمد نہ ہو تو ارباب حل وعقد کی رائے سے اس کو فروخت کرکے قیمت دوسری مسجد میں (جو قریب ہے) صرف کردی جائے، لیکن مسجد کا سامان بلاقیمت مدرسہ یا مسافر خانہ وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں اگرچہ وہ مسجد کے قریب ہی ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۵۰۴ جلد اول)۔

غیر آباد مسجد کو فروخت کرنا یا کرایہ پر دینا؟:-

سوال:- ہمارے یہاں سے مسلمانوں کے چلے جانے سے بہت سی مساجد ویران ہوگئی ہیں، کیا انھیں فروخت کر سکتے ہیں؟-

جواب:- وقف کی بیع ناجائز ہے۔ وقف کا مالک کوئی نہیں جو اس کو فروخت کر سکے۔ اگر مسلمان موجود نہیں رہے تو مسجد کے ذمہ دار کو فروخت کرنے کا پھر بھی اختیار نہیں ہے۔ مسجد کی جگہ کو اگر محفوظ کر دیا جائے تو بہتر ہے۔ مسجد کے وقف پر اگر غیر لوگ زبردستی قبضہ کرکے اس کا معاوضہ دیں تو معاوضہ لے کر دوسری مسجد بنا لینا درست ہے۔ غیر آباد مسجد کا سامان فروخت کرنے کے بجائے ایسی مسجد میں منتقل کر دیا جائے جہاں وہ کار آمد ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ صـــ۱۸۳ جلد ۱۵)۔

مسئلہ:- اگر ان مساجد کے آباد کرنے کی کوئی صورت نہیں اور سامان ضائع ہوتا ہے تو اس سامان کو دوسری مساجد میں لگا دیا جائے اور ان گری ہوئی مساجد کی چہار دیواری بنا کر اس طرح گھیر دیا جائے کہ ان کی حفاظت ہو جائے، اگر چہار دیواری بنانے کے لیے پیسہ نہ ہو تو اس گرے ہوئے ملبہ اینٹ وغیرہ سے بنا دیں یا اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت سے بنا دیں، اس کی قیمت کسی دوسرے کام میں صرف نہ کریں، بلکہ مساجد ہی کی ضروریات میں صرف کریں۔ اور مساجد کو کرایہ پر دینا بھی درست نہیں ہے، حسب قدرت واگذار کرانے کی کوشش کی جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ صـــ۲۱۳ جلد ۱۵)۔

مصالح مساجد کی زمین فروخت کرنا؟:-

مسئلہ:- جو زمین مسجد کے مصارف کے لیے وقف ہو چکی ہے اس کی بیع ناجائز ہے، اس کی اجازت نہیں کہ اس کو فروخت کرکے اس سے زیادہ آمدنی کی زمین خریدی جائے۔ البتہ مسجد کی زمین پر کسی کا غاصبانہ قبضہ ہو جائے اور اس کی واگذاری کرانا ممکن نہ ہو تو مجبوراً معاوضہ

لے کر دوسری زمین خرید کر وقف کر دی جائے، یا وقف شدہ زمین قابلِ انتفاع نہ رہے تو تب بھی اجازت ہے کہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے دوسری زمین لے کر اس کو وقف کر دی جائے، پھر زمین، مکان، دوکان جو بھی مسجد کی تھی اور اس مجبوری کی وجہ سے فروخت کر دی گئی تھی اور اب وہ مسجد کی نہیں اور خریدار نے اس میں کوئی غیر اسلامی حرکت کی تو وہ خود اس کا ذمہ دار ہے نہ کہ منتظمین۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۱۹ جلد ۱۵ بحوالہ شامی صـ۵۰۷ جلد ۳ وفتاویٰ محمودیہ صـ۴۹۷ جلد ۱)

مسجد کی رقم سے وضو کا پانی گرم کرنا؟:-

مسئلہ:- جو رقم مسجد کی مصالح کے لیے جمع ہو، اس روپیہ سے نمازیوں کے لیے سردی کے زمانہ میں پانی گرم کرنا درست ہے تاکہ وہ بآسانی وضو کر لیا کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۱۹ جلد ۱۸)۔

مسئلہ:- مسجد کی چھت سے اتری ہوئی لکڑی وغیرہ سے مسجد کے نمازیوں کے لیے پانی گرم کرنا درست ہے جبکہ وہ سامان بے کار ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۰۴ ج ۱۵)

مسجد کا گرم پانی بے نمازیوں کو استعمال کرنا؟:-

مسئلہ:- جو پانی مسجد میں نمازیوں کے لیے گرم کیا جائے بے نمازیوں کا اس کو منھ دھونے یا کپڑے دھونے کے لیے استعمال کرنا درست نہیں، بہت بے غیرتی ہے، مکان پر بھی پانی نہ لے جائیں۔ احاطۂ مسجد ہی میں وضو کریں، عشاء کے بعد کا بچا ہوا گرم پانی بھی کسی دوسرے کام میں استعمال نہ کریں، اگرچہ صبح تک وہ پانی ٹھنڈا ہو جائے گا، پھر گرم کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔

گرم پانی پاکی حاصل کرنے کے لیے ہے، خواہ جسم کی طہارت ہو یا کپڑے کی بس اگر کپڑے پر نجاست لگ گئی تو غسل کے ساتھ اس کو بھی دھونے کی اجازت ہے مستقلاً کپڑے اس پانی سے نہ صاف کریں۔

اعلیٰ بات تو یہ ہے کہ اپنے گھر سے وضو کر کے آئیں، لیکن ہر ایک کے لیے

اس کا انتظام آسان نہیں، نیز مسجد میں پانی گرم کرنے اور وضو و غسل کے نظم کا عرف عام ہو چکا ہے اس لیے مسجد کی طرف سے انتظام کرنا بھی غلط نہیں بلکہ نمازیوں کی سہولت کا ذریعہ ہے جس سے ان کی نماز و جماعت کی پابندی ہوتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۳ ج ۱۸)

مسجد کا گرم پانی گھر لے جانا؟:۔ **سوال:۔** ایک شخص نے اپنے پیسے سے مسجد تعمیر کی اور اس کی ضروریات مثلاً چٹائی، تیل، لوٹے اور مرمتِ مسجد کے لیے مکان اور دوکان مسجد کے لیے وقف کر دی ہے، اس کی آمدنی ہمیشہ مذکورہ ضروریات مسجد پر خرچ ہوتی ہے، محلہ والے تقاضہ کرتے ہیں کہ اس کی آمدنی کو گرم پانی کے مصارف پر خرچ کیا جائے بعض جگہ کا رواج ہو گیا ہے کہ اہل محلہ مسجد میں پانی گرم کرتے ہیں نمازیوں کے لیے ہر بے نمازی اس سے غسل کرتا ہے اور بعض لوگ گھروں میں بھی لے جاتے ہیں۔ بے نمازی کا غسل کرنا اور اس پانی کو گھروں میں لے جانا جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب:۔ جب واقف پانی گرم کرنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ صراحۃً منع کرتا ہے تو (واقف کے وقف کی آمدنی سے) پانی گرم کرنے میں اس آمدنی کو خرچ کرنا درست نہیں، ہاں اگر واقف اجازت دیدے تو جائز ہے اور جو لوگ اپنے دام خرچ کر کے نمازیوں کے لیے پانی گرم کرتے ہیں ان کو اختیار ہے کہ وہ کسی بے نمازی کو استعمال نہ کرنے دیں، نیز کسی کو اپنے گھر نہ لے جانے دیں، اور جو شخص بلا اجازت ان کی اپنے گھر لیجائیگا گنہگار ہوگا کیونکہ یہ پانی مسجد کے روپے سے گرم نہیں ہوتا، بلکہ اہل محلہ خود گرم کرتے ہیں، دار و مدار اہل محلہ کی اجازت پر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۵۵ جلد ۲)۔

مسجد کے ٹینک کا پانی گھر لے جانا؟:۔ **سوال:۔** مسجد کے ٹینک کا پانی اپنی ضروریات کے لیے گھر لے جانا کیسا ہے؟

جواب:۔ یہ پانی کنویں کے پانی کی طرح نہیں ہے کہ ہر شخص کو لینے کا اختیار ہو بلکہ یہ گھڑے میں رکھے ہوئے پانی کی طرح ہے کہ مالک نے اپنی ضروریات کے لیے

گھڑے میں بھر کے رکھا ہے، وہ اس پانی کا مالک ہوگیا، کسی کو بغیر اس کی اجازت کے لے لینے کا حق نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۲۷ جلد ۱۸ و احسن الفتاویٰ ص۴۴۷ ج۶)۔

سوال:- **مسجد کا صحن دھوپ و بارش میں اگر خالی رہے؟:-**

ایک مسجد جس کا صحن کافی لمبا چوڑا ہے، گرمی و برسات کے موسم میں نمازیوں کو صحن میں نماز ادا کرنا مشکل ہوجاتا ہے، اب اس صحن کو برامدہ کی شکل دینا چاہتے ہیں کہ شمالی اور مشرقی حصہ تھوڑا سا برامدہ بنا دیا جائے اور بیچ میں صحن غیر مسقف (بغیر چھت کے) چھوڑ دیا جائے تاکہ موسم گرما و برسات میں لوگ دونوں برامدہ میں نماز ادا کریں لیکن بیچ میں صحن جو کہ بیالیس ۴۲ فٹ ہے وہاں نمازیوں کی صفیں نہ ہوا کریں گی بلکہ وہ خالی جگہ رہا کریں گی، تو کیا اس صورت میں شمالی اور مشرقی جانب برامدہ بنا دیا جائے یا نہیں؟۔

جواب:- اس طرح برامدہ باہمی مشورہ کر کے حسب ضرورت بنانا درست ہے اندرونی مسجد کی صفوف سے برامدہ کی صفوف کا اتصال رہے گا (یعنی مسجد کے اندر کی صفوں سے باہر کی صفیں ملی رہیں گی)۔ سخت دھوپ اور بارش کے وقت اگر صحن خالی رہے اور اندرونی مسجد نیز برامدہ میں نمازی کھڑے ہوں تو بھی نماز درست ہوجائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۳۳ جلد ۱۸)۔

مسئلۃ **مسجد میں چہل قدمی کرتے ہوئے وظیفہ پڑھنا؟:-**

وظیفہ پڑھنے والے بعد نماز فجر و عصر اندرون مسجد ٹہل ٹہل کر وظیفہ پڑھتے ہیں، ٹہلنا وظیفہ کا جزو نہیں ہے، افضل اور بہتر یہ ہے کہ ایک جگہ تنہائی میں بیٹھ کر یکسوئی سے وظیفہ پڑھا جائے، اگر جماعت کا وقت قریب ہو اور نیند کا اثر ہو جس سے یہ خیال ہو کہ ایک جگہ بیٹھ کر انتظار کرنے سے نیند آجائے گی یا اسی قسم کی کوئی اور ضرورت ہو تو مسجد میں ٹہلنے میں مضائقہ نہیں، لیکن مستقلاً ٹہلنے کے

لیے مسجد کو تجویز کرنا، بعد فجر ہو یا بعد عصر یا کسی اور وقت، مسجد کی غایت اور وضع کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۸۴ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ تسبیح چلتے پھرتے ٹہلتے ہر طرح پڑھنا درست ہے، لیکن بلا ضرورت مسجد میں ٹہلنا نہیں چاہیئے۔ (فتاوےٰ محمودیہ ص۱۰۷ جلد۴ و احکام القرآن ص۲۲۳ ج۲)

مسئلہ:۔ مسجد میں چلتے پھرتے آہستہ ذکر کرنا درست ہے اور موجب ثواب ہے۔ بازار (مواضع لغو) میں بلند آواز سے تلاوت کرنا کہ لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوں اور کوئی تلاوت نہ سنتا ہو، درست نہیں ہے۔ (آہستہ آہستہ بغیر آواز کے ذکر و تلاوت کر سکتا ہے)۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۲ جلد۱۵)۔

مسجد میں ریح خارج کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ احتیاط اور ادب یہ ہے کہ مسجد میں قصداً ریح خارج نہ کرے بلکہ مسجد سے باہر جاکر خارج کرے، اگر سوتے یا جاگتے میں بلا قصد ہو جائے تو معذوری ہے۔ ایسے شخص کو جس کے لیے دوسری جگہ سونے کی موجود ہو بلا شدید ضرورت کے مسجد میں سونا مکروہ ہے۔ (اور یہ جو بعض جہلاء نے مشہور کر دیا ہے کہ مسجد میں خارج ہونے والی ریح کو فرشتے اپنے منھ میں لے کر باہر پھینکتے ہیں سراسر غلط ہے) فرشتوں کا ایسی بدبودار چیز سے اذیت پانا تو حدیث پاک سے ثابت ہے، لیکن اس کا مونھہ میں لے کر باہر پھینکنا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۰ جلد۶ بحوالہ درمختار ص۴۸۶ جلد۱)۔

مسئلہ:۔ مسجد میں اخراج ریح کو فقہاءؒ نے منع لکھا ہے، ایسی حالت میں جس کو خروج ریح کی بیماری ہو، ایسے شخص کو بار بار مسجد سے نکلنا ہوگا یا کراہت کا ارتکاب کثرت سے کرنا ہوگا، لہٰذا احوط (بہت زیادہ احتیاط) یہی ہے کہ ایسا شخص (مسجد میں) اعتکاف نہ کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے۔ اس کو آرزو اور تمنا کا اجر ملے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۸ جلد۱)۔

مسئلہ:۔ مسجد میں نفلی اعتکاف بغیر رمضان کے بھی ہو سکتا ہے اور ایسے

معتکف کو بھی مسجد میں قیام کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۸۶ جلد۱)۔

مسجد کے سامنے سڑک پر باجہ وغیرہ بجانا؟:- **مسئلہ:-** شاہراہِ عام پر ہر شخص کو گذرنے کا حق ہے لیکن ایسی حرکت کرنا جس سے آس پاس والوں کو یا اہلِ محلہ و اہلِ مسجد کو خصوصاً نماز کے وقت میں اذیت پہونچے منع ہے حُسنِ تدبیر سے اگر فہمائش کردی جائے یا کسی ذی اثر آدمی کے ذریعے سے (باجہ ڈھول، تاشہ، شہنائی وغیرہ کے بجانے والوں کو منع کروادیا جائے کہ مسجد کے سامنے نہ بجائیں) تو بہتر ہے ورنہ فتنہ و فساد سے اجتناب چاہیئے۔
(فتاویٰ محمودیہ ص۴۸۶ جلد۱

مسئلہ:- (اگر باز نہ آئیں غیر مسلم تو) اس وقت مسلمانوں کو صرف دل سے غیر مسلموں کے اس فعل پر نفرت وحقارت کرنا کافی ہے۔ مقابلہ کسی کا نہ کریں۔
(امداد الاحکام ص۴۵۲ جلد۱

ناپاک کپڑا مسجد میں رکھنا؟:- **مسئلہ:-** نجس کپڑا مسجد میں نہ رکھے، اگر اس وقت کسی کی معرفت وہ کپڑا باہر بھیجنا یا خود رکھنا دشوار ہو تو مجبوراً مسجد میں اس طرح رکھنا کہ تلویث نہ ہو درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۴ ج۲ و کتاب الفقہ ص۴۵۷ ج۱)

مسجد کے فرش کے قریب کپڑے دھونا؟:- **مسئلہ:-** جو جگہ مسجد نہیں ہے یعنی اس پر نماز نہیں پڑھی جاتی وہاں اس طرح کپڑے دھونا کہ دوسروں کو اذیت نہ ہو اور مسجد کے فرش پر استعمال شدہ یا اس کی چھینٹ نہ جائے درست ہے اور اس میں امام وغیرہ سب برابر ہیں، مگر جو شخص مسجد ہی میں رہتا ہے اس کو دوسری جگہ کپڑے دھونے کے لیے جانے میں دِقت ہے اس لیے اس کے حق میں توسع ہے اور زائد توسع ہے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے،

وہ بسہولت دوسری جگہ جا سکتے ہیں یا اپنے گھر میں دھو سکتے ہیں، ان کے دوسری جگہ جانے میں مسجد کی نگرانی یا کسی اہم کام میں خلل نہیں آتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۶ جلد ۲)۔

مسئلہ: (داخل) مسجد کے صحن یا دیوار پر کپڑے سکھانا جائز نہیں، مؤذن اور خادم کے لیے اگر کوئی جگہ کپڑے سکھانے کی نہ ہو تو مسجد سے باہر ملحق جگہ میں سکھا سکتے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص۴۴۵ جلد ۶)۔

خارجِ مسجد بیع و شراء کرنا؟:-

مسئلہ: مسجد میں بیع و شراء (خرید و فروخت) احترام مسجد کے منافی ہے، (لیکن جوتے اتارنے کی جگہ، غسل خانہ، حجرہ و مکان جو مصالحِ مسجد یا اس کی ضروری بات کے لیے تعمیر کرایا گیا ہو) شرعاً مسجد نہیں اور اس کا احترام ضروری نہیں لہٰذا وہاں بیع و شراء شرعاً درست ہے، بشرطیکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہوتی ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۶۱ جلد ۲)۔

مسجد میں تجارت کرنا؟:-

مسئلہ: جو جگہ نماز کے لیے وقف کی گئی ہے اس جگہ کو کاروبار تجارت وغیرہ کے لیے متعین کرنا اور وہاں تجارت کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، جو جگہ نماز کے لیے نہیں ہے (خارج مسجد) اور مسجد کے مصالح کے لیے وقف ہے اور اس جگہ کو دوکان وغیرہ بنانے میں مسجد کے احترام اور اس کی تعمیر وغیرہ میں فرق نہ آئے تو اس کو مسجد کی آمدنی و آبادی کے لیے کرایہ پر دینا درست ہے، مسجد کا اندرونی حصہ یا صحن ہو، سب کا (یعنی داخل مسجد کا) ایک ہی حکم ہے، کسی جگہ بھی وہاں تجارت کرنا یا کرایہ پر دینا شرعاً درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۰۳ جلد ۱۲ و ص۴۹۲ جلد ۱)۔

ٹوپ پہن کر مسجد میں جانا؟:-

مسئلہ: مسجد دربار خداوندی ہے اور نماز عبادت ہے، عبادت کے لیے دربار میں ایسا لباس پہن کر حاضر ہونا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور وہ لباس مسنون ہے یعنی خدا کے محبوب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس اور آپ کے متبعین

کالباس، ایسالباس پہن کر حاضر نہیں ہونا چاہیے جس سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتے ہیں، یعنی جس لباس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور ہمارے یہاں وہ خدا کے نافرمانوں یعنی کفّار اور فسّاق کالباس ہے، انگریزی ٹوپ وغیرہ بھی اس میں داخل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۱۷۲ جلد۶)۔

مسجد میں درخت لگانا؟:-

مسئلہ:- مسجد میں درخت لگانے سے اگر نمازیوں کو کوئی منفعت ہو تو درست ہے اور اگر کوئی منفعت نہ ہو یا کفار کے ساتھ تشبّہ ہو تو ناجائز ہے۔ (فتاوےٰ محمودیہ صـ۴۷ جلد۱ ورد المحتار صـ۲۱۵ جلد۱)۔

مسئلہ:- اگر پھول کا درخت مسجد میں لگایا تاکہ نمازیوں کو اس سے راحت پہونچے تو اس کا پھول توڑ کر باہر نہ لے جائیں، وہیں لگا رہنے دیں۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۰۴ جلد ۱۵)۔

مسئلہ:- اگر احاطۂ مسجد میں کوئی کیاری ہو تو وہاں پھول کا درخت لگانا یا گملے میں رکھنا خوشبو کے لیے درست ہے مگر جو جگہ نماز کے لیے متعین ہے اس کو پھول کے پودوں سے مشغول نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۴۹ جلد۱)۔

مسجد کی ضرورت کے لیے صحن کے درخت کاٹنا؟:-

مسئلہ:- مسجد کا صحن نماز کے لیے ہے، وہاں درخت لگانا ہی ٹھیک نہیں، اِلّا یہ کہ مسجد کی مصالح کا تقاضہ ہو تو دوسری بات ہے، مثلاً وہاں پانی کا اثر ہو کہ وہ پانی درختوں میں جذب ہو سکتا ہے، اگر مصالح مسجد کا تقاضہ یہ ہے کہ صحن کو درختوں سے صاف کر دیا جائے تو شرعاً اس کی اجازت ہے، اس میں کسی ضد نہیں کرنی چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۱۹۲ جلد۱۸ و فتاویٰ رحیمیہ صـ۷۶ جلد۴)۔

مسئلہ:- مسجد کے درخت کی بیع مسجد میں جائز نہیں، کیونکہ مسجدیں نماز و جماعت کے لیے متعین کی گئی ہیں، اس لیے وہاں خرید و فروخت کرنا درست

نہیں ہے، الگ ہٹ کر (خارجِ مسجد) کی جائے اگرچہ وہ درخت مسجد ہی کا ہو (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۵ جلد ۱۵)۔

مساجد کو سجانا؟:۔ سوال:۔ شب برات اور شب قدر میں مسجد کو پھول پتّی وغیرہ سے سجانا کیسا ہے جبکہ سجانے کی نیت ان تیوہاروں کی وجہ سے خوشی منانا ہے نہ کہ بدعت کرنا؟

جواب:۔ شب قدر و شب برات کے لیے شریعت نے عبادت، نوافل، تلاوت، ذکر، تسبیح، دعا، استغفار کی ترغیب دی ہے، پھول وغیرہ سے سجانے کی ترغیب نہیں دی۔ تیوہار ہندوانہ لفظ ہے اور یہ سجانا بھی ان کا ہی طریقہ ہے اس سے بچنا چاہیے لانَّ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (الحدایث ابوداؤد شریف)۔

البتہ مسجدوں میں خوشبو کی ترغیب آئی ہے تاکہ نمازیوں کو اذیت نہ پہونچے بلکہ راحت پہونچے، ان مخصوص متبرّک راتوں میں مسجدوں میں جمع ہو کر اجتماعی حیثیت سے جاگنا مکروہ و ممنوع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۱ جلد ۱۵)

دسؔ محرم کو مٹھائی مسجد میں تقسیم کرنا؟:۔ مسئلہ:۔ یہ کوئی شرعی چیز نہیں اور نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے، اس کو شرعی چیز سمجھنا غلط ہے۔ البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دسویں محرم کو روزہ رکھنا بہت ثواب ہے اور اس دن کھانے میں کچھ وسعت کر لینا باعثِ برکت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۱ جلد ۱۵)

رجب کے کونڈے مسجد میں؟:۔ سوال:۔ رجب کے مہینہ میں کونڈوں میں شیرینی، کھیر وغیرہ بھرتے ہیں، ان کو متبرک ہو جانے کے خیال سے ان کونڈوں کو گھروں میں استعمال نہیں کرتے، وہ مسجدوں میں دیدیئے جاتے ہیں، تو کیا ان کو فروخت کرکے ان کی قیمت مساجد میں صرف کر سکتے ہیں؟

جواب :۔ ان کونڈوں کی اصل شرعاً کچھ نہیں ہے، اگر بہ نیتِ ثواب دیں تو حسبِ نیتِ معطی ان کا استعمال مسجد میں درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۸ ج۱۰)۔

قریب قریب مسجدوں میں اذان کا حکم؟ :۔ مسئلہ :۔ اگر دو مسجدیں قریب قریب ہوں، تب بھی دونوں مسجدوں میں علٰحدہ علٰحدہ اذان مسنون ہے، صرف ایک پر اکتفاء کرنا خلافِ سنت ہے اور جو لوگ ایسا کریں گے وہ تارکِ سنت ہوں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۶۱ جلد ۲ و ص۱۹۵ جلد ۱۵)۔

مسئلہ :۔ متعدد مساجد میں اذان ہو تو پہلی اذان کا جواب دینا ضروری ہے، باقی اذانوں کا جواب دینا افضل ہے، محلہ کی اذان ہو یا غیر محلہ کی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۸۹ جلد ۴ بحوالہ مراقی الفلاح ص۱۱۷)۔

اذان کے بعد مسجد سے نکلنا؟ :۔ سوال :۔ اذان کے بعد بلا ضرورت دوسری مسجد میں جاکر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب :۔ اگر اس شخص پر دوسری مسجد کی جماعت کا توقف ہے کہ اگر یہ جائے تو وہاں جماعت نہ ہو، تب تو اس کو دوسری جگہ جاکر نماز پڑھنا مکروہ نہیں وہیں جاکر نماز پڑھے۔ اور اگر اس پر توقف نہیں تو ایسی حالت میں مسجد سے نکلنا بلا ضرورت مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۶۸ ج۲ و احسن الفتاویٰ ص۴۵ ج۶)

قریب قریب مساجد کا حکم :۔ مسئلہ :۔ قرب و جوار میں متعدد مساجد ہوں تو ان مسجدوں میں جو قریب ہو وہ افضل ہے اس کو بالالتزام نماز اس میں پڑھنا چاہیئے، اور اگر یہ سب اسی محلہ کی ہوں تو ان سب میں جو سب سے پہلے کی قدیم مسجد ہو وہ افضل ہے، اور اگر قدیم ہونے میں بھی سب برابر ہوں، یا قدیم ہونا معلوم نہ ہو تو جو سب سے زیادہ قریب ہے وہ افضل ہے۔ (امداد الاحکام ص۵۹ ج۱)

مسئلہ :- اصل یہ ہے کہ محلّہ کی مسجد جو اپنے گھر سے زیادہ قریب ہو، اس کا حق زیادہ ہے اس کو چھوڑ کر دور کی مسجد میں جانا بلا وجہ جائز نہیں ہے۔ (امداد الاحکام ص۴۵۳ جلد۱ و فتاوٰی دار العلوم ص۱۵۱ جلد۴ و در مختار ص۶۱۷ جلد۱)۔

مسئلہ :- پنجوقتہ نماز محلہ کی مسجد میں افضل ہے، اس کو چھوڑ کر قصداً جامع مسجد میں (کہ وہاں ثواب زیادہ ملے گا) نہ جائے، البتہ کسی کام سے جامع مسجد کی طرف گیا ہو اور وہاں نماز کا وقت آجائے تو اس حالت میں جامع مسجد ہی میں نماز پڑھ لے اور اس وقت اس کا ثواب محلّہ کی مسجد سے زیادہ ہوگا، اور جمعہ کی نماز جامع مسجد ہی میں افضل ہے اور عیدین کی جنگل میں افضل ہے۔ (امداد الاحکام ص۴۴۴ جلد اول)۔

شاہی مساجد کو تفریح گاہ بنانا؟ :-

سوال :- شاہی زمانہ کی مساجد جو فنِ تعمیری میں نرالی ہیں، وہ مساجد تفریح گاہ بن گئی ہیں، مسلم وغیر مسلم وقت بے وقت مسجد میں گھومتے رہتے ہیں، تو کیا مسجد کو تفریح گاہ بنانا از روئے شرع کیسا ہے؟۔

جواب :- یہ صورت حال مسجد کے منشا، واحترام کے سخت خلاف ہے، (فتاوٰی محمودیہ ص۱۹۶ جلد۱۰ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص۶۸ جلد اول)۔

مسئلہ :- مسجد کو تفریح گاہ اور سیر و سیاحت کا موضوع بنانا ہی جائز نہیں اور پھر مسجد میں فوٹو لینا ان سب سے بدتریات ہے، اس لیے یہ فعل کئی حرام امور کا مجموعہ ہے، مسجد کے احترام کے منافی ہے، انتظامیہ کا فرض ہے کہ اس کا انسداد کرے۔ (آپ کے مسائل ص۱۴۷ جلد۳)۔

مسئلہ :- مسجد میں تصویریں اتارنا، اخبار پڑھنا، ٹیلیویژن والوں کا فلم بنانا نعرہ بازی کرنا، مسجد میں یہ تمام امور ناجائز ہیں۔ (آپ کے مسائل ص۱۵۸ جلد۳)۔

مسئلہ :- (ویسے) مسجد میں ہندو اور عیسائی اور دیگر غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص۱۲۲ جلد۳)۔

تبلیغی جماعت کے لیے مسجد کی چیزوں کا استعمال کرنا؟:-

مسئلہ:- یہ جماعتیں دینی کام نماز وغیرہ ہی کے لیے نکلتی ہیں اور مساجد میں قیام کرتی ہیں ان کے اس کام سے بہت بڑا نفع ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ان جماعتوں کو مسجد میں رہنے، ٹھہرنے، اپنی کتاب سنانے کی اجازت دے دی جائے اور ان کے ساتھ پورا تعاون کیا جائے۔ ان جماعتوں کا قیام نماز کے لیے ہے مقصدِ نماز کے خلاف کسی غلط یا غیر مقصد کے لیے نہیں، اس لیے اگر یہ مسجد کا لوٹا چٹائی نل، ڈول، رسی وغیرہ استعمال کریں تو اس میں روکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۶۵ جلد ۱۲)۔

مسجد میں تبلیغی تعلیم کہاں کی جائے؟:-

مسئلہ:- اگر نماز اور وظیفہ میں خلل آئے تو اس طرح تعلیم کرنا منع ہے، مگر تعلیمی سلسلہ بھی بہت اہم اور مفید ہے اس لیے دونوں سلسلے جاری رکھیں، ایسی صورت اختیار کی جائے، مسجد بڑی ہو تو اس کے کسی گوشہ میں یا برامدہ یا صحن میں (جبکہ نمازی اندر سنت وغیرہ پڑھ رہے ہوں) تعلیم ہو تو دونوں سلسلے جاری رہ سکتے ہیں۔ نیز تعلیم میں فضائل کے ساتھ ساتھ طہارت، وضو، نماز، روزہ وغیرہ کے احکام و ضروری مسائل بھی ہوں محض فضائل پر اکتفا نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ صـ۱۰۱ جلد ۶ و صـ۱۹۴ جلد ۳ و کفایت المفتی صـ۱۲۷ جلد ۳)۔

مسجد کے حوض کی پیمائش:-

سوال:- مسجدوں میں جو حوض بنائی جاتی ہے اس حوض کی گہرائی اور لمبائی و چوڑائی شرعی گز اور مروجہ میٹر کے حساب سے کتنی کتنی ہونی چاہیے؟

جواب:- دس گز لمبائی اور دس گز چوڑائی کافی ہے اور یہاں شرعی گز مراد ہے جس کو عربی میں ذراع کہتے ہیں، سرکاری گز عربی دو ذراع کا ہوتا ہے، یعنی سرکاری

پانچ گز لمبائی اور اتنی ہی چوڑائی ہوگی اور گہرائی کی کوئی خاص مقدار نہیں ہے۔
(فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۶ جلد ۱۵)۔

مسجد کی نئی تعمیر میں قدیم جماعت خانہ کی جگہ حوض بنانا؟:۔

مسئلہ:۔ اگر کسی جگہ ایک مرتبہ مسجد تعمیر ہو چکی ہو، اس کے بعد کسی وقت کسی ضرورت کی وجہ سے اس مسجد کو شہید کر کے مسجد کی نئی تعمیر کی جائے تو جو جگہ داخل مسجد تھی، اب اس کے نیچے یا اوپر کمرہ یا حوض وغیرہ بنانا جائز نہیں ہے، ہاں مسجد بالکل نئی بن رہی ہو اور بالکل نئی تعمیر کے پلان میں یا کوئی جگہ شرعی مسجد سے خارج ہو، اور وہ جگہ نئی تعمیر کے وقت شرعی مسجد میں داخل کی جا رہی ہو اور اس نئی جگہ کے پلان میں مصالح مسجد کے لیے حوض یا کمرہ بنانا شامل ہو تو ایسی صورت میں بنانے کی گنجائش ہے
(فتاویٰ رحیمیہ ص۲۴۱ جلد ۱۰ بحوالہ در مختار ص۵۱۳ جلد ۳ کتاب الوقف)۔

مسئلہ:۔ نیز دونوں مسجدیں بالکل متصل ہیں اور اہل محلہ دونوں مسجدوں کو ایک کرنا چاہتے ہیں تو ایک کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۴۰ جلد ۱۰)

حوض میں پیر وغیرہ دھونا؟:۔

مسئلہ:۔ وہ حوض جو دہ در دہ (یعنی دس ہاتھ لمبی اور دس ہاتھ چوڑی) ہے وہ ان چیزوں سے ناپاک نہیں ہوگا، لیکن ادب اور سلیقہ یہ ہے کہ کلی حوض میں نہ کی جائے بلکہ نالی میں کی جائے اور مسواک کو بھی نالی میں (ہاتھ وغیرہ میں پانی لے کر) دھوئی جائے حوض میں نہ ڈوبائی جائے، نیز پیر بھی اس طرح دھوئے جائیں کہ پانی نالی میں گرے اور حوض میں ان کا پانی نہ گرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۰ ج۱۰)

مسئلہ:۔ مسجد کے نل سے اہل محلہ کو پانی لینا درست ہے مگر احتیاط سے نل استعمال کریں، اگر خراب ہو جائے تو اس کی مرمت بھی کرا دیا کریں، یہ بات نہ ہو کہ پانی تو محلہ والے بھریں اور مرمت مسجد کے ذمہ رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۸ جلد ۱۵)۔

حوض کی جگہ کمرہ تعمیر کرنا؟:۔ سوال:۔ مسجد میں وضوء کے لیے حوض ہے، اگر حوض کے بجائے ٹنکی لگوا کر حوض کو ختم کر کے ایک عمارت بنا دیں تاکہ اس کے کرایہ سے مسجد کی ضروریات پوری ہوتی رہیں تو کیا شرعًا متولی کو اس کا حق ہے؟۔

جواب:۔ اگر نمازیوں کو وضو کرنے کی تنگی نہ ہوا ور جو کام حوض سے لیا جاتا ہے وہ سہولت سے ٹونٹی سے حاصل ہو، نیز عمارت بنانے سے مسجد کی ہوا اور روشنی میں رکاوٹ نہ ہو تو مسجد کے مفاد کے پیشِ نظر وہاں کے سمجھدار آدمیوں کے مشورہ سے ایسا کرنا درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۷۱ جلد۱)

(نوٹ:۔ مسجد میں حوض داخلِ مسجد تو ہوتی نہیں لیکن اس کا راستہ داخلِ مسجد ہوتا ہے، جب مسجد کے حوض کی جگہ کمرہ یا دوکان وغیرہ بنائی جائے گی تو راستہ داخلِ مسجد ہوگا جو شرعی لحاظ سے صحیح نہیں ہوگا، مصالح مساجد یعنی ضروریاتِ مسجد میں تو وہ استعمال میں لائیں کہ مسجد کا سامان وغیرہ یا امام وغیرہ کا کمرہ بنا دیا جائے لیکن داخلِ مسجد راستہ نہ ہو۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

جماعت خانہ کے نیچے حوض بنانا؟:۔ مسئلہ:۔ قدیم مسجد کی توسیع کے وقت جو جگہ جماعت خانہ میں شامل کی جائے اس کے نیچے کا حصہ پہلے سے حوض بنانے کی نیت ہونے کی وجہ سے بطور حوض رکھا جا سکتا ہے (پرانی مسجد کا حصہ حوض میں نہ آنے پائے) اور حوض کے اوپر کا حصہ جو جماعت خانہ میں شامل ہے اس میں صفیں نماز کے لیے قائم کی جاسکتی ہیں، مسجد کا ثواب ملے گا اور وہاں اعتکاف بھی درست ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۱۰۳ جلد۶)۔

مسجد کی جگہ میں کار پارکنگ بنانا؟:۔ سوال:۔ ہمارے یہاں مسجد بنانے کا

پروگرام ہے اور یہاں کے قانون کے مطابق کار پارکنگ (مسجد کی جگہ میں) ہونا لازمی ہے، اور یہ جگہ مسجد کی چہار دیواری کے اطراف میں ہوتی ہے اور اس کے بغیر مسجد بنانے کی اجازت نہیں ملتی، معلوم یہ کرنا ہے کہ مسجد کے پیسے جو بینک میں جمع ہیں، اس پر جو سود ملتا ہے تو کیا یہ رقم کار پارکنگ میں استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب:۔ صورتِ مسئولہ میں نمازیوں کی کار رکھنے کی جگہ لازمی ہے تو مال دار حضرات یہ کام اپنی حلال کمائی سے کر سکتے ہیں اور کرنا چاہیے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ص۱۲۵ جلد۶)۔

مسجد پر حکومت کا قبضہ کرنا؟:۔ سوال:۔ کیا کسی حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی مسجد کو ضبط کرلے اور پھر اس کو نقد روپیہ لے کر یا شرائط پر واگذار کرے جس کی رُو سے مسجد پر حکومت کا تسلّط رہے؟۔

جواب:۔ مسجد خدا کا گھر ہے اور خدا ہی اس کا مالک ہے، وہ کسی انسان کی ملک نہیں۔ قرآن پاک میں فرمانِ الٰہی ہے:۔ "وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ" یعنی یقیناً مسجدیں خاص خدا کی ہیں۔

اور جب وہ خدا کی ملک ہیں اور اس کی عبادت کے لیے مخصوص ہیں تو کسی حکومت کو ان کے اوپر مخالفانہ تسلّط اور قبضہ اور ضبط کرنے کا حق نہیں، حکومت انسانی املاک پر قبضہ کرے تو کرے، خدا کی ملک پر قبضہ نہیں کر سکتی، اور اگر جبر و استبداد سے قبضہ کرلے تو وہ قبضہ شرعاً ناجائز اور کالعدم ہوگا، اور اس کو لازم ہوگا کہ اسے واگذار کردے۔ واگذاری کے عوض میں کوئی رقم وصول کرنے یا کوئی شرائط عائد کرنے کا حکومت کو کوئی حق نہیں ہے۔

(کفایت المفتی ص۱۷ جلد۷)۔

مسجد شہید کر کے راستہ بنانا؟:۔ سوال:۔ سنگاپور میں ایک شہر نئے

درمیان میں کئی مساجد ہیں، حکومت اس کو خوب صورت شہر بنارہی ہے۔ راستوں میں مسجدیں، گرجاگھر، مندر و مکانات ہیں، حکومت ان کو منہدم کرکے اس کے عوض دوسری جگہ دیتی ہے تو کیا مسجد کو توڑنا اور اس کے عوض دوسری جگہ لینا شرعاً جائز ہے؟

جواب :۔ جو جگہ ایک دفعہ مسجد کے حکم میں آجائے پھر اس کی عمارت رہے یا نہ رہے، اس میں نماز پڑھی جاتی ہو یا نہ پڑھی جاتی ہو وہ جگہ قیامت تک مسجد کے حکم میں رہے گی، اس کو بجز عبادت کے کسی اور کام میں استعمال کرنا درست نہیں ہے، اس کے کسی حصہ کو بیچنا، کرایہ پر دینا، رہن رکھنا یا اس کے وُرثاء کو واپس کردینا (داخل مسجد کو) جائز نہیں ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں مسجد کے کسی حصہ کو راستہ میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۹۱ جلد ۶ و ص ۱۷۷ جلد ۲ و بحر الرائق ص ۲۴۷ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۵۳۱ جلد ۳)۔

(اپنی طرف سے کوشش تو مسجد کو بچانے کی کی جائے لیکن اگر حکومت وغیرہ سے مجبور ہو جائیں تو خون خرابہ نہ کریں، کیوں کہ حکومت سے ٹکراؤ آسان نہیں ہے، اس لیے دوسری جگہ جو مل رہی ہے اس کو حاصل کرلیں اور اگر ممکن ہو تو سابقہ مسجد کا ملبہ وغیرہ بھی استعمال میں لے آئیں تاکہ بے حرمتی نہ ہو، واللہ اعلم محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

کچھ راستہ مسجد میں لینا؟ :۔

مسئلہ :۔ اگر راستہ بڑا ہے کچھ حصہ مسجد میں لینے سے تنگی نہیں ہوگی تو مشورہ کرکے بقدر ضرورت مسجد میں لے سکتے ہیں شرعاً اجازت ہے۔ اس پر سب کو رضامند ہونا چاہیے۔ اتنی جگہ نہ لیں کہ راستہ تنگ ہو جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۶۷ جلد ۱۸)۔

مسئلہ :۔ اگر وہ راستہ کسی کی ملک نہیں ہے، عام لوگوں کے چلنے

کے لیے ہے اور مسجد میں تنگی ہے اس کو بڑھانے کی ضرورت ہے، اور اس بڑھانے سے گذرنے والوں کو تنگی و پریشانی نہیں ہوگی، اور نہ ہی کسی کا راستہ رکے گا تو مسجد کو بقدرِ ضرورت بڑھا لیا جائے۔ اگر اس کے لیے کسی کی مملوکہ زمین مسجد میں شامل کرنا چاہیں، وہ بلا قیمت نہ دے تو اس سے خرید کر مسجد میں شامل کرلیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۵ جلد ۱۸)۔

مسئلہ ۱۱: نمازِ کے لیے عورتوں کا مسجد میں جانا؟:- آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت تھی اور ساتھ ہی یہ ارشاد بھی تھا کہ

بیوتھن خیر لھن یعنی ان کے گھر ان کے لیے مسجد سے بہتر ہیں۔ (مشکوٰۃ ص۹۶)

اُم حمیدؓ ایک جان نثار خاتون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ٹھیک کہتی ہو لیکن تمہارے لیے بند کوٹھری میں نماز پڑھنا صحن کی نماز سے بہتر ہے اور صحن کی نماز برآمدہ کی نماز بہتر ہے۔

اس کے بعد اُم حمیدؓ نے اندھیری کوٹھری نماز کے لیے متعین کرلی اور وفات تک وہیں نماز پڑھتی رہیں مسجد میں گئیں۔ (ترغیب ص۱۸۰ جلد ۱)۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا، عورتوں کی حالت میں تبدیلی (عمدہ پوشاک، زیب و زینت اور خوشبو کا استعمال وغیرہ) دیکھ کر آپؓ نے جو عورتیں مسجد میں آیا کرتی تھیں روک دیا تھا، تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس بات کو پسند فرمایا کسی نے خلاف نہیں کیا، البتہ بعض عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی شکایت کی تو اُم المؤمنین صدیقہؓ نے بھی فیصلۂ فاروقی سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا" اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں کو دیکھنے

رکھنے کی اجازت ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۱۳۱ جلد۶ وامداد الفتاوی ص۷۴۳ جلد۲ وامداد الاحکام ص۴۳۰ جلد اول)

نقشۂ اوقاتِ نماز دوسری مسجد میں منتقل کرنا؟ :- مسئلہ:- اگر اصل مالک نے متعین طور پر اسی مسجد کے لیے نقشۂ اوقات کو وقف کیا ہے اور وہ وقف صحیح بھی ہوگیا تو اس کو پھر دوسری مسجد میں منتقل کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا امام اور مقتدیوں کو چاہیے کہ اس نقشہ سے کام لیں تاکہ واقف کی نیت پوری ہو اور اس کے ثواب میں اضافہ ہو۔

نفسِ وقف کا ثواب بہر حال اس کو حاصل ہے، ہاں اگر خدانخواستہ مسجد غیر آباد ہو جائے تو پھر دوسری مسجد میں اس کو منتقل کرنا درست ہوگا، اور قرآن کریم کو جس مسجد پر وقف کیا جائے اس کو دوسری مسجد میں منتقل کرنے کا مسئلہ رد المحتار ص۵۸۰ جلد۲ میں مذکور ہے اسی کے ذریعہ صورت مسئولہ کا حکم تحریر کیا گیا ہے، اگر وہ نقشہ وقف نہیں ہوا تو اس کو منتقل کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۵۹ جلد۱۰)۔

مسجد کی جگہ بغیر کرایہ کے دینا؟ :- مسئلہ:- مسجد کی وقف جگہ مسجد کے لیے ہے، لہٰذا کسی ادارہ کو مفت بغیر کرایہ کے دینا جائز نہیں ہے، کرایہ لیا جائے اور اسے مسجد کے مفاد میں استعمال کیا جائے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۷۶ جلد۴)۔

مسجد کے کمرے کرایہ پر دینا؟ :- مسئلہ:- مسجد کے احاطہ میں جو حجرے ہوتے ہیں وہ عموماً مسجد کے امام اور خدام مسجد کے لیے ہوتے ہیں، لہٰذا ان کو اسی کام میں لیا جائے، کرایہ پر نہیں دے سکتے، اگر زائد کمرے ہوں تو تعلیم کے کام میں لیے جائیں، ہاں اگر بانی اور واقف نے کرایہ کے لیے اور مسجد کی آمدنی کے لیے بنائے ہوں تو کرا

مسجد میں آنے سے منع فرماتے۔ (صحیح بخاری ص۱۲۰ جلد۱ و مسلم شریف ص۱۸۳ جلد۱)۔
یہ اس دور کی بات ہے جب کہ اکثر عورتوں میں شرم وحیا اور تقویٰ و پرہیزگاری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور مردوں میں بھی اکثریت نیکوکار تھی۔
فیوض و برکات کے حصول کا زریں موقع تھا اور مسجدِ نبویؐ کی فضیلت اور نماز باجماعت ادا کرنے کی شریعت میں سخت تاکید ہے، باوجود اس کے عورتیں مسجد کی حاضری سے روک دی گئیں تو موجودہ دور میں کیا حکم ہونا چاہیے؟
درمختار مع شامی ص۵۲۹ جلد اول میں ہے کہ مکروہ ہے عورتوں کو جماعت میں شریک ہونا، چاہے جمعہ اور عیدین ہوں یا مجلس وعظ ہو، چاہے وہ عمر رسیدہ ہو چاہے جوان، رات ہو یا دن، زمانہ کی خرابیوں کی وجہ سے مفتی بہ مذہب یہی ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۲۳۲ جلد۱ و ص۵۶ جلد۷ و عالمگیری ص۵۶ جلد۱ و کفایت المفتی ص۳۹۲ جلد۵ و احسن الفتاوی ص۴۶۵ جلد۶)۔

آواز والی گھڑی مسجد میں لگانا؟:- مسئلہ:- اس گھڑی کا مقصدِ اصلی بھی وقت ہی معلوم کرنا ہے اور ستار باجہ کی طرح آواز سننا مقصد نہیں، لیکن گانا بجانا عام ہونے کی وجہ سے اس کی آواز میں اس طرح کا لحاظ کر لیا گیا ہے کہ اگر کوئی باجہ کی آواز نہ سننا چاہے بلکہ اس سے نفرت کرتا ہو تو وہ بھی بے اختیار اس کو سنے، اس کو ستار وغیرہ کی طرح بالکل ناجائز تو نہیں کہا جائے گا۔ ہاں ضرور کسی قدر تشبہ پیدا ہو جائے گا، اس لیے ایسی گھڑی کے مقابلے میں وہ گھڑی قابلِ ترجیح ہوگی جس میں آواز نہ ہو۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۴۹ جلد۱)۔
مسئلہ:- گھڑی گھنٹہ میں پندرہ پندرہ منٹ بعد ٹن ٹن کی آواز ہوتی ہے اس سے ان لوگوں کو جو دور ہوتے ہیں یا جن کی نگاہ کمزور ہے، وقت معلوم کرنے میں سہولت ہوتی ہے، اس بنا پر ایسی آواز والی گھڑی مسجد میں

پر دے سکتے ہیں، بشرطیکہ مسجد کو ضرورت نہ ہو اور اس سے مسجد کی بے حرمتی نہ ہوتی ہو، اور نمازیوں کا حرج اور تشویش نہ ہوتی ہو، اور کرایہ دار کے لیے آمد و رفت کا راستہ (داخل مسجد سے) الگ ہو ورنہ کرایہ پر بھی نہیں دے سکتے (فتاویٰ رحیمیہ صـ۹۹ جلد۶ و صـ۱۲۴ جلد۶)۔

مسئلہ:- مسجد کی آمدنی بڑھانے کے لیے مسجد کی قبلہ جہت دیوار کو پیچھے ہٹا کر مسجد کی جگہ (داخل مسجد) میں دوکانیں بنانا درست نہیں ہے، مسجد کی قبلہ جہت دیوار بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ صـ۱۷۶ جلد۲ بحوالہ البحر الرائق صـ۲۵۱ جلد۵)۔

مسجد کی زمین میں کھیلنا؟:-

مسئلہ:- مسجد یا قبرستان کے لیے وقف شدہ زمین کا حکم بحیثیت احترام مسجد کے حکم میں نہیں ہے۔ (جب تک قبر یا مسجد نہ بنائی گئی ہو) ہر جائز کام وہاں درست ہے اور ہر ناجائز کام وہاں ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۰۶ ج۱۵)

مسئلہ:- مسجد کی (خالی زمین خارج مسجد) جگہ اکھاڑے کے لیے مفت دینا جائز نہیں، کرایہ پر دی جا سکتی ہے، بشرطیکہ مسجد کو اس کی ضرورت نہ ہو اور مسجد کی بے حرمتی نہ ہوتی ہو، ورنہ کرایہ پر بھی دینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ صـ۹ جلد۶)۔

مسجد کی سیڑھی وغیرہ استعمال کرنا؟:-

سوال:- متولی مسجد کی اجازت سے مسجد کی سیڑھی وغیرہ گھر لے جا کر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟۔

جواب:- جو چیز مسجد کے پیسے سے خریدی گئی اور دوسرے لوگ اپنی ضرورت کے لیے مسجد سے مانگتے ہیں، تو ان کو عام طور پر وہ چیز نہ دی جائے، ہاں اگر مصالح مسجد کا تقاضا ہے تو دے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۰۷ جلد۱۵)۔

مسجد کا سامان مانگنا؟:-

سوال:- مسجد کا سامان مثلاً سمینٹ قلعی، روغن وغیرہ تھوڑا بہت مانگ لے تو جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب :- مسجد کی چیز بلا اجرت اور بلا قیمت لینے کا حق نہیں ہے، نہ اجازت سے، نہ بلا اجازت۔ جو چیز اجرت پر دینے کے لیے ہو اس کو اجرت پر لینا درست ہے، اور جو چیز فروخت کرنے کے لیے ہو اُس کو قیمت دے کر لینا درست ہے (فتاویٰ محمودیہ ص۲۳۶ جلد ۱۵)۔

مسجد کا سامان کرایہ پر دینا؟ :- سوال :- مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کے اخراجات کے مکمل کرنے کے لیے مسجد کی آمدنی سے کچھ برتن خریدے جو شادی اور دیگر تقریبات میں کرایہ پر دیئے جاتے ہیں، اس طرح پر کرایہ وصول کرنا اور مدرسہ و مسجد کے انتظامات میں لانا شرعاً درست ہے؟۔

جواب :- شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، وہ کرایہ مذکورہ ضروریات میں صرف کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۳۸ جلد ۱۵)۔

مسجد میں سونا؟ :- مسئلہ :- مسجد میں امام ہو یا محلہ کا کوئی شخص بھی ہو، جب دوسری جگہ موجود ہے تو پھر مسجد میں سونا اور وہ بھی روز مرہ سونا مکروہ ہے اس سے بچنا چاہیئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۶ جلد ۶ و فتاویٰ عالمگیری ص۳۲ جلد ۵ و فیض الباری ص۴۹ جلد ۲)۔

مسئلہ :- مسجد میں سونا مکروہ ہے، اپنے مکان پر سویا کریں، متولی کو مسجد میں سونے کی اجازت دینے کا بھی حق نہیں ہے۔ جو شخص معتکف ہو یا مسافر ہو اس کے لیے گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۴ جلد ۱۰ و کفایت المفتی ص۱۱۳ ج۳)

مسئلہ :- مسجد نماز کی جگہ ہے، سونے اور آرام کرنے کی جگہ نہیں ہے۔ جو مسافر پردیسی ہو یا کوئی معتکف ہو اس کے لیے گنجائش ہے۔ تبلیغی جماعتیں عموماً پردیسی ہوتی ہیں یا پھر وہ مسجد میں رات کو رہ کر تسبیح و نوافل میں بیشتر مشغول رہتی ہیں، کچھ دیر آرام بھی کر لیتی ہیں، اس طرح اگر ان کے ساتھ مقامی آدمی بھی شب گذاری کریں تو نیت اعتکاف کر لیا کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۲۲ جلد ۱۵ و ص۲۶۸ جلد ۱

و در مختار مع شامی ص ۶۱۹ جلد ۱)۔

مسئلہ:۔ نمازیوں کا مسجد میں اوقاتِ نماز کے علاوہ لیٹ جانا اور سو جانا اگر اتفاقی طور پر ہو تو مباح ہے، لیکن مسجد کو خواب گاہ بنا لینا ان کے لیے درست نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۱۱۲ جلد ۳ و امداد الاحکام ص ۴۳۶ جلد ۱)۔

مسئلہ:۔ تبلیغی جماعت والے اگر مسافر ہیں، اور مسجد کی صفائی و ادب و احترام کا لحاظ کرتے ہیں تو مسجد میں ان کے سونے کی گنجائش ہے، باہر خارج مسجد جگہ ہو تو وہاں سونا اور وہیں کھانا پینا اچھا ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۲۱ جلد ۶ و فتاوی عالمگیری ص ۲۱۵ جلد ۶)۔

مسئلہ:۔ مستقلاً مسجد کو مکان بنانا اور وہاں رہائش اختیار کرنا نہیں چاہیئے، یہ مکروہ اور احترامِ مسجد کے خلاف ہے لیکن اگر کسی پر نیند کا غلبہ ہو اور اس کی جماعت چھوٹتی ہو یا نماز قضا ہو جاتی ہے اور مسجد میں سونے سے نماز باجماعت کی پابندی نصیب ہوتی ہے یا تہجد کی توفیق ہوتی ہے یا مسجد کی حفاظت مقصود ہے یا کوئی اور دینی ضرورت ہے جو بغیر مسجد میں سوئے حاصل نہیں ہوتی تو اس کے لیے اجازت بھی ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی دینی ضرورت کے لیے مسجد میں سوتے تھے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۴۸ جلد ۱ بحوالہ شامی ص ۴۴۴ جلد ۱ و فتاوی عالمگیری ص ۴۱۵ جلد ۶)۔

مسئلہ:۔ مسجد میں سونا معتکف اور مسافر کے لیے جائز ہے، دوسروں کے لیے مکروہ ہے۔ جو لوگ مسجد میں سوئیں ان کو مسجد کی چٹائیوں پر کپڑا وغیرہ بچھا لینا چاہیئے تاکہ پسینہ سے فرش خراب نہ ہو اور نیند کی حالت میں ناپاک ہونے کا خطرہ نہ رہے۔ (آپ کے مسائل ص ۱۴۱ جلد ۳)۔

مسئلہ:۔ مسجد میں سونا خلاف اولی ہے گو جائز ہے اور جب سونا ہی ٹھہرا تو نیند کی حالت میں ریح کے نکلنے میں گناہ نہ ہوگا۔ (امداد الاحکام ص ۴۶۳ جلد ۱ و احسن الفتاوی ص ۴۴۷ جلد ۶)۔

مسجد میں گندہ دہنی سے اجتناب:-

بدن اور کپڑوں کے ساتھ مونہہ بھی صاف ہونا چاہیئے، "سانس بو کر بولنے اور مونہہ کھولنے کے ساتھ مسجد کے کچھ حصوں میں بدبو پھیل جائے اور نمازیوں کے لیے اذیت کی وجہ بن جائے، مسجد میں آنے سے پہلے اچھی طرح منہہ صاف کر لیا جائے، کوئی ایسی چیز نہ کھائی پی جائے جس سے بدبو پیدا ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں مسواک کی تاکید اور اس کی فضیلت جو بیان کی گئی ہے، اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے اس کے دربار میں حاضری پاکیزگی اور نفاست کے ساتھ ہو تاکہ مناجات اور سرگوشی میں پورا پورا ادب ملحوظ رہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں منہ کی صفائی کا بڑا اہتمام فرمایا، خود تو یہ حال تھا کہ کوئی وضو بغیر مسواک کے نہیں ہوتا تھا، یوں بھی آپؐ بکثرت مسواک کرتے۔ آپؐ نے اپنی امت کو بھی اس کی بڑی ترغیب فرمائی ہے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں یہ حکم دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کریں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ مسواک منھ کی صفائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی۔ اسی صفائی کا نتیجہ ہے کہ آپؐ نے ایسی چیز کھا کر مسجد جانے سے روکا ہے جس کی بو جلد ختم نہیں ہوتی جیسے کچی پیاز، لہسن، مولی اور اسی طرح کی دوسری چیزیں۔ (اسلام کا نظام مساجد ص ۲۱۹)۔

مسئلہ: جس کے زخم سے بدبو آتی ہو اس کا مسجد میں آنا؟:-

ایسے شخص کو جس کے زخم سے بدبو آتی ہو اور دوسروں کو اذیت پہونچتی ہو، مسجد میں جانا منع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۳ جلد ۱۹ بحوالہ شامی ص ۱۹۱ جلد اول و آپ کے مسائل ص ۱۵۱ جلد ۳)۔

(اصل منشاء یہ ہے کہ مسجد میں آدمی ایسی حالت میں نہ آئے کہ اس کے

مُنھ یا بدن کے کسی حصہ سے بھی بدبو آرہی ہو خواہ وہ کھانے پینے کی چیزوں کی وجہ سے یا جسم ولباس وغیرہ کی گندگی کی وجہ سے۔ رفعت)

کیا ناک کی بدبو والا مسجد میں آسکتا ہے؟

سُوال:- ایک شخص کو پیدائشی طور پر ناک کی بیماری ہے جس کی وجہ سے بدبو آتی رہتی ہے، علاج و معالجہ سے کوئی فائدہ نہ ہو تو ایسے شخص کو مسجد میں جانا کیسا ہے؟۔

جواب:- حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اس بدبودار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ ایذا پاتے ہیں جس سے انسان ایذا پاتے ہیں (بخاری شریف وغیرہ)۔

حدیث معلل ہے بایذار انسان و ملائکہ، اس لیے جس کے جسم کے کسی حصہ کی بُو سے لوگوں کو ناگواری اور اذیت ہوتی ہو، اسے مسجد میں نہیں آنا چاہیئے۔ اور اعتکاف میں نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ فقہاء رحمہم اللہ فرماتے ہیں جس شخص کے بدن میں ایسی ناگوار بدبو پائی جائے جس کی وجہ سے آدمیوں کو اذیت ہوتی ہو تو اس کو نکال دینا چاہیئے۔ (اسلام کا نظام مساجد صـ۲۱۹)

اس کو بھی مسجد میں آنے سے اجتناب کرنا چاہیئے کہ مسجد فرشتوں کی آمد کی جگہ ہے، ان کو اور دوسرے لوگوں کو اذیت ہوگی، البتہ اگر بدبو خفیف ہو تکلیف دہ اور ناگواری کی حد تک نہ ہو تو نماز پنجگانہ کے لیے دافع بدبو عطر وغیرہ خوشبو لگا کر آسکتا ہے۔ (فتاوی رحیمیہ صـ۲۴۵ جلد ۱)۔

مسئلہ:- ہر ایذار رساں کو خواہ وہ زبان سے تکلیف پہونچائے مسجد میں آنا منع ہے اور وہ بھی جس کو گندہ دہنی یعنی منھ کی بدبو کا مرض ہو جس سے نمازیوں کو تکلیف ہو۔ (کتاب الفقہ صـ۴۵۴ جلد ۱)۔

مسئلہ:- لہسن اور پیاز کے بارے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کھانا ہی ہے تو ان کو پکا کر کھاؤ، تاکہ ان کی بُو مر جائے۔ (ابوداؤد صـ۱۸ ج۲)

(پیاز و لہسن کی طرح حقہ، بیڑی، سگریٹ، نسوار، گندھک، مٹی کا تیل اور ہر بدبودار چیز کا یہی حکم ہے، اس لیے حقہ، سگریٹ و سگار وغیرہ استعمال کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ منہ اچھی طرح صاف کرلیں اور خوب اچھی طرح سے مسواک کرلیں مسجد میں آنے سے پہلے، تاکہ حدیث شریف پر عمل ہوسکے۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ: مسجد میں بدبودار رنگ کرنا مکروہ تحریمی ہے، مسجد کو ہر بدبودار چیز سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ یہاں تک کہ کچی پیاز و لہسن کھاکر بغیر منھ صاف کیے بدبودار منھ لے کر مسجد میں آنے کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، فقہاء نے بھی مکروہ لکھا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صہ۲۰۲ جلد ۱۵)

(پہلے زمانہ میں رنگ پینٹ وغیرہ میں بدبو کافی عرصہ تک رہا کرتی تھی بدبو نہ ہو تو استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اسی طرح مسجد میں بیڑی سگریٹ اور حقہ پی کر بغیر منہ صاف کیے داخل نہ ہونا چاہیے، اس سے یہ بات [illegible] سمجھ میں آتی ہے کہ جب منہ میں بدبو داخل ہونے کی اجازت نہیں [illegible] ہے تو مسجد میں بیڑی سگریٹ پینا کتنا بڑا جرم ہوگا۔
محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

خارش و جذامی کا مسجد میں آنا؟:

مسئلہ: کسی مرض کو فی نفسہٖ متعدی سمجھنا (کہ لگ جائیگا) غلط ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، لیکن جو شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں، اور ان کے عقیدے غلط ہوجانے یا غلط عقیدوں کے پختہ ہوجانے کا اندیشہ ہے تو اس شخص (مریض) کو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ وہ اپنے مکان سے وضو کرکے جائے، اگر مسجد میں جانے سے بھی لوگوں میں نفرت پیدا ہو یا اس کے جسم سے بدبو آتی ہو یا رطوبت ٹپکتی ہو تو اس کو اپنے مکان پر ہی نماز پڑھنی چاہیے، مسجد میں نہ جائے، جماعت

اس سے ساقط ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۲۸ جلد ۱۸)۔

مسئلہ: اگر کوڑھ کا اثر خون اور پیپ نہیں، بدن سے رطوبت نہیں نکلتی، بدبو نہیں آتی تو مسجد میں جاکر نماز پڑھنا اور جماعت میں شریک ہونا درست ہے، ہاں اگر نمازیوں میں وحشت پیدا ہو اور اس کی وجہ سے لوگ مسجد میں آنا چھوڑ دیں اور مسجد کے غیر آباد ہونے کا اندیشہ ہو تو اس مریض کو خود ہی اس کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے مکان پر نماز ادا کرلینی چاہیئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۱۴ جلد ۱۶)۔

غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا؟:-

مسئلہ: جب تک ناپاک ہونے کا علم نہ ہو، اور دوسری بھی کوئی چیز مضرت رساں اور مفسدہ نہ ہو تو غیر مسلم کو مسجد میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔ اہل مسجد پر گناہ نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۵۱ ج۱۵ و بحر ص... ج۵)

مساجد میں چھوٹے بچوں کو لانا؟:-

مسئلہ: مسجد میں چھوٹے بچوں کو لانے کی اجازت نہیں مسجد کا ادب واحترام باقی نہ رہے گا، اور لانے والے کو بھی اطمینان قلب نہ رہے گا، نماز میں کھڑے ہوں گے مگر خشوع و خضوع نہ ہوگا، بچوں کی طرف دل رہے گا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں سے بچاؤ۔ (ابن ماجہ ص۵۵ جلد اول)۔

مسئلہ: مسجد میں بچوں کے داخل کرنے سے مسجد کے نجس ہونے کا اندیشہ ہو تو حرام ہے ورنہ مکروہ۔ (الاشباہ ص۵۵۵)۔

مسئلہ: ہاں اگر بچہ سمجھدار ہو، نماز پڑھتا ہو، مسجد کے ادب و احترام کا لحاظ رکھتا ہو تو کوئی حرج نہیں، غالباً اسی بنا پر حدیث شریف میں سات سال کی قید موجود ہے۔ وہ نابالغ بچوں کی صف میں کھڑا رہے، اگر صف میں ایک ہی بچہ ہے تو بالغوں کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے مکروہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۲۱ جلد ۶ و آپ کے مسائل ص۱۴۲ جلد ۳)۔

مسئلہ ا: بچہ کے چالیس دن کا ہو جانے کے بعد بعض لوگ اسے مسجد میں لا کر لٹاتے ہیں اور پھر کچھ مٹھائی تقسیم کرتے ہیں، یہ رسم بے اصل، لغو اور قابل ترک ہے (فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۸ جلد اول)۔

مسجد کا دروازہ بند کرنا کیسا ہے؟:- **سوال:-** زید ایک مسجد میں امام ہے، بعد نماز عشاء مسجد کے کواڑ بند کر لیتا ہے اور جو کواڑ بند کرنے کے بعد نمازی آتا ہے تو زید نہیں کھولتا کیا کسی حدیث شریف میں ہے؟۔

جواب:- درمختار میں ہے کہ مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر مسجد کے سامان کے گم ہونے کا اندیشہ ہے تو سوائے اوقات نماز کے دروازہ مسجد کا بند کرنا درست ہے۔ اور شامی میں ہے کہ یہ امر اہل محلہ کی رائے پر ہے جس وقت وہ مناسب سمجھیں سوائے اوقات نماز کے دروازہ بند کرا دیا کریں۔ صورت مذکورہ میں امام مسجد کا نمازیوں کے لیے دروازہ نہ کھولنا خلاف شریعت ہے اور دروازہ بند کر کے پھر نہ کھولنا اگرچہ نمازیوں کی ضرورت سے ہو کہیں ثابت نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۱۴۹ جلد ۴ بحوالہ درمختار ص۶۱۴ جلد اول، و کتاب الفقہ ص۴۶۱ جلد اول)

مسئلہ ا:- اگر نماز کے وقت جانوروں کے اندر آ جانے کا ڈر ہو تو اس طرح بند رکھا جا سکتا ہے کہ نمازی دروازہ خود کھول کر مسجد میں آ سکیں اور نمازیوں کی یہ شکایت باقی نہ رہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۰۴ جلد ۶)۔

آج کل حالات بہت ہی خراب چل رہے ہیں کہ دن دہاڑے چوری و قتل و غارت گری ہو رہی ہے، اگر کسی جگہ پر ایسا ہی ماحول ہو تو نماز و جماعت کے بعد فوراً کواڑ بند کر لیا کریں اور نمازیوں کو بھی چاہیے کہ وہ اوقات کی پابندی کریں تاکہ جان و مال کی حفاظت بھی رہے اور نماز بھی جماعت سے ادا ہوتی رہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ: جب کہ مسجد کا سامان محفوظ نہیں تو اس کی حفاظت کے لیے مسجد میں تالا ڈالنا شرعاً درست ہے، بلکہ ضروری ہے، مگر ہر نماز کے وقت وہاں سب کے آنے اور سب کے نماز پڑھنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۹۵ جلد ۱۵ و آپ کے مسائل ص۱۴۷ جلد ۳ و بحر ص۲۳۳ جلد ۲)۔

دریا برد گاؤں کی مسجد کے سامان کا حکم:-

سوال:- جمنا کے کنارے گاؤں جو کہ سب دریا میں ڈوب گیا، صرف چند مکان اور ایک مسجد باقی ہے، حکومت نے اس گاؤں کو دوسری جگہ بسا دیا ہے جس میں تین مسجدیں ہیں۔ اب قدیم مسجد ویران ہے اس کے سامان کو کسی مسجد میں استعمال کر سکتے ہیں؟۔

جواب:- جب تک قدیم مسجد موجود ہے اس کے سامان کو کہیں منتقل نہ کریں، بلکہ اسی مسجد کو آباد کریں۔ اور اگر کسی وقت وہ بھی دریا برد ہو جائے اور وہاں پر پانی کا قبضہ ہو جائے، پھر اس کا سامان اور رقوم باہمی مشورہ سے جس مسجد میں ضرورتاً ہو وہاں منتقل کر دیں، اگر مشورہ میں اتفاق نہ ہو یا سب مسجدیں برابر ہوں تو پھر تینوں میں تقسیم کر دیں۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۴۴ جلد ۱۸)۔

پرانی مسجد کے گر کر بہہ جانے کا اندیشہ ہو؟:-

سوال:- ہمارے یہاں ایک مسجد ہے جو پانی چڑھنے کی وجہ سے شہید ہونے لگی ہے، اگر کچھ دن یہی حال رہا تو اینٹ وغیرہ سب پانی میں بہہ جائیں گی، لہٰذا اگر اینٹیں وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ مسجد بنا دی جائے تو کیا حکم ہے؟۔

جواب:- اگر مسجد منہدم ہو رہی ہے اور وہاں پر پانی کا قبضہ ہو رہا ہے اور مسجد کی اینٹیں وغیرہ کے ضائع ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے تو وہاں سے اینٹیں وغیرہ اٹھا کر دوسری جگہ مسجد بنالیں۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۲۸ جلد ۱۵)۔

مسجد کے پیسے سے مسجد کے لیے پائپ خریدنا؟:-

مسئلہ:- مصالح

مسجد کے لیے جو وقف ہو اُس کی آمدنی سے غسل کے لیے بالٹی خریدنا اور غسل خانہ مسجد میں رکھدینا تاکہ نمازی ضرورت کے وقت اس سے غسل کر لیا کریں، جائز ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص بالٹی ہی خرید کر مسجد کے غسلخانہ میں رکھ دے، تب بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ ۲۲۷ جلد ۱۵)۔

مسجد کی آمدنی سے جنازہ کی چارپائی خریدنا ہے:۔ سوال:۔

مسجد میں مُردوں کو نہلانے کے لیے تختہ اور قبرستان لے جانے کے لیے چارپائی مہیا کی جاتی ہے تو کیا وہ مساجد کی موقوفہ جائیداد کی آمدنی میں سے بنانا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ وقف مساجد کی ضروریات کے مصارف کے لئے ہوتا ہے اور یہ چیزیں اہل محلہ اور عام مسلمانوں کی سہولت کے لیے ہوتی ہیں، اس کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، تو کیا ان امور میں وقف کی آمدنی کا صرف کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟۔

جواب:۔ ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ ۲۳۱ جلد ۱۵ بحوالہ عالمگیری صـ ۴۶۲ ج ۲)

مسجد کے غسل خانہ و گذرگاہ میں دوکانیں بنانا ہے:۔ مسئلہ:۔

جو حصہ زمین ایک دفعہ مسجد بن جائے وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہی رہتا ہے، اس کو مسجد سے خارج کر کے دوکان وغیرہ بنانا درست نہیں۔

جوتے اتارنے کی جگہ کو (جو حصہ داخل مسجد نہیں تھا) پختہ فرش میں داخل کرنا اگر واقف یا قائم مقام واقف کی اجازت سے نہیں تھا بلکہ ویسے ہی کسی ایک یا متعدد آدمیوں نے داخل کر لیا تھا تو وہ حصہ شرعی مسجد نہیں بنا۔ (جوتے اتارنے کی جگہ کو مسجد کے صحن میں شامل کر لیا تھا) مسجد کے مصالح کے لیے اصحاب الرائے حضرات کے مشورہ سے اتنا حصہ (جو کہ خارج مسجد ہے) دوکان کے لیے الگ کر لینا درست ہے تاکہ مسجد کے لیے آمدنی اور حفاظت کا انتظام

یہ سہولت ہو سکے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۱۸۹ جلد ۱۸)۔

مسئلہ: غسل خانہ اور وضو خانہ کی چھت کا حکم:- صحن کا جو حصہ نماز کے لیے تجویز کیا گیا ہے اس کے اوپر کی چھت تو مسجد ہے، لیکن وضو خانہ استنجاء خانہ کے اوپر کی جو چھت ہے وہ شرعی مسجد نہیں ہے، اس پر مسجد کے احکامات جاری نہیں ہوں گے، اگر اتفاقیہ کبھی دو چار آدمی جماعت سے رہ گئے، مثلاً سفر سے ایسے وقت آئے کہ جماعت ہو چکی ہے تو ان کو وہاں جماعت کرنا ممنوع و مکروہ نہیں ہے، لیکن اس کی عادت نہ ڈالی جائے۔

جو مسجد بن چکی (یعنی تعمیر مکمل ہو چکی ہے پھر بعد میں) اس کے نیچے تہہ خانہ یا استنجاء خانہ یا کمرہ وغیرہ بنانے کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۴۵ جلد ۱۵)۔

سوال: کیا مسجد کے صحن کا احترام ضروری ہے؟:- مسجد کے صحن کا کچھ حصہ جو حدود مسجد میں بغیر مرمت و پلاستر وغیرہ کے ہے ناہموار ہونے کی وجہ سے یہاں باقاعدہ نماز نہیں پڑھی جاتی تو کیا اس کا احترام ضروری ہے؟

جواب:- جس حصہ زمین کو مسجد قرار دیدیا گیا ہے وہ مرمت نہ ہونے کے باوجود قابلِ احترام ہے، اس میں کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو آدابِ مسجد کے خلاف ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۰۴ جلد ۱۰)۔

مسئلہ: مسجد سے متعلق بیت الخلاء بنانا:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وقت میں مسجد میں نالی، لوٹا، حوض، کنواں، نل پانی، غسل خانہ، کھڑکی، پنکھا، بجلی وغیرہ کسی چیز کا انتظام نہیں تھا، مسجد کی چھت بھی ایسی تھی کہ دھوپ و بارش بھی اس میں کو آتی تھی، غرض بہت سادہ جگہ تھی، اس میں دری وچٹائی بھی نہ تھی، یہ سب چیزیں آہستہ آہستہ مسجد سے حلق کی

جاتی رہی ہیں، یہاں تک کہ بعض علاقوں میں مہمان خانہ بھی مسجد سے متعلق ہوتا ہے اور اس میں بستر وغیرہ ہوتے ہیں، مسجد میں امام و مؤذن کے رہنے کے لیے بھی کمرہ ہوتا ہے جس میں بچے تعلیم پاتے ہیں، بعض جگہ پیشاب خانہ اور بیت الخلاء بھی نمازیوں کی سہولت کے لیے ہوتا ہے۔ خاص کر بڑے شہروں میں جہاں کثرت سے باہر کے آدمی زیادہ آتے ہوں، اگر ضرورت رفع کرنے کی جگہ وہاں نہ ہو تو ان کو بڑی دشواری ہوتی ہے۔ اگر باہر کے آدمی زیادہ نہ آتے ہوں بلکہ عامۃً مقامی آدمی نماز پڑھتے ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے گھر دیا ہے اور وہاں سب ضرورت کی چیزیں موجود ہیں تو پھر محض شان و شوکت کے لیے ایسی چیزیں مساجد سے متعلق جگہ میں نہ بنائی جائیں، اگر کسی کو اتفاقیہ ضرورت پیش آ ہی جائے تو وقتی طور پر اپنی جانی پہچانی جگہ پر ضرورت رفع کرسکتا ہے۔

مسجد کے قریب ایسی جگہ بیت الخلاء نہ بنایا جائے کہ بدبو مسجد میں آئے اور نمازیوں اور ملائکہ کو اذیت ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۷ جلد ۱۵ و احسن الفتاویٰ ص۶۴۴ ج۶)

اگر غسل خانہ میں جانے کا راستہ مسجد میں سے ہو؟

مسئلہ: اگر غسل خانہ تک جانے کا راستہ بجز مسجد میں کو گذرنے کے اور کوئی نہیں ہے تو ناپاک آدمی تیمم کرکے وہاں کو جائے اور کوشش کرکے غسل خانہ کا راستہ کسی اور طرف کو بنایا جائے (فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۸ جلد ۱۵)۔

مسجد کے پیسے سے بیت الخلاء بنانا؟

مسئلہ: جس طرح غسل خانہ، وضوخانہ، مسجد کے پیسہ سے بنایا جاتا ہے، اسی طرح مؤذن و امام کے لیے بیت الخلاء بنانے کی ضرورت ہو تو وہ بھی درست ہے۔ نیز وضو، استنجاء و غسل کے لیے پانی کا انتظام بھی مسجد کے پیسے سے درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۲۷ جلد ۱۵)۔

مسجد سے متصل بیت الخلاء؟

مسئلہ: مسجد سے خارج

پاخانہ بنانا جائز ہے، دیوار درمیان میں ہونے کی وجہ سے نماز میں بھی کوئی خرابی نہ ہوگی لیکن ایسی جگہ پاخانہ بنانا جس سے نمازیوں کو بدبو کی تکلیف ہو اور ہر وقت مسجد میں آیا کرے اور مسجد کی جانب پاخانے کے روشن دان کھولنا احترام مسجد کے خلاف ہے، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اگر گنجائش ہو تو کسی دوسری جگہ مسجد سے الگ پاخانہ بنانا چاہیئے اور روشندان بھی مسجد کی طرف نہ کھولنا چاہیئے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۳۔

مسئلہ:- جس جگہ بیت الخلاء بنانے سے مسجد کے احترام میں خلل بھی نہیں آتا اور بدبو بھی نہ پہونچے تو اس جگہ بیت الخلاء بنانا شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۱۹۶ جلد ۶)۔

مسجد کی ضرورت کے لیے غسل خانوں کو منتقل کرنا؟:

مسئلہ:- مسجد کی پاکیزگی اور نماز باجماعت میں سہولت پیدا ہونے کے لیے غسل خانوں کو باہر (خارج مسجد) منتقل کردینا درست ہے، جس طرح ان غسل خانوں پر مسجد کا روپیہ خرچ ہوا ہے اگر اسی طرح ان غسل خانوں کو باہر منتقل کرنے پر مسجد کا روپیہ ہو تو کیا اشکال ہے؟ یعنی کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۱۹۲ جلد ۱۸)۔

مسئلہ:- مسجد کے غسل خانہ میں پاخانہ کرنا منع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۵ جـ۸)

وضو خانہ کے پاس پیشاب خانہ بنانا؟:

مسئلہ:- نمازیوں کی ضرورت کے لیے ہے، اگر کچھ دُور ہو تو ٹھیک ہے تاکہ مسجد میں بدبو نہ آئے اور وضو کرنے والوں کو اذیت نہ ہو اور ضرورت بھی پوری ہوتی رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۴۵ جلد ۱۸)۔

مسئلہ:- مسجد کے غسل خانوں کا پانی اس طرح پر نکلنا کہ وہاں پر کیچ ہو جائے اور چلنے والوں کو تکلیف ہو۔ (ایسا کرنا) نہیں چاہیئے۔ اگر اندر وا

حاطہ بانی کی جگہ ہے جس کے ذریعہ راستہ محفوظ رہ سکے تو راستہ کو بچانا چاہیے
فتاوی محمودیہ ص۲۱۵ جلد ۱۷)۔

مسئلہ: مسجد میں جو چیز دی جائے وہ کس کا حق ہے؟:-

مسجد میں کھانے پینے کی جو چیزیں دی جاتی ہیں وہ امام و مؤذن کے لیے دی جاتی ہیں ان کا ہی حق ہے اگر مسجد کے لیے کوئی اور چیز دی جائے مثلاً صف، لوٹا، جا، نماز وغیرہ تو وہ مسجد کی ہے۔ فتاوی محمودیہ ص۱۷۷ جلد ۱۵)۔

مسئلہ: ختنہ وغیرہ کے موقع پر اگر رسم کے طور پر لازم سمجھ کر مسجد میں کچھ دیا جائے و نہ لیا جائے، اگر خوشی کے طور پر امام یا مؤذن کو کچھ دیا جائے تو مضائقہ نہیں، اور جس کو دیا جائے اسی کا حق ہے، اگر مسجد کے لیے کوئی چیز دی جائے تو مسجد کا ہی حق ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۴۰ جلد ۱۵)۔

سوال: مسجد کے پنکھے امام کے مکان میں لگانا؟:-

مسجد میں کسی صاحب نے پنکھے دیے جن کو امام اور مؤذن کی رہائش گاہ میں لگا دیا گیا، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟۔

جواب:- اگر مسجد کے اندر لگانے کے لیے پنکھے دیے تھے تو انھیں مسجد سے باہر کسی کام میں لانا جائز نہیں ہے اور اگر مطلق مسجد کے نام پر دیے تو جائز ہے۔
احسن الفتاوی ص۴۶۳ جلد ۶)۔

مسئلہ: ایک مسجد کی چٹائی دوسری مسجد میں دینا؟:-

اگر مسجد میں چند چٹائیاں زائد موجود ہیں اور حفاظت کی کوئی صورت نہیں، خراب اور ضائع ہو رہی ہیں تو زائد چٹائیاں ایسی مساجد میں بچھا دینا درست ہے جہاں ضرورت ہو، متولی اور دیگر اہل الرائے حضرات کے مشورہ سے دے سکتے ہیں، بلا مشورہ نہ

دیں تاکہ کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ صفہ ۱۸۶ جلد ۱۵ وصفہ ۳۹ جلد او فتاویٰ رحیمیہ صفہ ۱۶۳ جلد ۳)۔

مسجد کی چیزوں کو عاریۃً دینا؟:-

مسئلہ:- مسجد کی ٹکیاں، لوٹے، گلاس، پنکھے، سائبان وغیرہ کو عاریۃً بیاہ شادی یا غمی میں دینا یا لے جانا ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفہ ۲۰۴ ج ۶ واحسن الفتاوی صفہ ۴۵ جلد ۶)۔

مسئلہ:- مسجد کا سائبان ناچ میں دے دیا گیا ہو تو اس سائبان کے نیچے نماز پڑھنا جائز ہے، اس کو دھوپ وغیرہ کے وقت مسجد میں لگانا چاہیئے اور آئندہ کسی محفل ناچ وغیرہ کے لیے نہ دیا جائے۔ (فتاوےٰ دارالعلوم صفہ ۱۱۵ ج ۴)

مسئلہ:- ناجائز آمدنی سے جو کرایہ آئے وہ مسجد میں خرچ نہ کیا جائے، نیز مسجد کا سامان (دیگ وغیرہ) ناجائز تقاریب میں کرایہ پر نہ دی جائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ صفہ ۱۷۵)

مسجد کی جائیداد کو کم کرایہ پر لے کر زیادہ پر دینا؟:-

مسئلہ:- اگر مسجد کے کرایہ دار نے اس جائیداد میں کوئی تصرف نہیں کیا بلکہ جس طرح سے لی تھی، اسی طرح دوسرے کو دے دی تب تو یہ منافع ناجائز ہے اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اگر اس جائداد کی کوئی اصلاح یا مرمت کی اور پھر دوسرے شخص کو کرایہ پر دی ہے تو منافع جائز ہے۔ (جتنی رقم اس کی مرمت وغیرہ میں لگی ہے صرف وہی وصول کر سکتا ہے)۔

اور اس کے لیے یہ بھی ناجائز ہے کہ وہ جائداد کسی ایسے آدمی کو کرایہ پر دے جس کے رہنے اور کام کرنے سے اس جائداد کو نقصان پہونچے مثلاً اس کو آٹا پیسنے والے کو نہ دے یا لوہار کو نہ دے، کیونکہ چکّی اور لوہار کی بھٹّی سے دوکان و مکان کی دیواروں اور چھت اور بنیادوں کو نقصان پہونچتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفہ ۱۹۹ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری صفہ ۴۳۵ جلد ۴)۔

مسئلہ:۔ آپ کو یہ حق نہیں کہ مسجد کی دوکان روپے لے کر کسی کو دوکان پر قبضہ دیں، بلکہ متولی کے کہنے کے موافق خالی کردیں، وہ جس کو چاہیں گے کرایہ پر دیدیں گے اور جو کرایہ مسجد کے لیے مناسب ہوگا مقرر کرلیں گے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۵۴ جلد ۱۵)۔

مسئلہ:۔ مسجد کی جگہ سینما کے لیے کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے۔ (فتاوے محمودیہ ص۳۱۸ جلد ۱۵)۔

سودی کاروبار کے لیے مسجد کی دوکان دینا؟:۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی صاحب سودی کاروبار کے لیے کہہ کر مسجد کی دوکان کرایہ پر لیتے ہیں تو مسجد کی دوکان و مکان کرایہ پر نہ دیئے جائیں، (چاہے کرایہ کتنا ہی معقول ملے)۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۲۱ جلد ۱۵)۔

مسجد کو جان کے اندیشہ سے چھوڑنا؟:۔

مسئلہ:۔ جس شخص کو ایک مسجد میں جانے سے جان کا یا عزت کا خطرہ ہو، وہ دوسری مسجد میں جاکر نماز ادا کرلے، حسب ضرورت ومصلحت ایک ۔ سے زائد مساجد میں بھی نماز جمعہ درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۳۰ ج۱۸)

مسئلہ:۔ اگر ۔۔ی مسجد کا امام صحیح العقیدہ ہے اور بھی کوئی شرعی یا طبعی مانع اس میں موجود نہیں تو اپنی مسجد چھوڑ کر دوسری جگہ جانا صحیح نہیں ہے۔ (احسن الفتاوی ص۴۴۹ ج۶)

کیا مسجد کا جنگلہ سترہ کے حکم میں ہے؟:۔

مسئلہ:۔ اگر جنگلہ کی سلاخیں مسجد کی زمین ۔ سے ایک ہاتھ یعنی دو بالشت کی مقدار اونچی ہیں، نیز انگلی کی برابر موٹی ہیں تو م۔۔ردوں وعورتوں کو اس کے سامنے سے گذرنا جب کہ مسجد میں جنگلہ کی برابر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو خواہ تنہا خواہ جماعت کے ساتھ بلا کراہت جائز ہے، اگر ۔۔۔خیں مسجد کی زمین سے ایک ہاتھ نہیں بلکہ کم اونچی ہیں تو ایسی حالت میں قریب ہوکر سامنے سے گذرنا گناہ ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۱۳ جلد ۶ بحوالہ بحر الرائق ص۱۵ جلد اول)۔

(نوٹ :۔ آج کل جنگلہ وغیرہ سلاخوں کے بجائے چپٹی پتی یعنی "گرل" کے چل گئے ہیں وہ بھی اسی حکم میں ہیں جبکہ اس کو موڑنے پر انگلی کے برابر موٹائی ہوجائے۔ حضرت مفتی محمد ظفیر الدین صاحب دامت برکاتہم نے یہی بتایا ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ :۔ بڑی مسجد اور جنگل میں تو نمازی سے اتنے فاصلہ پر گذرنا جائز ہے جہاں تک سجدہ کی جگہ پر نظر رکھ کر نمازی کی نظر نہ پہونچے اور بڑی مسجد وہ ہے جس کا عرض کم از کم چالیس ہاتھ ہو۔ (امداد الاحکام ص۴۵۲ جلد اول)۔

مسجد میں بجلی کا پنکھا لگانا؟ :۔

مسئلہ: مسجد میں گرمی کے وقت نمازیوں کی راحت و اطمینان کے لیے بجلی کا پنکھا چلنے کی وجہ سے نماز میں کوئی خلل نہیں آئے گا، بلا تردد نماز درست ہوگی اور ایسی منفعت و راحت کا انتظام کرنا شرعاً ممنوع نہیں، نیز بجلی کی روشنی میں بھی نماز میں خرابی نہیں آتی۔

مسئلہ :۔ جبکہ پنکھا وقف کر کے مسجد میں لگا دیا ہے تو اس کو نکال کر کسی دوسری مسجد میں لگانا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۷ ج۶ و فتاویٰ رحیمیہ ص۱۴۲ ج۶)۔

مسجد کی روشنی میں اپنا وظیفہ پڑھنا؟ :۔

مسئلہ: نماز کے لیے جب تک روشنی رہنے کا معمول ہو اس وقت تک اس روشنی میں قرآن شریف اور وظیفہ وغیرہ پڑھنا بلا شبہ درست ہے اور اس کے بعد یعنی جب روشنی و چراغ بند کر دیا جاتا ہو، اس وقت تیل دینے والے کی اجازت سے روشنی کرنا اور اس میں قرآن شریف وغیرہ پڑھنا درست ہے، بغیر اجازت نہیں چاہیے۔ اور اگر تیل وقف کی آمدنی سے خریدا گیا ہے مگر واقف نے یہ شرط نہیں کی کہ تمام رات مسجد میں چراغ روشن رہے تب بھی قرآن شریف وغیرہ پڑھنے کے لیے علاوہ نماز کے وقت کے چراغ کو روشن کرنا درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۰ جلد ۶ بحوالہ بحر ص۲۵۹ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ منتظمین یا عام نمازی مسجد کا ہیٹر عام ضرورت کے وقت استعمال کریں تو درست ہے، خاص کر آدمی اپنی تلاوت کے وقت استعمال نہ کرے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۰۲ ج۱۸)

مسئلہ:۔ مسجد کی بجلی وغیرہ نماز کے اوقات میں استعمال کرنی چاہیے، دیگر اوقات میں اہلِ چندہ منع کر سکتے ہیں۔ (آپ کے مسائل ص۱۴۱ ج۳)۔

ایک مسجد کا پائپ دوسری مسجد میں دینا؟:۔

مسئلہ:۔ جب کہ پائپ مسجد میں وقف کر دیا گیا تو واقف کا اختیار جاتا رہا، اب اگر اس مسجد میں اس کی ضرورت نہیں ہے اور نہ آئندہ ضرورت ہوگی اور پڑا پڑا خراب ہو جائے گا، یہ اندیشہ ہے تو اسے فروخت کر کے قیمت مسجد کے کام میں لے لی جائے۔ دوسری مسجد والے یہاں سے خرید سکتے ہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ص۲۴۱ جلد ۱۰)۔

مسجد کی آمدنی اس کی ضرورت سے زائد ہو تو کیا کریں؟:۔

مسئلہ:۔ ہر مسجد کی رقم اصالۃً اسی مسجد میں صرف کی جائے، اگر اس مسجد میں ضرورت نہ ہو اور آئندہ بھی ضرورت متوقع نہ ہو یا رقم کی حفاظت دشوار ہو اور ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو پھر قریب کی مسجد میں اور اس کے بعد بعید کی مسجد میں حسبِ ضرورت و مصالح مسجد کی تعمیر، صرفہ، پانی، روشنی، تنخواہ امام و مؤذن میں صرف کرنا درست ہے۔

جب تک یہ مصارف موجود ہوں تو مسجد کے علاوہ دیگر مواقع مثلاً مدارس و مکاتیب کی تعمیر یا وہاں کے ملازمین کی تنخواہوں یا تعلیم پانے والے طلبہ کے وظیفوں میں ہرگز صرف نہ کریں، اگر مساجد میں صرف کرنے کی دور، نزدیک کی کوئی صورت نہ رہے تو پھر دینی مدارس و مکاتب کے مواقع مذکورہ میں صرف کرنا درست ہوگا۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۵۱ جلد ۱۲ و فتاوی رحیمیہ ص۱۸۷ ج۲ بحوالہ شامی ص۵۱۵ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ بہتر یہ ہے کہ زائد رقم سے اس مسجد کے متعلق دینی مدرسہ قائم کر دیا جائے جس سے مسجد کی آبادی میں اضافہ ہوا اور رقم ضائع ہونے سے بچ جائے۔
(نیز) قریب کی محتاج مسجد میں جماعت کے مشورہ سے رقم دی جاسکتی ہے (فتاوٰی رحیمیہ صـ۲۴۲ جلد ۱۰ بحوالہ شامی صـ۵۱۴ جلد ۳)۔

مسجد کے دالان کو دفتر بنانا؟:۔ مسئلہ:۔ جو دالان مسجد کے مصالح کے لیے وقف ہے اس کے کسی حصہ کو دوسرے کام میں لانا درست نہیں، اگر ضرورت مذکورہ کے لیے (یعنی ''انجمن اصلاح المسلمین بھوپال'' کا دفتر پہلے شہر میں ایک مکان میں تھا وہاں سے ہٹا کر مسجد کے دالان میں وہ دفتر قائم کیا گیا) استعمال کرنا ہے تو کرایہ پر لیا جاسکتا ہے۔ (فتاوٰی محمودیہ صـ۲۳۸ جلد ۱۵)۔

تعلیم دینے کے لیے عورتوں کا مسجد میں سے گذرنا؟:۔ سوال:۔ مسجد کے تینوں طرف دالان ہیں، مشرقی دالان میں ایک مدرسہ چل رہا ہے جس میں پڑھانے والی عورتوں کا ہر حالت میں مسجد میں کو آنا جانا ہوتا ہے، کیا شرعاً یہ صحیح ہے؟

جواب:۔ ناپاکی حالت میں مسجد میں سے ہوکر گذرنا درست نہیں، اس لیے ضروری ہے کہ مسجد سے الگ (خارج مسجد) جانے آنے کے لیے راستہ بنایا جائے تاکہ مسجد کی بے حرمتی نہ ہو۔ (فتاوٰی محمودیہ صـ۲۳۸ جلد ۱۵)۔

مسجد کی آمدنی سے تعلیم دینا؟:۔ مسئلہ:۔ اگر وہ مدرسہ اسی مسجد کے تابع ہے یعنی بانی نے مسجد بنائی اور اس کے تابع ہی مدرسہ بنایا اور ہدایت کی کہ یہ مدرسہ مسجد کے تابع رہے گا اور مسجد کی آمدنی سے مدرسہ چلایا جائے گا تو شرعاً یہ درست ہے (فتاوٰی محمودیہ صـ۱۴۸ جلد ۱۴)۔

مسجد میں نماز کے لیے جگہ روکنا :-

مسئلہ :- اگر کوئی شخص آکر مسجد میں کسی جگہ بیٹھ گیا پھر کوئی فوری ضرورت پیش آئی جس کو پورا کرتے ہی لوٹ کر آئے گا مثلاً تھوکنا، ناک صاف کرنا، وضو کرنا وغیرہ اور جاتے وقت اپنی جگہ کپڑا رکھ کر چلا گیا تو اس میں مضائقہ نہیں، دوسرے شخص کو اس کی جگہ بیٹھنا بھی نامناسب ہے اور اگر کوئی شروع ہی سے کپڑا رکھ دے اور اپنے کاروبار میں مشغول رہے اور نماز کے وقت آکر اپنی جگہ پر قبضہ جمائے، یہ غیر مستحسن ہے۔ ایسی حالت میں دوسرے شخص کو اگر تنگی کی وجہ سے جگہ میسر نہ آئے تو اس کپڑے کو ہٹا کر بیٹھنا درست ہے مگر ہاتھ سے نہ ہٹائے، ورنہ اس کی ضمان میں داخل ہو جائے گا، اگر تنگی نہ ہو بلکہ وسعت ہو تو دوسری جگہ بیٹھ جائے۔ (فتاوے محمودیہ ص۱۹۵ جلد۶ بحوالہ مراقی الفلاح ص۳۵۹ جلد

مسئلہ :- امیر آدمی یا کسی اور کے لیے عیدگاہ یا مسجد کی صف اول میں جگہ روکنے کا حق نہیں، جو شخص پہلے آکر جہاں بیٹھ جائے وہ اسی کی جگہ ہوگئی، اس کو اٹھانے کا بھی کسی کو حق نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۵۳ جلد ۱۰، احسن الفتاوی ص۴۵۶ ج۶)

مسئلہ :- مسجد کے ہر لوٹے سے ہر نمازی کو وضو کرنے کا حق ہے، اسی طرح مسجد کے ہر حصہ میں ہر نمازی کو نماز پڑھنے کا حق حاصل ہے۔ اس لیے کوئی شخص کسی خاص لوٹے کے استعمال سے یا کسی خاص حصہ میں نماز پڑھنے سے اپنی خصوصیت کی بنا پر کسی نمازی کو منع نہیں کر سکتا۔ البتہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ خود کسی خاص لوٹے سے اس کے اچھا یا بڑا یا کسی اور وصف کی بنا پر وضو کیا کرے، کسی اور لوٹے سے نہ کرے، بلا وجہ شرعی مسجد کے کسی خاص حصہ کو نماز کے لیے متعین کرنا منع ہے کہ یہ تخصیص بلا مخصص شرعی ہوگی۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۲ جلد۶)۔

مسئلہ :- مسجد کا لوٹا مسجد کے باہر نہ لے جائیں جبکہ احاطہ مسجد میں ضرورت پوری ہونے کا انتظام ہے۔ نیز مسجد کا مصلّے بھی خارج مسجد استعمال نہ کریں، خاص کر بیٹھ کر باتیں کرنے کے لیے۔ (فتاوے محمودیہ ص۲۰۲ جلد ۱۰)

مسجد میں افطار کرنا ہے:- **مسئلہ:**- مسجد میں کھانا پینا مکروہ ہے مگر ضرورت کے وقت بلا کراہت جائز ہے اور ترکِ جماعت یعنی جماعت نہ ملنے کا اندیشہ بھی عذر ہے، اس لیے اگر مسجد سے باہر کوئی ایسی جگہ نہ ہو جہاں افطار کر سکیں تو مسجد ہی میں افطار کر لینا چاہیے جائز ہے۔ بشرطیکہ مسجد کو ملوّث نہ کیا جائے۔ (اس کے لیے) کوئی کپڑا وغیرہ ایسا بچھا لیا جائے جس سے مسجد کی حفاظت رہے اور بہتر یہ ہے کہ اس وقت افطار سے کچھ پہلے اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو، کیونکہ امام محمدؒ کے نزدیک ایک ساعت کا بھی اعتکاف درست ہے۔ (امداد الاحکام ص۴۵۳ جلد اول واحسن الفتاویٰ ص۴۵۷ جلد ۶)۔

مسجد کی آمدنی سے افطار کرانا ہے:- **مسئلہ:**- رمضان شریف میں مساجد کی آمدنی (مسجد کی ملحقہ دوکانوں و مکاناتِ موقوفہ) سے نمازیوں کو افطار کی اجازت جب ہی ہو سکتی ہے جب کہ واقف نے افطار کی اجازت دی ہو تو اس کی آمدنی سے اس ہی مسجد میں افطار کے لیے صَرف کرنے کی اجازت ہے، واقف کی اجازت نہ ہو تو درست نہیں، ہاں اگر واقف کے زمانہ سے افطار کا دستور برابر چلا آرہا ہو تو بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸ جلد ۱۸)

مسئلہ:- مسجد میں (اپنے خرچ سے) افطار یا سحری کرنا درست ہے، لیکن جہاں تک ممکن ہو مسجد کو مُلَوَّث نہ کیا جائے، یا جو جگہ قریب مسجد ہو (غیر معتکف کے لیے خارج مسجد) وہاں کھایا پیا جائے تو بہتر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۵۰۹ ج۱)

مسجد کی آمدنی سے حافظ کو انعام دینا ہے:- **سوال:**- ختم تراویح اور شبینہ کے موقع پر اسی آمدنی سے حفاظ کو انعامات تقسیم کیے جاتے ہیں حالانکہ واقف کنندگان میں سے کسی کی تحریر میں ان مدات میں خرچ کا کوئی اشارہ نہیں ہے؟۔

جواب:- تراویح میں قرآنِ کریم سنانے والوں کو روپیہ دینا درست نہیں، ہاں اگر

وہ ہمیشہ کا امام بھی ہو اور اس کو رمضان المبارک میں اصل تنخواہ سے کچھ زائد دیا جائے تو اسی مسجد کے اوقاف سے دینے کی اجازت ہے۔ (فتاوٰی محمودیہ ص۱۸۰ جلد ۱۵)

مسجد میں ٹھہرنا اور پنکھا استعمال کرنا:۔

سوال:۔ مسجد میں کون لوگ قیام کر سکتے ہیں، نیز مسجد کے اندر رات بھر پنکھا چلا کر بجلی استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جو شخص معتکف ہو یا مسافر ہو اور اس کا کہیں ٹھکانہ نہ ہو، اس کو مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت ہے، اور جو شخص نمازِ تہجّد و فجر کی نماز کے اہتمام کی خاطر مسجد میں رہے، اس کے لیے بھی اجازت ہے لیکن اپنے لیے مسجد کو آرام گاہ نہ بنایا جائے۔

مسجد کا پنکھا اور مسجد کی روشنی اصلاً نماز کے لیے ہے، جب تک نمازی عامۃً نماز پڑھتے ہیں، اس وقت تک استعمال کریں، اگر علاوہ نماز کے دیگر مقاصد کے لیے استعمال کریں تو اس کا معاوضہ میں مسجد کی خدمت بھی کر دیا کریں۔

(فتاوٰی محمودیہ ص۲۰۱ جلد ۱۰ و کتاب الفقہ ص۴۶۰ جلد ۱)

مسجد کی چھت پر نماز:۔

سوال:۔ بعض مسجدوں میں ظہر و عصر کی نماز مسجد کے نیچے کے درجے میں ہوتی ہے اور گرمی کی وجہ سے مغرب و عشاء کی نماز مسجد کی چھت پر ہوتی ہے جب کہ مسجد کی چھت پر محراب نہیں ہے؟۔

جواب:۔ اصل مسجد نیچے کا حصہ ہے اور چھت تابع ہے۔ مسجد کی چھت پر بلا ضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔ اصل مسجد چھوڑ کر چھت پر نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے، البتہ اگر جگہ کی قلت ہو تو چھت پر کھڑے ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں اور جب گرمی ناقابلِ برداشت ہو، تب بھی چھت پر کھڑے ہونے کی گنجائش ہے اور محراب کا نہ ہونا مضر نہیں ہے۔ (فتاوٰی محمودیہ ص۲۰۱ جلد ۱۰) و ص۴۸۸ جلد اول

مسئلہ:۔ مسجد کی چھت پر گرمی کی شدت کی وجہ سے جماعت کرنا مکروہ ہے اگر نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے نیچے جگہ نہ ہو تو زائد نمازی اوپر چھت پر جا سکتے ہیں (یعنی نماز پڑھ سکتے ہیں) اسی صورت میں کراہت نہ ہوگی کیونکہ یہ مجبوری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۹۴ جلد ۶ و احسن الفتاویٰ ص۴۶۲ جلد ۶)۔

مسئلہ:۔ مسجد وہ ہی ہے جو وقف ہو، جو وقف نہ ہو وہ مسجد نہیں ہے، اس میں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب تو ملے گا، مگر مسجد کا ثواب نہ ملے گا، بغیر وقف کیے مکان میں نماز کی اجازت دینے سے مسجد نہیں ہوتی، اور بغیر مسجد کے بھی اگر جماعت ہو تو ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد کا ثواب اس کے علاوہ ہے۔ (امداد الاحکام ص۴۳۴ جلد اول)۔

مسجد کے صحن میں نماز باجماعت کا حکم:۔

سوال:۔ مسجد کے صحن میں فرض نماز باجماعت بلا کراہت گرمی کی شدت کی وجہ سے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں، کیونکہ زید کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مسجد کے صحن میں نماز نہیں پڑھی۔ زید کا قول کہاں تک درست ہے؟

جواب:۔ زید کا یہ قول غلط ہے۔ مسجد کے دو حصے مسقف اور غیر مسقف۔ (چھت والے اور کھلے حصے) میں جماعت جائز اور صحیح ہے۔ اور فقہاء رحمہم اللہ نے مسجد صیفی اور مسجد شتوی دونوں کو مسجد کہا ہے اور دونوں میں جماعت بلا کراہت صحیح ہے اور یہ ہر دو نام خود دلیل ہے اس کی کہ ایک حصہ غیر مسقف میں گرمیوں میں اور دوسرے حصہ مسقف میں سردیوں میں نماز ہوتی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۱۲۵ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص۵۳۱ جلد ۱)۔

مسئلہ:۔ مسجد کے صحن میں نماز و جماعت بلا تردد صحیح و درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۱۹ جلد ۱۶)۔

مسئلہ:۔ نماز کی حالت میں مسجد کے صحن سے اندر مسجد کے جانے میں نماز فاسد

ہوجاتی ہے (کیونکہ) یہ عمل کثیر ہوتا ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص۵۷ جلد۴ بحوالہ ردالمحتار ص۵۸۴ جلداول)۔

مسئلہ:۔ مسجد کے دروں میں دو چار آدمیوں کا صف بنا کر کھڑا ہونا بھی درست ہے، ایک آدمی کو تنہا نہیں کھڑا ہونا چاہیے، کیونکہ یہ مکروہ ہے (فتاوی محمودیہ ص۲۴۶ جا، ۲)۔

مسجد میں ایک دو صف چھوڑ کر امام کا کھڑا ہونا؟:۔

سوال:۔ مسجد کافی بڑی ہے اور نمازی ایک دو صف کے بقدر ہوتے ہیں، اس صورت میں اگر امام صاحب اپنی اصل جگہ یعنی محراب کے بجائے ایک دو صف چھوڑ کر جماعت خانہ کے درمیان میں کھڑے رہیں تو کیسا ہے؟۔

جواب:۔ پورا جماعت خانہ مکان واحد کے حکم میں ہے، لہٰذا امام صاحب صورت مسئولہ میں ایک دو صف چھوڑ کر کھڑے رہیں تو کھڑے رہ سکتے ہیں۔ (فتاوے رحیمیہ ص۲۲۸ جلد۱۰)۔

مسئلہ:۔ مسجد میں جگہ تنگ ہو تو امام کے دائیں بائیں مقتدی کھڑے ہوجائیں لیکن امام کو زیادہ آگے نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس قدر آگے ہوجائے کہ امام کے پیر مقتدیوں کے پیروں سے آگے رہیں یعنی ایڑی مقتدیوں سے آگے رہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۴۳ جلد۲)۔

مسجد میں ذکر جہری کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ کوئی شخص مشائخ حقہ میں سے کسی سے بیعت ہو، اور انہوں نے ذکر جہری کی تعلیم دی ہو تو تعلیم کے مطابق اپنا اپنا الگ ذکر جہری کرسکتے ہیں لیکن مسجد میں ذکر جہر سے نمازیوں کو تشویش اور تکلیف ہوتی ہو تو ایسی صورت میں مسجد میں زور زور سے ذکر کرنا جائز نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ ص۲۳۸ جلد۱۰

مسئلہ:- اگر نمازیوں اور سونے والوں کو پریشانی نہ ہو تو اونچی آواز سے ذکر کرنا افضل ہے جس سے ذاکرین الہٰی کا قلب بیدار ہو، نیند اڑ جائے اور طاعتِ الٰہی کے لیے چستی آجائے۔ (کتاب الفقہ ص ۴۵۵ جلد اول)۔

مسئلہ:- مسجد کی دیواروں پر آیاتِ قرآنی لکھنا؟:-

مسجد کے اندرونی اور بیرونی حصہ میں قرآن شریف کی آیت اور قابلِ تعظیم عبارت لکھنا ممنوع ہے۔ بے ادبی کے احتمال کی وجہ سے فقہاء رح لکھنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۳ جلد ۱۰ بحوالہ درمختار ص ۲۴۰ وشامی ص ۶۲۰ جلد ۱ وکتاب الفقہ ص ۴۶۱ ج ۱)

مسجد میں سیاسی تقریریں:-

ہمارے زمانہ میں سیاسی تقریروں کا رواج مسجدوں میں عام ہوتا جارہا ہے اور وہ بھی آدابِ مسجد کا لحاظ نہ کرتے ہوئے، یہ چیز بھی پسندیدہ نہیں ہے، ایسی غیر ذمہ داری کی باتیں جو کہیں بھی کہنی جائز نہیں ہیں، ان کا مسجد میں کہنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے، حدیث میں ہے کہ مسجدوں کو بچوں اور جھگڑوں، بلند آوازوں، اجرائے حدود اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔ (ابن ماجہ باب مایکرہ فی المساجد)۔

اور آج کل مسجدوں میں جو سیاسی جلسے ہوتے ہیں اُن میں تقریباً یہ تمام چیزیں کم وبیش پائی جاتی ہیں، اور ان سے بڑھ کر "آزارِ مسلم" جزءِ تقریر ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔

دینی باتیں اگر مسجد میں کہی جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ بڑی حد تک یہ اغراض ومقاصدِ مسجد میں داخل ہیں۔ یا ایسی سیاسی باتیں جن کا دین سے لگاؤ ہو، مسلمانوں سے کہی جاسکتی ہیں کہ عہدِ نبوی میں مسجدِ نبوی ان باتوں کا مرکز رہ چکی ہے، مگر آداب اور احترام واکرام بہرحال ضروری ہے۔ ابن ماجہ والی حدیث میں

یہ بات گذری کہ مسجد میں بلند آوازی نہ ہونے پائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اس باب میں جیسا رہا وہ مشعلِ راہ بنایا جا سکتا ہے کہ وہ دربارِ نبوی کے حلقہ بگوش تھے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔ میں ایک دن مسجد میں سویا ہوا تھا، کسنکری مار کر کسی نے جگا دیا، دیکھا تو فاروقِ اعظم رض تھے۔ آپ نے دو شخصوں کی طرف اشارہ کیا وہ مسجد میں شور وغل کر رہے تھے، اور فرمایا ان کو پکڑ لاؤ میں نے حسب الحکم ان دونوں کو ان کی خدمت میں لے جا کر حاضر کر دیا، آپ رض نے ان سے پوچھا کہاں رہتے ہو؟ ان لوگوں نے طائف کا نام لیا، یہ سن کر آپ رض نے فرمایا اگر تم مدینہ منورہ کے ہوتے تو سزا دیتا، تم مسجدِ رسول میں شور وغل کرتے ہو، جاؤ آج صرف اس وجہ سے معاف کیا جاتا ہے کہ باہر کے رہنے والے ہو۔ (بخاری جلد ا ص۶۷)

حضرت عمر رض اس معاملہ میں بہت سخت تھے، مسجد کی معمولی بے حرمتی بھی کبھی برداشت نہیں کرتے تھے، چنانچہ لڑکوں کو بھی مسجد میں کھیلتے دیکھتے تو دُرّہ سے خبر لیتے اور عشاء بعد بھی مسجد کی پوری خبر گیری رکھتے۔

نسائی میں ہے کہ ایک دفعہ آپ نے کسی کی بلند آوازی سن لی، اس پر آپ نے تیز ہو کر فرمایا، تم کو معلوم ہے کہ کہاں ہو؟ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۹۳)۔

اس باب میں اختلاف ہے کہ بلند آوازی مطلقاً حرام ہے یا مقید طور پر، اکثر کی رائے تفصیلی ہے کہ اگر دینی و دنیوی ضرورت ہو جس میں مسلمانوں کا مفاد ہے تو جائز ہے ورنہ ناجائز ہے۔ (اسلام کا نظام مساجد ص ۱۹۷)

مسئلہ: مسجد کے ادب و احترام کے بارے میں لوگ بہت زیادہ بے پرواہی برتتے ہیں، یہ کام (سیاسی جلسے وغیرہ) مسجد میں کرنے کے لائق نہیں لہٰذا خالص دینی مجالس کے سوا دوسری آج کل کی سیاسی میٹنگیں شرعی مسجد سے باہر کسی اور جگہ منعقد کرنی چاہئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے باہر کنارے پر ایک چبوترہ تعمیر کروا دیا تھا

اور اعلان کرا دیا تھا کہ جس کو اشعار پڑھنا ہو یا بلند آواز سے بولنا ہو یا کوئی اور کام کرنا ہو تو وہ چبوترہ پر چلا جائے۔ (فتاوٰی رحیمیہ ص۱۰۵ جلد۶ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص۷۱ جلد اول و عالمگیری ص۲۵۱ جلد۶ کتاب الکراہیۃ)۔

مسئلہ: مسجدیں دنیاوی الیکشنوں کے لیے نہیں بنائی گئیں، ایسے کام مسجدمیں نہ کیے جائیں، جو ایسا کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ (فتاوٰی محمودیہ ص۱۸۱ ج۱۵)

مسئلہ: مسجد میں تبلیغ یا وعظ کا جلسہ یا مشورہ کے لیے اجتماع کرنا جائز ہے۔ (کفایت المفتی ص۱۴۴ جلد۳)۔

مسجد میں کرسی پر وعظ کہنا؟:

سوال: مسجد میں اکثر علماء کرسی پر بیٹھ کر وعظ کہتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: مسلم شریف جلد اول ص۲۸۷ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں کرسی پر تشریف فرما کر دین کی باتیں ارشاد فرمانا مذکور ہے۔

الادب المفرد ص۲۱ میں بھی امام بخاری رحمہ نے اس کو ذکر فرمایا ہے، اور جو چیز حدیث شریف سے ثابت ہے اس پر اعتراض کرنا عدم واقفیت کی وجہ سے ہے۔ (فتاوٰی محمودیہ ص۴۸۹ جلد۱)۔

مسئلہ: مسجد کے ٹاٹ (دری وغیرہ) کو مسجد سے باہر لے جانا اور کسی جلسہ میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص۱۰۷ جلد۳)۔

مسجد کے لیے مسجد میں چندہ کرنا؟:

سوال: ہمارے یہاں ہر جمعہ کو نماز کے بعد جماعت خانہ میں کپڑا پھیلا کر چندہ کرتے ہیں تو برائے مسجد مسجد میں چندہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بہتر اور مناسب صورت یہ ہے کہ مسجد سے باہر (خارج مسجد) چندہ کیا جائے یا مسجد میں کسی بورڈ پر چندہ کی اپیل (درخواست) لکھ کر لگا دی جائے، البتہ اگر اس طرح چندہ کرنے سے خاطر خواہ کامیابی نہ ہوتی ہو، اور جمعہ کے دن چندہ کرنے سے مسجد کا زیادہ فائدہ ہوتا ہو تو اس شرط کے ساتھ برائے

مسجد ہسجد میں چندہ کرنے کی گنجائش ہے کہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو، ان کی گردن نہ پھاندے، نماز پڑھنے والے کے سامنے سے نہ گذرے، مسجد میں شور وشغب ہو، مسجد کے احترام کے خلاف کام نہ ہو اور لوگوں کے سامنے کسی کو شرم و غیرت میں ڈال کر زبردستی چندہ وصول نہ کیا جائے۔ ان شرائط کی رعایت ضروری ہے، ان کی رعایت نہ ہو سکے تو مسجد میں چندہ نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۲۲۹ ج ۹، شامی صفحہ ۷۷۲ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ عام حالات میں مسجد میں مدارس کے لیے چندہ نہ کرنا چاہیئے مسجد میں شور وغل ہوگا، نمازیوں کو نماز میں خلل ہوگا، مسجد کی بے احترامی ہوگی، لہٰذا مسجد میں چندہ نہ کیا جائے، البتہ اگر کوئی خاص حالت ہو، مسجد میں شور وغل نہ ہو نمازیوں کو تکلیف اور خلل نہ ہو تو گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۲۴۰ جلد ۹، و امداد الفتاویٰ صفحہ ۶۴۱ جلد ۲)۔

قضاء نماز مسجد میں پڑھنا؟:۔

مسئلہ:۔ قضاء نماز کو مسجد میں پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے یعنی مکروہ تحریمی اور دلیل یہی ہے کہ نماز کو وقت سے مؤخر کرنا معصیت ہے، اس لیے اس کو ظاہر نہ کرے۔ اور علامہ شامی رحہ نے اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ غرض یہی ہے کہ قضاء نماز کا اظہار نہ کرے بلکہ اس طرح قضاء پڑھے کہ کسی کو خبر نہ ہو، اگر مسجد میں بھی قضاء پڑھنے سے کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ نفلیں پڑھ رہا ہے یا فرض تو مسجد میں بھی قضاء درست ہے۔

غرض یہ ہے کہ اس طرح قضاء پڑھے کہ حتی الوسع کسی پر اظہار نہ ہو۔ (فتاویٰ دار العلوم صفحہ ۲۲۹ جلد ۴ بحوالہ درمختار باب القضاء صفحہ ۶۹۵ جلد ۱)۔

مسجد میں قربانی کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ جو حصہ مسجد ہے یعنی نماز کے لیے وقف ہے اور وہاں نماز پڑھتے ہیں، اس جگہ (داخلِ مسجد) ذبح کرنا حرام ہے اس لیے کہ ناپاک خون سے مسجد گندی ہو جائے گی

احاطۂ مسجد میں جہاں جوتے اتارتے ہیں وہاں بھی ذبح کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ وہ جگہ اس لیے (ذبح کرنے کے لیے) وقف نہیں ہے، دوسری جگہ ذبح کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۹۵ جلد ۱۲)۔

(داخل مسجد اور خارج مسجد ذبح نہ کیا جائے کیونکہ مساجد ذبح وغیرہ کے کاموں کے لیے نہیں ہیں۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ: قربانی میں مسجد کا بوریا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ یہ کریں کہ پرانے بوریئے کو مسجد کے متولی سے نئے بوریئے کے عوض خرید لیا جائے خریدنے کے بعد وہ پرانہ بوریا تمہاری ملک ہو جائے گا، مسجد کی ملک نہیں رہے گا۔ (امداد الاحکام ص ۴۰ جلد ۱)۔

مسئلہ: عاشورہ کے دن (دسویں محرم کو) مسجد میں جمع ہو کر نوافل پڑھنا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۹۱ ج ۶)

مسجد میں دی ہوئی چیزوں کو نیلام کرنا؟:-

سوال: مسجد میں لوگ مرغا، انڈا، کپڑا وغیرہ خدا کے نام پر دیدیتے ہیں، پھر اس کی نیلامی ہوتی ہے تو کیا یہ درست ہے، جبکہ بعض مرتبہ نیلامی چھڑا کر پھر اس چیز کو مسجد میں دیدیتے ہیں، بار بار ایسا ہی کیا جاتا ہے؟۔

جواب: نیلامی کا یہ طریقہ اس چیز کو اپنی ملک بنانے کے لیے نہیں، بلکہ یہ نیلام خریدنے سے مقصود مسجد کی امداد کرنا ہے (تو درست ہے) اگر اس میں نام و نمود مقصود نہ ہو تو یہ درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۸ جلد ۱۵)۔

مسئلہ: مسجد میں شیرینی (مٹھائی وغیرہ) تقسیم کرنے کے لیے لوگ بھیجتے ہیں، اگر صدقہ بتا کر یہ چیزیں دی جائیں تو ان کے مستحق غرباء ہیں اور اگر مؤذن وغیرہ کے لیے دی جائیں تو مؤذن وغیرہ مستحق ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۴ جلد ۱۵)۔

مسجد کا ملبہ نیلام کرنا؟

سوال: مسجد کا فرش پرانا ہو گیا اس کو

توڑ کرنیا فرش لگ رہا ہے تو فرش کا ملبہ اینٹ روڑے وغیرہ نیلام کرسکتے ہیں؟ اور خریدنے والا بنیادوں میں بھر سکتا ہے؟۔

جواب :۔ اس کو خریدنا اور بنیادوں میں استعمال کرنا شرعاً درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ صفحہ ۲۴۵ جلد ۱۵ وکفایت المفتی صفحہ ۱۲۳ جلد ۲)۔

مسئلہ :۔ بیچ کر اس کی قیمت مسجد کے وقف میں شامل کرلی جائے یا اس رقم سے کوئی چیز مسجد کے لیے کارآمد ہو خریدنے کی اجازت ہے، اسی طرح اپنے ملبہ کو اسجد کے مکان میں بھی استعمال کرسکتے ہیں، لیکن پلیدی سے بچایا جائے یعنی بیت الخلاء، پیشاب خانہ، غسل خانہ وغیرہ میں نہ لگایا جائے۔ (فتاوے رحیمیہ صفحہ ۱۰۰ جلد ۶ بحوالہ درمختار مع الشامی صفحہ ۱۲۵ جلد اول وکفایت المفتی صفحہ ۱۲۳ ج ۳)

اپنے مکانات فروخت کرنا جس سے مسجد ویران ہوجائے؟

سوال :۔ کئی سال سے محلہ اور مسجد آباد رہی، اب کسی وجہ سے مسلمان ایک ایک کرکے گھروں کو غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرکے جارہے ہیں۔ یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا تو مسجد ویران ہوجائے گی، مسجد کا خیال نہ کرتے ہوئے اس طرح مکانات فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب :۔ جہاں تک جواز بیع کا تعلق ہے وہ تو ظاہر ہے کہ مالک کو اپنی ملک فروخت کرنے کا حق حاصل ہے اور بطریق شرعی ایجاب وقبول سے بیع صحیح ہوجائیگی لیکن حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ان کو اس کا لحاظ چاہیئے کہ بغیر مجبوری کے ایسا نہ کریں، مجبوری کی حالت میں تو ہجرت بھی ثابت ہے۔ (فتاوی محمودیہ صفحہ ۲۲۵/۱۵ ج)۔

مسجد کی رقم سے دوسرے کے گھر کی دیوار بنوانا؟

مسئلہ :۔ مسجد کی رقم سے دوسرے کی دیوار پر بغرض پردہ دیوار تعمیر کرنا ناجائز ہے، ہاں مسجد کی دیوار پر تعمیر کردی جائے تو جائز ہے۔ اور اگر مسجد کی دیوار پر پردہ قائم کرنے کی

صورت نہ ہو سکتی ہو تو محلہ والے مالک مکان کی دیوار (اگر غریب ہے) اپنے پاس سے اتنی اعانت کر دیں کہ وہ اپنی دیوار پر پردہ قائم کر سکے۔ (کفایت المفتی ص۱۲۱ جلد ۳)

مسجد میں عقد نکاح و قرآن خوانی کے لیے بجلی کا استعمال کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ ان کاموں کے لیے روشنی کا انتظام خود ہی کر لیں، مسجد کی بجلی اور پنکھوں کو استعمال نہ کریں، حد تو یہ ہے مسجد میں بجلی جلانے کا جو وقت مقرر ہے اس کے علاوہ دیگر اوقات میں قرآن شریف کی تلاوت یا دینی کتابوں کے مطالعے کے لیے بھی مسجد کی بجلی اور پنکھے چلانے کی اجازت نہیں ہے، ممنوع ہے،

لیکن آج کل غلط دستور ہو جانے کی وجہ سے بجلی جلانے اور پنکھے چلانے کی اجازت نہ دینے پر جھگڑے اور فساد کا اندیشہ ہو تو جتنی دیر بجلی خرچ ہو معاوضہ لے لیا جائے تو اس کی گنجائش ہے یا وہ خود ہی دے دیں۔ (فتاوی رحیمیہ ص۱۰۷ ج۶)

مسئلہ:۔ مساجد میں عقد یعنی نکاح خوانی مستحب ہے۔ (کتاب الفقہ ص۴۵۶ جلد اول و رد المحتار ص۶۱۹ جلد ۱)۔

مسئلہ:۔ مسجد کی بجلی مسجد ہی کے لیے خاص ہے کسی ایسے کام کے لیے اس کا استعمال جائز نہیں جو مصالح مسجد میں داخل نہیں گو وہ کام اپنی جگہ کتنی ہی نیکی کا ہو جب مسجد کی چیزوں کا استعمال دوسری مسجد میں بھی جائز نہیں تو عام جگہوں (محلہ میں جلسہ وغیرہ) کے لیے کیونکر روا ہوگا منتظمہ کی ایسی بے موقع بلکہ خلاف شرع اجازت کا کچھ اعتبار نہیں۔

مسئلہ:۔ امام و مؤذن کا کمرہ چوں کہ متعلقات مسجد میں سے ہے ان کے لیے مسجد کی بجلی منتقل کرنا جائز ہے، اسی طرح مدرسہ بھی اگر مسجد کے تابع ہے اور عام طور پر لوگوں کو اس کا علم ہے اور چندہ دینے والے بھی اس کی تصریح نہیں کرتے کہ ان کا چندہ مدرسہ

میں خرچ نہ کیا جائے تو ایسی صورت میں ملحقہ مدرسہ میں بھی بجلی دی جاسکتی ہے، اور اگر مدرسہ تابع نہیں تو اس کو مسجد کی بجلی (بغیر قیمت) دینا جائز نہیں، مسجد کی کوئی چیز کسی دوسری جگہ خواہ وہ دوسری مسجد ہی ہو، منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۴۴۶ جلد۶)۔

مسئلہ: غیر مسلم کا مسجد میں لوٹے یا افطاری دینا؟:- اگر غیر مسلم مسجد میں لوٹے یا افطاری کسی ثواب کی نیت سے دیتا ہے اور مصلحت کے خلاف بھی نہیں تو وضو کے لیے (مفت) ان کا لینا درست ہے، اسی طرح افطاری بھی لینا جب کہ ثواب کی نیت سے دیتا ہے تو لینا درست ہے بشرطے کہ کسی دوسری مصلحت کے خلاف نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۶۲ جلد۲)

مسئلہ: مسجد کے لوٹے ذاتی کام میں لینا؟:- مسجد کے لوٹوں کو تمام کاموں میں استعمال کرنا درست نہیں، صرف وضوء، استنجاء، غسل میں استعمال کریں، پانی پینے یا کہیں معمولی کپڑا نماز کے لیے دھونے کی گنجائش ہے، مسجد سے باہر اپنے مکان میں لے جانا اور استعمال کرنا منع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۳۶ ج۱۰)

مسئلہ: مسجد کے فرش پر وضوء کرنا؟:- مسجد کے فرش پر جو کہ نماز کے لیے مقرر ہے، وضوء کے لیے نہیں ہے۔ اگر نالی وضو کے لیے موجود ہے تو وہاں وضو کریں، ورنہ مسجد کے فرش سے علحدہ (خارج مسجد) جاکر وضو کریں، غرض وضو کا مستعمل پانی مسجد کے فرش پر ڈالنا منع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۳۷ ج۱۰ وکتاب الفقہ ص۴۶۱ ج۱)۔

سوال: مسجد تعمیر ہونے کے بعد وضو کی جگہ بنانا؟:- ایک مسجد میں صحن کے اندر وضو کرنے کی کوئی جگہ نہیں تھی، ایک عرصہ دراز کے بعد جن صاحب نے مسجد تعمیر

کرائی تھی (بانی مسجد نے) عین صحن کے اندر وضو کرنے کی جگہ پختہ بنوادی۔
کیا حکم ہے؟۔

جواب:۔ جو جگہ نماز پڑھنے کے لیے متعین کرکے وقف کردی گئی وہاں وضو کی جگہ پختہ بنوانا جس کی وجہ سے اتنی جگہ محبوس (روک دی) جائے کہ وہاں نماز نہ پڑھی جاسکے درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۲۵۷ جلد۱۲)

مسجد پر بورڈ لگاکر کرایہ وصول کرنا؟:۔

سوال:۔ مسجد عام شاہراہ پر ہے، اس کے اوپر بورڈ بغرض اشتہار لگائے گئے ہیں جن سے کچھ آمدنی میں اضافہ ہوجاتا ہے، نہ معلوم متولی آئندہ کس کس قسم کا بورڈ لگواکر مسجد کی بے حرمتی کریں گے؟۔

جواب:۔ مسجد کی ضروریات پوری کرنے کے لیے دوکانیں تو بنائی جاسکتی ہیں، لیکن خود مسجد کو کرایہ پر چلانا اور اس سے روپیہ کمانا جائز نہیں، اور جو کچھ وجوہ اعتراض بلیش کی ہیں وہ بھی اہم ہیں۔ ان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے اس لیے مسجد کے منتظم صاحب کو چاہیے کہ وہ ہرگز ایسا معاملہ نہ کریں۔ اگر بورڈ بغرض اشتہار لگادیا گیا ہے تو اس کو اتار کر معاملہ ختم کردیں، خاص کر ایسی حالت میں جب کہ مسجد کی ضروریات پوری کرنے کے لیے وہاں کے اہل ہمت آمادہ اور خواستگار ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ صـ۱۷۲ جلد۱۰ و فتاویٰ رحیمیہ صـ۲۵ جلد۹ و درمختار ج۲ صـ۱۲)

مخلوط مال سے بنائی ہوئی مسجد کا حکم؟:۔

سوال:۔ جب ہمارے محلہ کی پرانی بوسیدہ مسجد کو شہید کرکے نئی بنانے کا مسئلہ درپیش ہوا تو قریب و دور سے چندہ کی تیس تیس ۳۰ ہزار کی دو رقوم حاصل ہوئیں جن کو بینک میں پانچ پانچ سال کے لیے فکسڈ ڈیپازٹ میں جمع کرادیا گیا۔ محلہ والوں کے اصرار پر کام جلد شروع کرنے کی وجہ سے رقم میعاد سے پہلے نکالی گئی جس کی وجہ سے صرف مبلغ پندرہ ہزار روپیہ بینک سے سود ملا۔ اس طرح مبلغ پچھتر ۷۵ ہزار روپیہ سے

تعمیری کام شروع کرا دیا گیا۔ محلہ والوں کے اعتراض کے بعد بھی سود کا روپیہ الگ نہیں کیا گیا، اور سب روپیہ تعمیر میں لگ گیا۔

اس طرح سود کے پندرہ ہزار روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگ گئے۔ اس وجہ سے چند لوگوں نے نماز پڑھنا بند کر دیا ہے، اس کے لیے شرعی مسئلہ و احکامات سے مطلع فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔ فقط

۱۰۶۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب:۔ ہوالموفق۔ بینک والے سود کا شرعاً حکم یہ تھا کہ وہ رقم بلا نیتِ ثواب محتاج و نادار مسلمانوں کو دے دی جاتی لان سبیل الکسب الخبیث التصدق الخ (رد المحتار)۔ اس رقم کا مسجد میں لگانا درست نہیں تھا، لان طیب لا یقبل الا الطیب۔ اب بھول یا ناسمجھی کی وجہ سے جب لگائی جا چکی ہے تو اب اس کی تلافی کی صورت یہی ہے کہ مسجد کے نام پر پندرہ ہزار روپیہ چندہ کر کے خبیث لگائی گئی رقم کے بدلے محتاج مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائے اس طرح مسجد اپنی جگہ باقی رہے گی اور اس میں نماز ادا کرنا بلا کراہت درست ہوگا۔ مسجد کو کوئی نقصان پہونچانا یا اس میں نماز بند کرنا درست نہ ہوگا۔

واللہ اعلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

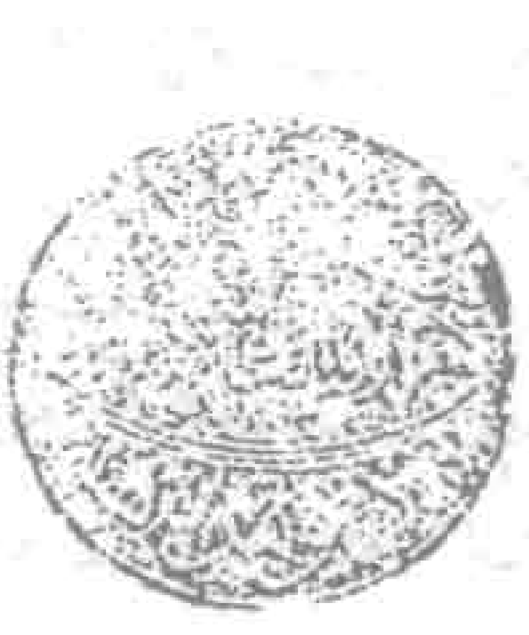

مسئلہ: حرام روپیہ سے کوئی چیز خریدنے میں تفصیل ہے، بعض صورتوں میں بیع بالکل ناجائز ہے اور اس چیز میں حرمت آجاتی ہے، اور بعض صورتوں میں اس چیز میں حرمت نہیں آتی اور بیع درست ہوتی ہے۔

اگر حرام روپیہ کو پہلے متعین کرکے اور اس کی جانب اشارہ کرکے اس کے عوض زمین وغیرہ خریدی اور مسجد وغیرہ بنوائی ہے تب تو وہ زمین اس کی ملک میں نہیں آئی اور وہ مسجد مسجد ہی نہیں ہوئی اور اگر بلا تعین و اشارہ کے زمین خریدی ہے اور پھر وہ حرام روپیہ قیمت میں ادا کردیا یا کسی دوسرے حلال روپیہ کو متعین کرکے زمین وغیرہ خریدی لیکن قیمت میں حرام روپیہ ادا کیا یا حرام روپیہ متعین کرکے خریدی لیکن پھر قیمت میں کوئی حلال روپیہ دے دیا تو ان سب صورتوں میں بیع درست ہوگی اور پھر باقاعدہ اس کو وقف کردیا ہے تو وہ مسجد ہوگئی، اس میں نماز درست ہے۔ پہلی صورت میں جب کہ بیع درست نہیں ہوئی تب بھی اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا جو کہ مسجد کے احترام کے خلاف ہے، جائز نہیں، البتہ وہاں پر نماز مکروہ ہے اور تا وقتیکہ پوری تحقیق نہ ہو اس کو مسجد ہی کہا جائے گا۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۷۰ جلد۶ بحوالہ درمختار ص۱۴۲ جلد۵)۔

ایک سو بیس مسائل ۱۲۰:-

مسئلہ: سرکاری ٹنکی سے مسجد میں پانی لینا اگر خلاف قانون نہ ہو، بلکہ میونسپلٹی کی طرف سے اجازت ہو تو جائز ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۸۸ جلد۱۵)

مسئلہ: مسجد میں تلاوت بلند آواز سے کرنا جب کہ نمازیوں کو مخل ہو جائز نہیں ہے۔ (احسن الفتاوی ص۴۵۸ جلد۶)۔

مسئلہ: مسجد میں اپنا گھریلو سامان نہ رکھیں کہ یہ اعتراض کی چیز ہے، اگر مسجد میں سہ دری، وضو خانہ وغیرہ ہو تو وہاں رکھیں (یعنی خارج مسجد) مسجد میں ایسی کتابیں جن سے نمازی فائدہ اٹھائیں مسجد میں رکھ لیں تو حرج نہیں۔

مسئلہ: مسجد میں دینی کتابیں پڑھنا، دینی معلومات کے لیے خط لکھنا درست ہے

(فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۱۹ جلد ۱۵)۔

مسئلہ: مسافر کے لیے مسجد کی چٹائی لیٹنے کے لیے استعمال کرنا فتویٰ کی رُو سے درست ہے اور تقویٰ کی رُو سے احتیاط اولیٰ ہے، حرام نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۴۷۹ جلد اول)۔

مسئلہ: مسجد کی کتاب کو مکان پر رکھ کر مطالعہ کرنا امام کا (جب درست ہے کہ) چندہ دینے والوں کو اطلاع کر دے کہ میں نے آپ کے پیسوں سے کتابیں خریدی ہیں میں ان کو مکان پر رکھ کر مطالعہ کرتا ہوں۔ ان کو اعتراض نہ ہو تو بس کافی ہے، اگر چندہ دینے والوں نے امام کو پیسوں کا مالک بنا دیا تھا تو پھر کسی قسم کا بھی اعتراض نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۱۹۵ جلد ۱۵)۔

مسئلہ: مسجد کے کسی حصہ کو اپنی ذاتی ضرورت و فائدہ کے لیے مخصوص کر لینا جائز نہیں ہے، یہاں تک کہ نماز کے لیے بھی اپنی جگہ مخصوص کرنے کا حق نہیں کہ وہاں کسی کو کھڑا ہونے سے اور نماز پڑھنے سے روکے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۱۶۶ جلد ۱۵)

مسئلہ: مسجد کی موقوفہ زمین اگر کاشت کے لیے یا کرایہ پر دی جا سکتی ہو تو کاشت کرکے یا کرایہ پر دے کر اس کی آمدنی مسجد کی ضروریات میں صرف کی جائے، ورنہ زمین میں درخت لگا کر پھل فروخت کرکے مسجد میں صرف کریں۔

مسئلہ: جو جگہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد بنا دی گئی ہو، وہاں امام یا کسی اور کے لیے کمرہ بنانا درست نہیں (یعنی داخلِ مسجد میں)۔

مسئلہ: جو زمین مسجد کے لیے وقف کردی گئی وہاں دوسری مسجد بنانے کا حق نہیں، نہ اس کو دوسری مسجد کے لیے فروخت کیا جا سکتا ہے، نہ اس کا روپیہ لیا جا سکتا ہے۔ ہاں اگر خدانخواستہ پہلی مسجد ویران جائے، وہاں پر مسلمان باقی نہ رہیں، اور جہاں زمین ہے وہاں مسلمان موجود، اور ان کو مسجد کی ضرورت ہو تو اس زمین پر دوسری مسجد بنا لینا درست ہے اور نماز درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۱۷۶ جلد ۱۵)۔

مسئلہ:- داخلِ مسجد میں تھوکنا اور رینٹ نکالنا یعنی ناک صاف کرنا حرام ہے، اس لیے تھوک، رینٹ اور بلغم سے مسجد کو پاک رکھنا واجب ہے، خواہ فرش پر ہو یا دیوار پر، اور خواہ چٹائی کے اوپر ہو یا نیچے۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کو صاف کرنا واجب ہے، اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مسجد کا فرش مٹی کا ہو یا پتھر وغیرہ کا، یا اس پر فرش وغیرہ بچھا ہو۔ (کتاب الفقہ ص۴۵۵ جلد ۱)۔

مسئلہ:- ناک چھینک کر مسجد کی دیوار سے انگلی صاف کرنا خلافِ تہذیب ہے اور دوسروں کے لیے باعثِ اذیت اور مسجد سے بے اعتنائی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۰۶ جلد ۱۵)

مسئلہ:- مسجد میں کنگھی کرنا درست ہے جبکہ بال نہ گرے۔ (فتاویٰ ص۱۸۴ ج ۱)۔

مسئلہ:- مسجد کے پاس جب رقم نصاب کے برابر ہو تو اس میں زکوٰۃ لازم نہیں، نیز کوئی ناجائز آمدنی کا مسجد یا مدرسہ میں خرچ کرنا درست نہیں، ایسی آمدنی کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۴۲ جلد ۱۴)۔

مسئلہ:- مسجد کا پیسہ جو دوکانوں کے کرایہ اور شادی کے موقع پر حاصل ہوتا ہے اس سے امام صاحب کی تنخواہ دینا اور مسجد کے حمام و غسل خانہ میں صرف کرنا شرعًا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۲۱ جلد ۱۴)۔

مسئلہ:- مسجد میں کوئی چیز دستیاب ہوئی، مسجد میں اس قدر اعلان کر دیا گیا کہ اب مالک کے ملنے کی توقع نہیں رہی، اس کو ایسے غریب کو دے دیں جو مستحقِ زکوٰۃ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۵ جلد ۱۰)۔

مسئلہ:- مسجد کی چٹائی (صف وغیرہ) جس پر نماز ادا کی جاتی ہے، ہاتھ سے کھولنی چاہیئے، پیروں سے ٹھوکر مار کر کھولنا بے ادبی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۶۵ جلد ۳)۔

مسئلہ:- ناپاک حائضہ کا فرشِ مسجد، اندرونِ مسجد داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۸ جلد ۱۰ و شامی ص۴۲۱ جلد ۱)۔

مسئلہ:- مسجد کی توہین کرنا، مذاق اڑانا، اس کو گالی دینا بہت خطرناک ہے،

اس سے ایمان سلامت نہیں رہتا، ایسے شخص کو توبہ لازم ہے، آئندہ ہرگز اس قسم کا کوئی لفظ نہ کہے جس سے مسجد کی توہین ہوتی ہو۔ (فتاوی محمودیہ صـ۴۶۹ جلد۱۷)۔

مسئلہ:۔ اگر تالاب دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو تو وہ ناپاک نہیں، اس کی گیلی مٹی ناپاک نہیں، اس سے مسجد کو بھی لیپا جا سکتا ہے۔ (فتاوی محمودیہ صـ۲۱۶ جـ۱۶)

مسئلہ:۔ مسجد کی دیوار پر تیمم کرنا مکروہ ہے، کیونکہ مالِ وقف کو غیر مصرف میں صَرف کرنا، لیکن اگر کرلیا تو درست ہوجائے گا، بشرطیکہ چونہ یا مٹی سے مسجد کی لپائی کی گئی ہے وہ چونہ مٹی پاک ہو، اس میں ناپاکی ملی ہوئی نہ ہو۔ (امداد الاحکام صـ۴۴۴ جـ۱)

مسئلہ:۔ داخلِ مسجد میں نسوار سونگھنا اور تمباکو کھانا مسجد کے اندر خلافِ اولیٰ ہے جو کہ کراہتِ تنزیہیہ سے خالی نہیں۔ (امداد الاحکام صـ۴۶۲ جلد اول و کفایت المفتی صـ۱۰۸ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے خارجِ مسجد میں امام کی اقتداء میں نماز ادا کریں تو ان کو مسجد کا ثواب ملے گا جبکہ صفوف ملی ہوئی ہوں۔ (امداد الاحکام صـ۴۵۷ جـ۱)

مسئلہ:۔ مسجد میں نمازیوں کے لیے پانی کا انتظام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے (امداد الاحکام صـ۴۵۲ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ مسجد میں ہوا کے لیے جنگلے کھولنا جائز ہے مگر کنیسہ و گرجا گھر کی طرز پر نہ ہوں بلکہ مسجدوں کی طرز پر ہوں۔ (امداد الاحکام صـ۴۵۲ جلد۱)۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص جماعت میں شریک ہونے کی نیت سے مسجد میں آئے اور اتفاق سے اس کو جماعت نہ مل سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو جماعت میں شریک ہونے والوں کی برابر ثواب عنایت فرماتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ قصداً دیر کرکے جماعت میں شریک ہونے سے نہ رہ جائے۔ (مظاہرِ حق صـ۱۰۴ جلد۲ حدیث نمبر۱۰)۔

مسئلہ:۔ جس مسجد میں جماعت کا انتظام ہو اور نماز کا وقت متعین ہو اور امام بھی مقرر ہو اس میں جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے۔ (کفایت المفتی صـ۱۰۶ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ باب اقتدا میں عیدگاہ اور نماز جنازہ کی جگہ کا حکم مسجد کا سا ہے۔ (عالمگیری ص۶ جلد) ۔

مسئلہ:۔ کسی احاطہ میں ایسی مسجد ہے کہ دروازہ بند کر لینے کے بعد بھی گھر والوں سے اس میں جماعت ہو جاتی ہے تو یہ مسجد مسجد جماعت کے حکم میں ہے، البتہ اگر یہ شکل ہے کہ احاطہ کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد جماعت نہیں ہوتی ہے گو عوام کو وہاں نماز کی اجازت ہو اور دروازہ کھلے رہنے پر جماعت بھی ہو جایا کرتی ہے تو بھی یہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے۔ (عالمگیری ص۶ جلد۱)

مسئلہ:۔ امام نیچے ہو اور اس کی چھت پر مقتدی ہوں تو یہ جائز ہے بشرطیکہ مقتدی امام سے آگے نہ ہو، امام کا آگے ہونا ضروری ہے۔ (رد المحتار ص۶۱۴ ج۱)

مسئلہ:۔ محلہ کی مسجد میں جب کوئی مؤذن نہ ہو تو نمازی کو اذان پکارنا چاہئے اور نماز پڑھنا چاہیئے، گو وہ تنہا ہو، کیونکہ اس پر مسجد کا حق ہے۔ (غایۃ الاوطار ص۳۰۳ جلد۱) ۔

مسئلہ:۔ محلہ میں چند مسجدیں ہوں تو قدیم تر میں نماز پڑھنی چاہیے، اگر فاصلہ برابر ہو، ورنہ قریب تر میں۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:۔ عیدگاہ، جنازہ گاہ کی تعظیم و تکریم مسجد جیسی کرنی چاہیئے، پاخانہ، پیشاب اور وطی سے بچانا چاہیئے۔ (طحطاوی علی الدر ج۱ ص۴۲۹)۔

مسئلہ:۔ معصیت کی وجہ سے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے، ایسے ہی مسجد کی چھت پر بھی۔ (رد المحتار ج۱ ص۶۱۹)۔

مسئلہ:۔ اذان ہونے کے بعد مسجد سے نکلنا مکروہ ہے، مگر یہ کہ وہ دوسری مسجد کا امام و مؤذن یا منتظم ہو تو مضائقہ نہیں۔ کوئی شخص فرض نماز پڑھ کر جماعت کے وقت مسجد میں آیا، اگر عشاء یا ظہر کی جماعت ہے تو نفل کی نیت سے مل جائے (رد المحتار ج۱ ص۶۱۹)

مسئلہ:۔ فناء مسجد وہ جگہ ہے کہ اس کے اور مسجد کے درمیان کوئی راستہ

نہیں ہے۔ (ایضاً)

اقتدار کے باب میں فنار مسجد کا حکم مسجد جیسا ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:۔ شارع عام کی مسجد جس میں بہ پابندی جماعت نہیں ہوتی ہے مسجد ہی کے حکم میں ہے مگر اس میں اعتکاف جائز نہیں ہے۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۹)

مسئلہ:۔ فنار مسجد، خانقاہ، مسجد مدرسہ (مدرسہ کا جو کمرہ نماز کے لیے مخصوص ہے) حوض کے کنارے جو جگہ نماز کے لیے متعین ہے، بازار میں جو چبوترہ نماز پڑھنے کے لیے ہے یہ تمام مسجد کے حکم میں نہیں ہیں، حائضہ وغیرہ داخل ہو سکتی ہے۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۵)۔

مسئلہ:۔ مسجد میں قبیح اشعار پڑھنا مکروہ ہے، مگر حمد و نعت اور نصیحت آمیز اشعار کی اجازت ہے، جبکہ ذاکر و نمازی کا حرج نہ ہو۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۹)

مسئلہ:۔ ذکر بلند آواز سے مسجد میں مکروہ ہے مگر درس فقہ دے سکتا ہے بشرطیکہ نمازیوں کو ایذا نہ ہو، یہی حکم درس حدیث و تفسیر کا ہے۔ (رد المحتار جلد ۱ ص ۶۱۵)۔

مسئلہ:۔ بوقت ضرورت غریب اور گھروالا بھی مسجد میں سو سکتا ہے مگر اجتناب مستحسن ہے۔ (عالمگیری ج ۶ ص ۲۱۵)

مسئلہ:۔ دنیا کا جو بھی کام ہو مسجد میں کرنا مکروہ ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:۔ مولی، لہسن اور پیاز وغیرہ بدبودار چیز بھی کھا کر بغیر منھ کی بو صاف کیے مسجد میں آنا مکروہ ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ: جس شخص کے کپڑے، بغل اور جسم سے بدبو آتی ہو اور اس سے دوسروں کو اذیت ہوتی ہو تو ایسے شخص کو دخول مسجد سے روکا جا سکتا ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ:۔ ایک شخص نے وصیت کی کہ یہ روپے فلاں مسجد کی تعمیر میں لگائے جائیں تو افضل یہ ہے کہ جس کے لیے وصیت کی ہے اسی پر خرچ ہو لیکن اگر دوسری مسجد پر صرف کر دیا گیا تو یہ بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی جلد ۳ ص ۱۰۳ بحوالہ سراجیہ)۔

مسئلہ:۔ دائمی سود خوار کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۱ ص۴۳)۔

مسئلہ:۔ کفار کا مال جو کسی نے مکر و فساد اور چوری سے حاصل کیا ہو، اس سے مسجد بنانا جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:۔ مسجد رفاض (رافضی) میں نماز ادا کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۱ ص۹۵)۔

مسئلہ:۔ صرف "آمین" پکار کر کہنے والوں کو مسجد سے نکال دینا درست نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۱ ص۲)۔

مسئلہ:۔ بنی ہوئی مسجد میں سامان رکھنے کے لیے کمرہ بنانا جائز نہیں ہے اور نہ کوئی مسکن۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۱ ص۲۹۵)۔

مسئلہ:۔ امام مسجد میں ہے، اور اس کی اقتدا مسجد سے باہر کسی چھت وغیرہ پر بھی کی جائے جو مسجد کے پہلو میں ہے اور مسجد اور اس کی چھت کے درمیان کوئی راستہ نہیں ہے تو یہ جائز ہے۔ (مبسوط للسرخسی جلد ۱ ص۲۱)۔

مسئلہ:۔ اپنے ذاتی مال سے مسجد کی دیواروں پر سونے کا پانی چڑھانا جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے۔ (عالمگیری جلد ۶ ص۲۱۴)۔

مسئلہ:۔ اگر موقوفہ گھر سے مسجد میں داخل ہونے کا کوئی راستہ ہے، امامِ مسجد اس راستہ سے آسکتا ہے۔ (عالمگیری ص۲۱۴ جلد ۶)۔

مسئلہ:۔ مؤذن کے لیے جائز ہے کہ مسجد کے موقوفہ کمرہ میں رہے۔ (ایضاً)

مسئلہ:۔ مسجد سے متصل امامِ مسجد کا کوئی اپنا مملوکہ گھر ہے یا کرایہ کا، اور وہ یہ چاہے کہ اس سے آنے کے لیے مسجد کی دیوار میں راستہ کھولے تو اس کی اس کو اجازت نہیں ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:۔ مسجد میں درس تدریس جائز ہے، اگرچہ اس کے بوریئے اور اس کی چٹائیاں استعمال میں ہوں۔ (ایضاً)۔

مسئلہ :- ایک مسجد کو اہل محلہ نے (کسی شرعی مجبوری کی وجہ سے) دیوار دے کر دو کر دیا اور ہر ایک کے لیے الگ امام مقرر کر دیا، مگر مؤذن ایک ہی رکھا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اولیٰ یہ ہے کہ مؤذن بھی دو ہوں گو اہل محلہ کا یہ فعل (ایک مسجد کی دو) بُرا ہے۔ (ایضاً جلد ۶ ص ۲۱۵)۔

مسئلہ :- جماعت بڑھانے کے لیے اہلِ محلہ کو اختیار ہے کہ دو مستقل مسجدوں کو ایک کر دیں۔ (ایضاً)۔

مسئلہ :- دو مسجدوں کو ایک کرنا تذکیر و تدریس کے لیے جائز نہیں ہے گو یہ کام مسجد میں جائز ہیں۔ (عالمگیری جلد ۶ ص ۲۱۵)

مسئلہ :- اخراج ریح مسجد میں نہ ہو، خروجِ ریح کے وقت ادب یہ ہے مسجد سے نکل جائے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ :- بے وضو مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۶ ص ۲۱۵)۔

مسئلہ :- داخلِ محراب کا حکم مسجد کا ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ :- کوئی آرہا تھا راستہ میں اس کو سخت سردی لگ گئی جس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو گیا وہ مسجد میں چلا آیا اور محسوس کیا کہ آگ جلا کر گرمی حاصل نہ کی گئی تو جان یا عضو کا خطرہ ہے تو ایسی حالت میں وہ مسجد کی لکڑی جلا سکتا ہے، کسی دوسرے کی ہو تو اُسے بھی جلا سکتا ہے، دونوں کی موجودگی میں مسجد کی لکڑی جلانا اچھا ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ :- فتنۂ عامہ کے خطرہ سے غلّہ اور گھر کے دوسرے سامان کا مسجد میں رکھنا جائز ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ :- مسجد میں بیٹھ کر تعویذ بیچنا جس میں توریت، انجیل یا قرآن پاک کی آیتیں لکھی ہوں جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ :- کسی نے مسجد سے گذرنے کی نیت کی، اور داخل ہو کر وسط میں گیا، پھر اس نے ندامت محسوس کی تو اس کو چاہیئے کہ دو رکعت نماز پڑھے پھر

نکلے، اگر ناپاک تھا تو فوراً نکل آئے۔ (ایضاً)

مسئلہ: مسجد میں تنگی پیدا ہوجائے تو لوگوں کو سمٹ کر بیٹھنے کے لیے کہنا اور اُن کا سمٹ کر بیٹھنا جائز ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ: سخت گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت پڑھنا مکروہ ہے، البتہ نیچے گنجائش باقی نہ رہے تو چھت پر جاکر اقتدا کرسکتا ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ: وقف کی آمدنی سے اذان کے لیے مینار اس وقت بنانا جائز ہے جب ایسا کرنا ضروری ہو مثلاً یہ کہ اہلِ محلہ کو آواز نہ پہونچتی ہو، ورنہ جائز نہیں۔ (ایضاً)

مسئلہ: طالب علم اپنی کتابوں میں مسجد کی گھاس لے کر نشان لگائے تو یہ معاف ہے۔ (عالمگیری جلد ۲ صـ۲۱۶)۔

مسئلہ: تعمیر مسجد کے لیے جمع شدہ روپے میں سے اگر کسی نے اداکرنے کی امید پر اپنے کام میں خرچ کردیا جو اس کو نہ کرنا چاہیے تھا، اب اس کو چاہیے کہ اپنے کسی ساتھی کو خبر کرکے جو جاتا تھا ادا کردے، اور اگر خاموشی سے اس نے مسجد کا مال اپنے کام میں خرچ کیا تھا تو قاضی کو اطلاع دے کر ادا کرے اور قاضی نہ ہو تو یوں بھی ادا کرے تو فِیْمَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ اللّٰہ بری الذمہ ہوجائے گا (بحر الرائق جلد ۵ صـ۲۵۱)۔

مسئلہ: بنی ہوئی مسجد توڑ کر مضبوط و مستحکم بنانا اہلِ محلہ کے لیے اس وقت جائز ہے جب بانیٔ مسجد اہلِ محلہ میں سے ہو، ورنہ نہیں۔ (بحر جلد ۵ صـ۲۵۱)۔

مسئلہ: مسجد کے اوقاف سے مدرسہ میں خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ عبد الحیؒ جلد ۲ صـ۱۳۶)۔

مسئلہ: امام و مؤذن کی تقرری و انتخاب میں اگر بانیٔ مسجد اور اہلِ محلہ میں اختلاف ہوجائے تو اگر اہلِ محلہ کا منتخب کردہ امام و مؤذن بانیٔ مسجد کے منتخب کردہ امام و مؤذن سے بہتر ہو تو اسی کو چنا جائے گا، کیونکہ اہل محلہ ہی کو امام و مؤذن کا نفع و ضرر ہے۔ (کبیری صـ۵۷)۔

مسئلہ :- مسجد کے لیے تیل اور چٹائی دونوں کے خریدنے کا ثواب برابر ہے ہاں ان میں جس کی مسجد کی زیادہ ضرورت ہے اس کا خریدنا زیادہ اچھا ہے۔ (ایضًا)۔

مسئلہ :- اپنی مسجد میں جماعت چھوٹ گئی، اس لیے جماعت کی امید پر دوسری مسجد میں گیا، اس کا یہ فعل افضل ہے، مگر مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ بہرحال خود افضل ہیں (یعنی ان کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہ جائیں گے)۔ (کبیری ص۵۶۹)۔

مسئلہ :- اپنی مسجد چھوڑ کر جماعت کے لیے گیا مگر وہاں بھی جماعت نہ ملی تو پھر اپنی ہی مسجد افضل ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ :- موذن نے اذان دی مگر کوئی دوسرا آدمی نہ آیا کہ جماعت ہو، ایسی حالت میں موذن جماعت کے لیے اپنی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہ جائے گا، بلکہ تنہا بھی پڑھنا پڑے تو بھی اپنی ہی مسجد میں وہ نماز ادا کرے۔ (ایضاً)

مسئلہ :- اذان ہوئی، نمازی آئے مگر امام نہ آیا تو ان ہی میں سے ایک امامت کرے گا، یہ امام کے نہ آنے کی وجہ سے جماعت کے لیے دوسری مسجد میں نہیں جائیں گے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ :- اپنی مسجد میں کسی کی تکبیر اولیٰ یا ایک دو رکعت چھوٹ جائے، اور دوسری مسجد میں اس کو ان کے پالینے کی امید ہو تو بھی ان کو اجازت نہیں ہے کہ اپنی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جائیں۔ اگر جماعت کا کچھ حصہ بھی اپنی مسجد میں مل گیا تو اس نے فضیلت پالی۔ (ایضاً)۔

مسئلہ :- اپنے محلہ کی مسجد کا امام جب زانی یا سود خوار ہو تو ایسی حالت میں اپنی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جا سکتا ہے۔ یا اسی طرح کی کوئی اور ناپسندیدہ عادت یا عیب اس امام میں ہے تو بھی دوسری مسجد میں جا سکتا ہے۔ (یا عیب امام کا ایسا ہو جو شرعًا بھی ناگواری کا باعث ہو)۔ (کبیری ص۵۶۹)۔

مسئلہ :- ہر طرح کی بدبو سے مسجد کو محفوظ رکھنا واجب ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ :- اگر رفع فساد کے لیے غیر مقلدین نے دوسری مسجد بنوالی تو توڑنا درست

نہیں ہے، کیونکہ یہ مسجد ضرار کے حکم میں نہیں ہے، ہاں اگر مقصود تفریق و فساد ہو تو وہ ضرار کے حکم میں ہوگی۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۲ صفحہ ۱۵۹)۔

مسئلہ:۔ تاڑی پی کر مسجد جانا، گو نشہ نہ ہو ممنوع ہے اور ایسے شخص کو مسجد سے نکلوا دینا درست ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۲ صفحہ ۱۷۶)۔

مسئلہ:۔ سفر سے واپسی میں مسجد میں اُترے اور دو رکعت نماز پڑھے۔ (کبیری صفحہ ۴۱)۔

مسئلہ:۔ بانیٔ مسجد مرمت، عمارت، فرش، چٹائی، قندیل، اذان اقامت اور امامت کا زیادہ حقدار ہے، ایسی ہی بانی کی اولاد اور اس کا خاندان، اس کے مرنے کے بعد۔ (کبیری صفحہ ۵۷۱)۔

مسئلہ:۔ بانی کو یہ حق صلاحیت کی شرط کے ساتھ ہے، ورنہ اس کی رائے کو دخل ہوگا۔ (عالمگیری جلد ا صفحہ ۰۰)۔

مسئلہ:۔ مسجد کی دیوار یا چھت پر تیمم جائز ہے، مگر بے ادبی سے خالی نہیں۔ (ایضاً جلد ۳ صفحہ ۱۲۴)۔

مسئلہ:۔ زکوٰۃ کا مال مسجد میں لگانا درست نہیں ہے۔ (عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۲۴۳)

مسئلہ:۔ مسجد کا کوئی حصہ نہ تو حصولِ آمدنی کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے اور نہ مسکن (ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۵۱۲)۔

مسئلہ:۔ اجرت دے کر بھی کوئی چاہے کہ مسجد کی دیوار سے فائدہ اُٹھائے تو یہ جائز نہیں ہے، خواہ کوئی بھی فائدہ اٹھانے والا ہو۔ (ایضاً جلد ا صفحہ ۵۱۳)۔

مسئلہ:۔ مسجد کی چھت پر وطی، پیشاب اور پاخانہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (ردالمحتار جلد ا صفحہ ۶۱۴)۔

مسئلہ:۔ بغیر عذرِ شرعی مسجد کو راستہ بنانا مکروہِ تحریمی ہے، البتہ بوقتِ مجبوری و ضرورت شدید گزرنا جائز ہے مگر اس کی عادت قریب بہ فسق ہے۔ (ایضاً

مسئلہ:۔ جن مصلّوں پر اللہ تعالیٰ کے نام ہوں ان کا بچھانا اور استعمال کرنا مکروہ

تحریمی ہے۔ (عالمگیری جلدا صنہ)۔

مسئلہ:- مسجد میں نجاست داخل کرنا حرام ہے، ایسے ہی جس شخص کے بدن پر نجاست لگی ہو اس کا مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔ (ردالمحتار جلدا ص۶۱۴)۔

مسئلہ:- مسجد میں جُنبی (ناپاک مَرد) حیض اور نفاس والی عورت کا داخل ہونا حرام ہے۔ (عالمگیری جلدا صنہ)۔

مسئلہ:- مسجد کے اندر کنواں کھودنا منع ہے، ہاں پہلے سے ہو تو چھوڑ دیا جائے گا۔ (مسجد سے باہر ضرورت کے لیے کھودنا چاہیئے۔) (عالمگیری جلدا صنہ)۔

(مسجد کے اندر کا مطلب ہے وہ جگہ جو نماز کے لیے مخصوص ہوتی ہے جیسے مسجد کا اندرونی حصہ اور صحن، مسجد کے احاطہ کے اندر ان کے علاوہ جو جگہ ہے وہ بھی باہر کا حصہ کہا جاتا ہے۔ (مؤلف)۔

مسئلہ:- مسجد میں ناپاک مٹی لگانا اور اس کو ناپاک مٹی سے لیپنا ناجائز ہے۔ (ردالمحتار جلدا ص۶۱۴)۔

مسئلہ:- مسجد میں خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ معتکف کو صرف بھاؤ کرنے کی اجازت ہے مگر بیع نہ ہو۔ (ایضاً)۔ (عالمگیری جلدا صنہ)۔

مسئلہ:- کوئی شخص اگر مسجد میں کسی خاص جگہ آکر بیٹھتا ہے، اس جگہ دوسرا آکر بیٹھ گیا تو اس کو وہ اٹھا نہیں سکتا۔ (ردالمحتار جلدا ص۲۳)۔

مسئلہ:- مسجد میں بغیر طہارت داخل ہونا مکروہ ہے۔ (البحر الرائق جلد۵ ص۲۵۱)

مسئلہ:- مسجد میں فصد لگوانا اور اس طرح پیشاب کرنا کہ پیشاب کسی برتن میں رکھا جائے، تب بھی جائز نہیں ہے۔ (ردالمحتار جلدا ص۶۱۴)۔

مسئلہ:- مسجد میں جوتا پہن کر داخل ہونا جس سے تلویثِ مسجد کا اندیشہ ہو جائز نہیں ہے۔ (ص۶۱۵ ایضاً)۔

مسئلہ:- گندے مچھیرے کا مسجد میں داخل ہونا مکروہ ہے، اسی طرح مجذام والے کا۔ ان کو دخولِ مسجد سے روکنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری لابن حجر جلد۲ ص۲۳۴)۔

مسئلہ:- ابابیل یا چمگادڑ اپنی بیٹوں (یا ئخانہ) سے جب مسجد کو گندہ کر رہی ہوں تو اُن کو بچوں سمیت نکال پھینکنا جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۶ ص۲۱۵)۔

مسئلہ:- پاگل اور بچّہ کا مسجد میں داخل ہونا اگر تلویث کا گمان غالب ہو تو حرام ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔ (ردالمحتار جلد۱ ص۶۱۵)۔

مسئلہ:- مسجد کو ہر گھن والی چیز سے پاک و صاف رکھنا واجب ہے۔ (ردالمحتار جلد۱ ص۶۱۸)۔

مسئلہ:- مسجد میں سلائی کرنا مکروہ ہے لیکن اگر وہ مسجد کی نگرانی کے لیے بیٹھا ہوا اور اس سلسلہ میں سلائی بھی کرتا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (عالمگیری ص۷ ج۱)

مسئلہ:- دیوار، فرش اور مسجد کی چٹائی پر تھوکنا یا بلغم ڈالنا جائز نہیں ہے (ردالمحتار جلد۱ ص۶۱۸)۔

مسئلہ:- مسجد میں ناپاک گارے کی استرکاری مکروہ ہے۔ (ردالمحتار جلد۱ ص۶۱۴)

مسئلہ:- اُجرت پر کتابت کرنے والے کاتب کے لیے مسجد میں کتابت مکروہ ہے، ہاں بغیر اجرت یا اپنے لیے لکھے تو جائز ہے۔ (عالمگیری جلد۱ ص۷)۔

مسئلہ:- مسجد کی دیواروں اور محراب پر لکھنا قرآن پاک کی آیتوں کا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ مسجد کے منہدم ہونے کی صورت میں توہین کا اندیشہ ہے۔ (ایضاً) کتبوں یا رقعوں کا مسجد کے دروازہ پر لٹکانا یا چپکانا مکروہ ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:- بوقتِ ضرورت گوبر ملی ہوئی مٹی کا لگانا جائز ہے۔ (ردالمحتار، ایضاً)۔

مسئلہ:- مسجد کا سامان رکھنے کے لیے مسجد کے ساتھ حجرہ بنانا جائز ہے (عالمگیری ج۱ ص۷)

مسئلہ:- جو معلّم اجرت پر بچوں کو پڑھاتا ہو اور وہ گرمی یا کسی اور مجبوری سے مسجد میں بیٹھے تو مکروہ نہیں ہے۔ (ایضاً) اور بعض لوگوں نے کاتب کی طرح مکروہ کہا ہے (ایضاً)۔

مسئلہ:- مسجد میں نماز کے علاوہ دوسرے دینی کام کے لیے بیٹھنا جائز ہے، لیکن اگر اس کی وجہ سے کوئی چیز غائب ہوگی تو تاوان دینا ہوگا۔ (ایضاً)

مسئلہ:- مسجد میں کسی ایک جگہ کو اپنے لیے مخصوص کرلینا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار

جلد ا صـ۶۲)۔

مسئلہ :۔ مسجد میں کوئی نمازی کہیں بیٹھ جائے تو بغیر ضرورت شرعی اس کو چھیڑنا اور وہاں سے اُٹھانا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر عام نمازیوں کو اس سے تکلیف ہو تو اُسے اٹھایا جا سکتا ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ :۔ بصورتِ تنگی غیر محلہ والے کو مسجد میں آنے سے روکا جا سکتا ہے۔ کسی کے بیٹھنے سے صف میں خلل ہو تو نمازیوں کو حق ہے کہ اُسے اُٹھا دیں۔ (ردالمحتار جلد ا صـ۶۲)۔

مسئلہ :۔ اگر مسجد میں تنگی ہو جائے تو عام نمازیوں سے چاہے وہ ذکر و شغل میں مصروف ہوں، سمٹ کر بیٹھنے کی فہمائش کرنا جائز ہے۔ (ردالمحتار جلد ا صـ۶۲)

مسئلہ :۔ مسجد میں نمازی کی گردن پھاندنا مکروہ ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ :۔ آج کل مسجد میں پاک و صاف جوتا پہننا بھی بے ادبی ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ :۔ دنیا کی باتیں مسجد میں نیکیوں کو اس طرح چبا ڈالتی ہیں جیسے چوپائے گھاس کو یا جیسے آگ لکڑی کو۔ (کشاف جلد ا صـ۳۸)۔

مسئلہ :۔ دنیا کی باتوں کے لیے مسجد میں بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری ج۴ صـ۲۱۵)

مسئلہ :۔ جو مسجد میں چوری کا عادی ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کو سزا دی جائے اور سخت سزا اور ساتھ ہی قید میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔ (عالمگیری جلد ۳ صـ۱۰۷)۔

مسجد میں اضافہ کر کے اس میں نمازِ جنازہ ؟ :۔

مسئلہ :۔ جو حصہ پہلے سے مسجد ہے، اس میں جماعتِ ثانیہ اور نمازِ جنازہ مکروہ ہے، اور جس حصہ کا مسجد میں بعد میں (نمازِ جنازہ) اضافہ ہوا ہے، اگر مسجد میں اس جگہ کا اضافہ بہ نیتِ مسجد کیا گیا ہے تب اس پر مسجد کے احکام جاری کریں گے یعنی وہاں پر ناپاک کا جانا منع ہوگا اور جماعتِ ثانیہ مکروہ ہو گی۔

اگر بہ نیتِ مسجد اضافہ نہیں کیا گیا، بلکہ اس غرض سے وہ حصہ بڑھا دیا گیا ہے کہ ضرورت کے وقت وہاں بیٹھ کر بچے بیٹھ کر پڑھ لیا کریں گے یا نمازی زیادہ ہو جائیں تو وہاں بھی کھڑے ہو جایا کریں، لیکن وہ حصہ حصۂ مسجد نہیں ہے تو اس پر مسجد کے احکام جاری نہ ہوں گے، وہاں ناپاک کا جانا، جماعتِ ثانیہ، نمازِ جنازہ وغیرہ سب چیزیں درست ہیں، اس کی تحقیق کہ اس حصہ کا اضافہ مسجد کی نیت سے کیا گیا ہے یا نہیں، واقف اور بانی سے کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۷۱ ج۲)۔

مسجد میں قبریں شامل کرنا؟:-

مسئلہ:- قبروں کی زمین مملوک ہے یا وقف ہے، اور یہ کہ قبریں نئی ہیں یا پرانی، کہ میت بالکل مٹی بن چکی ہے۔ اگر زمین مملوک ہے اور قبریں بہت پرانی ہیں تو مالک کی اجازت سے اس کو مسجد میں شامل کرنا درست ہے اور اگر قبریں اتنی پرانی نہیں تو مسجد میں شامل کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس سے قبروں اور موتی کی توہین ہوتی ہے، نیز موتے کی طرف سجدہ کرنا لازم آئے گا اور اگر زمین وقف ہے اور قبریں پرانی نہیں تب بھی شامل کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر قبریں پرانی ہو چکیں کہ میت بالکل مٹی بن گئی، نیز وہاں مُردوں کو دفن نہیں کیا جاتا ہو تو اس کو مسجد میں شامل کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۴۸۹ جلد اول و ص۱۷۳ جلد ۱۰ بحوالہ زیلعی ص۲۴۶ جلد ۱ وفتاویٰ رحیمیہ ص۸۴ جلد ۶)۔

مسئلہ:- اگر وہ زمین جس میں قبریں ہیں کسی کی مملوک ہے تو مالک کی اجازت سے اس جگہ کی قبریں برابر کر کے مسجد میں شامل کرنا درست ہے، اور ان قبروں کی اینٹوں کو بھی مالک کی اجازت سے مسجد میں صرف کرنا جائز ہے، بشرطیکہ قبریں اتنی پرانی ہوں کہ اب ان میں میت موجود نہ ہو بلکہ مٹی بن چکی ہو۔ اور اگر وہ جگہ قبروں کے لیے وقف ہو تو اس کو مسجد میں شامل کرنا درست نہیں ہے (ف... دیہ ص۱۷۳ جلد ۱۰)۔

مسئلہ:- مسجد کے احاطہ میں مسجد کی وقف زمین میں میت کو دفنانا درست

نہیں ہے۔ جو زمین مسجد کے لیے وقف ہو، اس پر سوائے مصالح مسجد کے اور کوئی تصرّف جائز نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۹۳ جلد۶ وکفایت المفتی ص۱۰۸ ج۳)۔

مسجد کے روپیہ سے قبرستان کے لیے زمین خریدنا؟:۔ سُوال:۔ مسجد کے قریب زمین ہونے کی وجہ سے قبرستان کی نیّت سے متولی صاحب نے قبرستان کے لیے خریدلی مسجد کے روپیہ سے؟۔

جواب:۔ اس زمین کو خریدنے کے لیے جتنا روپیہ مسجد کا خرچ ہوا وہ سب روپیہ مسلمان چندہ کرکے مسجد کو دے دیں اور اس زمین کو قبرستان ہی رکھیں۔ مسجد کے روپیہ سے قبرستان کے لیے زمین خریدنے کا حق نہیں ہے، لہٰذا مسجد کا روپیہ وصول ہونا ضروری ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۵۷ جلد۱۲)۔

مسجد کے اطراف میں مسجد سے اونچا مکان بنانا؟:۔ سُوال:۔ مسجد کے سامنے قبلہ والی دیوار کے متصل مسجد سے اونچا مکان بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز بقیہ تین جہتوں میں مسجد سے اونچا مکان بنا سکتے ہیں یا نہیں؟۔

جواب:۔ مسجد کے اردگرد مسجد کی عمارت سے اونچے مکانات بنانا جائز ہے، اس سے مسجد کی بے حرمتی نہیں ہوتی۔ (فتاوی رحیمیہ ص۲۴۱ جلد۱۰)۔

احاطۂ مسجد واقع قبرستان میں امام کے لیے کمرہ بنانا؟:۔ سُوال:۔ مسجد کے احاطہ میں قبرستان شامل ہے جو تقریباً تیس ۳۰ سال سے دفن کے لیے بند ہے، قبرستان کی اس حد میں امام صاحب کی رہائش کے لیے ایک کمرہ بنایا گیا ہے تو کیا یہ درست ہے؟

جواب:۔ احاطۂ مسجد میں قبرستان کا یہ قطعہ وقف ہے، کسی کا مملوک نہیں ہے، اس پر امام صاحب کی رہائش کے لیے کمرہ بنانا اور اس میں غسل خانہ و پیشاب خانہ بنانا قطعاً جائز نہیں، اس کے بنانے والے اور اس میں رہنے والے دونوں سخت

گنہ گار ہوں گے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۲۴۳ جلد۱۰)۔

پرانے قبرستان کو مسجد بنانا ہے:۔

مسئلہ: ۔اگر وہ قبرستان مملوکہ زمین ہے اور اس میں قبریں اس قدر پرانی ہیں کہ میت ان میں بالکل مٹی بن گئی تو ان قبروں کو توڑ کر زمین ہموار کردینا، اور وہاں مسجد، مدرسہ، دوکان سب کچھ بنانا درست ہے۔

میت کے مٹی بن جانے کے بعد قبر کے احکام بدل جاتے ہیں، اگر میت مٹی نہیں بنی تو وہاں مسجد وغیرہ بنانا اور قبر کو توڑنا ناجائز ہے، ایسی حالت میں قبر کا احترام ضروری ہے۔ قبر کو سامنے کرکے نماز پڑھنا ناجائز ہے، بلکہ اس کے قریب بھی نماز پڑھنے سے احتیاط چاہیئے کہ بعض صورتوں میں کراہت زیادہ ہوتی ہے بعض میں کم۔

اگر وہ قبرستان پرانا وقف ہے اور اب وہاں مردے دفن نہیں ہوتے دوسرا قبرستان موجود ہے اور قبرستان کے بیکار پڑے رہنے سے اندیشہ ہے کہ اس پر دوسرے لوگ غلط قبضہ کرلیں گے اور وہاں مسجد بنانا مناسب ہے تو مسلمانوں کے باہم مشورہ سے مسجد بنانا درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۹۸ ج۲ بحوالہ تبیین الحقائق ص۲۴۶ جلد۱ وفتاوی محمودیہ ص۲۱۲ جلد۱۸)۔

مسئلہ: ۔ نمازی کے سامنے اگر کوئی قبر آگے کی طرف یعنی بجانب قبلہ نہیں ہے جو نمازی کے سامنے واقع ہوتی ہو تو ایسی مسجد (جگہ) میں نماز پڑھنا بلاکراہت درست ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص۱۴۹ جلد۴ بحوالہ درمختار ص۳۵۲ ج۱ باب الصلوٰۃ)۔

مسجد کی بوسیدہ چٹائی قبر میں رکھنا ہے:۔

مسئلہ: ۔ قبر میں میت کے نیچے چٹائی بچھانا مکروہ ہے۔ مسجد میں اگر کسی نے چٹائی لاکر بچھادی اور اب وہ بوسیدہ ہوگئی اور مسجد میں استعمال کے قابل نہ رہی تو بچھانے والے اصل مالک کو اختیار ہے کہ جو چاہے کرے۔ اگر مسجد کے پیسے سے خریدی گئی تو اس کو مسجد کے کسی کام

میں، یا فروخت کرکے اس کا پیسہ مسجد میں خرچ کردیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۸۵ ج۱۴)۔

قبرستان کی خالی زمین کی آمدنی مسجد میں؟:۔ سوال: چند آدمیوں نے مل کر کچھ زمین قبرستان کے نام پر دے دی ہے، اب اس زمین کے کچھ حصہ میں تو قبریں ہیں اور کچھ خالی ہے۔ تو جو حصہ خالی ہے، اس میں کاشت کرکے اس کی آمدنی مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟۔

جواب:۔ قبرستان کے لیے زمین دیتے وقت اگر یہ کہہ دیتے کہ اس کی خالی زمین کی پیداوار مسجد میں دی جائے، تب تو اجازت ہو جاتی، مگر اس وقت انہوں نے ایسا نہیں کیا، اب اس کی اجازت نہیں، بلکہ اس کی پیداوار قبرستان ہی پر صرف کی جائے۔ لیکن اگر وہاں ضرورت نہیں اور کوئی قبرستان بھی حاجت مند نہیں، اور آمدنی کے روپے کا تحفظ دشوار ہے تو پھر سب کے مشورہ سے مسجد میں صرف کر سکتے ہیں۔ اس کا بھی لحاظ رہے کہ اس خالی جگہ میں کھیتی کرنے سے کہیں دوسروں کے قبضہ میں آکر وقف ہی ختم نہ ہو جائے (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۲ جلد۱۸)۔

مسئلہ:۔ اگر وہ جگہ (قبرستان) مسجد کی ہے اور قبریں اتنی پرانی ہیں کہ میت ان میں باقی نہیں بلکہ مٹی بن چکی ہے تو باہمی مشورہ سے وہاں دوکانیں تعمیر کرا کر، کرایہ پر دینا اور وہ کرایہ ضروریات مسجد، تعمیر، تنخواہ امام و مؤذن میں صرف کرنا درست ہے۔ جب قبر پرانی ہو جائے اور میت مٹی بن جائے تو قبر کا حکم باقی نہیں رہتا۔ فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۵ جلد۱۸)

غیر آباد مسجد میں میت دفن کرنا؟:۔ مسئلہ:۔ اگر مسجد فی الحال ویران ہے یعنی اس میں نماز نہیں ہوتی، تاہم اس سے اس کی مسجدیت میں فرق نہیں آتا، اس کی مسجدیت ہمیشہ برقرار رہے گی، اس لیے اس میں مُردوں کو دفن کرنا ناجائز ہے

کیونکہ یہ غرض بانی و واقف و احترامِ مسجد کے خلاف ہے لیکن اگر عدمِ واقفیت کی بنا پر کسی کو مسجد میں دفن کر دیا گیا ہے تو اس کو قبر کھود کر نکلوانے کی ضرورت نہیں کہ اس سے میت کی توہین ہے اور نبشِ قبر بلا حق آدمی کے ناجائز ہے۔ اور یہاں پر کسی کا حقِ خدمت نہیں ہوتا۔ واقف کا اس لیے نہیں کہ اس کی ملکیت نہیں رہی، عام مسلمانوں کا اس لیے نہیں کہ وہ اس میں نماز نہیں پڑھتے، غیر آباد ہے۔ لہٰذا آئندہ کے لیے مسجد کی حفاظت کر دی جائے کہ کوئی اور میت دفن نہ ہو، اور دفن شدہ میت کو نہ نکالا جائے کہ چند روز میں قبر خود زمین کے برابر ہو جائے گی اور میت کے پرانا ہونے پر قبر کو زمین کے ہموار کرنا اور اس پر چلنا اور نماز پڑھنا درست ہو جائے گا۔

اگر اس سے پہلے وہ مسجد آباد ہو جائے تو قبر پر کھڑے ہو کر یا اس کی جانب رُخ کر کے نماز نہ پڑھیں اگر گنجائش نہ ہو اور جگہ کی تنگی ہو تو پھر قبر کو ہموار کر دیا جائے کہ اس صورت میں نمازیوں کا جن کے لیے مسجد وقف ہے، حق فوت ہوتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۱۷۶ جلد ۶ بحوالہ درمختار صفحہ ۶۰۲ جلد ۱)۔

مسئلہ:۔ مسجد کے مغربی گوشے میں دیوار کے باہر قبریں ہوں تو اس سے نماز میں کراہت نہ ہوگی، کیونکہ دیوار مغربی مسجد کی حائل کافی ہے۔ (فتاوے دارالعلوم صفحہ ۱۰۱ جلد ۴ بحوالہ غنیہ صفحہ ۳۵۰)۔

داخلِ مسجد میں مردے دفن کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ مسجد جس جگہ قرار پائی جاتی ہے اس کے بعد اس میں کسی قسم کا تصرف شرعًا درست نہیں ہوتا ہے اور جب نمازِ جنازہ کا حکم بھی یہ ہے کہ وہ خارجِ مسجد ادا کی جاتی ہے تو مسجد میں تدفین شرعًا کیسے درست ہو سکتی ہے۔ (یعنی داخلِ مسجد تدفین درست نہیں ہے)۔

(نظام الفتاویٰ صفحہ ۲۰۳ جلد اول بحوالہ شامی صفحہ ۳۷۶ ج ۱ کتاب الوقف)

دربارِ الٰہی کے آداب :- اب تک خانۂ خدا سے متعلق جو کچھ عرض کیا گیا، اس سے یہ امر بالکل منقح ہو گیا ہوگا کہ اس دربار کی کچھ اور ہی خصوصیت ہے اور اس کا امتیازی نشان بہت اونچا ہے، تو جس مقدس گھر کی شان و شوکت اور وقعت و عزت کا عنداللہ یہ حال ہو، یقینی طور پر اس کے آداب بھی اسی اعتبار سے بلند ہوں گے، اور ان کا بجا لانا بھی اسی قدر ضروری ہوگا۔

دنیا کے معمولی درباروں کا حال آپ کو معلوم ہے کہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس کے کچھ خاص آداب ہوتے ہیں جن کی بجا آوری ہر اس شخص پر لازم ہوتی ہے جو وہاں آئے بادشاہِ وقت اور اس کے حکام کے اجلاس کے قوانین منضبط ہوتے ہیں۔ اور ان کی خلاف ورزی کی حالت میں سزائیں متعین ہوتی ہیں خواہ وہ جرمانہ کی سزا ہو یا قید و بند کی۔

دنیاوی حکام کے اجلاسوں کے آداب جنھیں ہم رات دن اپنی اپنی زندگی میں برتتے ہیں ان کو سامنے رکھ کر ہمیں غور کرنا چاہیے کہ اس دربار کی عزت و وقعت کا کیا حال ہوگا جو انسانوں کا نہیں، بلکہ ان کے خالق و مالک کا گھر کہلاتا ہے، جو احکم الحاکمین کے روبرو ہونے کا مقام ہے اور جو اسی کے آگے سجدہ کرنے کے لیے مخصوص ہے۔

قرآنِ پاک میں اس گھر کا تذکرہ جس عنوان سے کیا گیا ہے وہ آپ اپنی مثال ہے، اس کی رفعت اور علوِ مرتبہ کی بڑی مدح سرائی کی گئی ہے، اس کی صفائی و پاکی کی بار بار تاکید بیان کی گئی ہے اور اس کے آداب کی طرف نمایاں اشارے کیے گئے ہیں، اور رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نہایت تفصیل کے ساتھ ایک ایک چیز کو بتایا ہے۔ اور ساتھ ہی ان احکام کی جو مسجد کے باب میں آئے ہیں خلاف ورزی پر وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

مسجد کی حاضری رحمتِ الٰہی کا ذریعہ ہے :- ایک دفعہ آپؐ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخصوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں اس دن پناہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ ہی نہ ہوگا، ان سات میں ایک وہ شخص ہوگا کہ وہ جب مسجد سے نکلتا ہے تو واپسی تک اس کا دھیان اسی طرف لگا رہتا ہے۔

ایک حدیث ہے کہ جو شخص مسجد میں داخل ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہے۔ رب العزت اسے نقصان، خسران وغیرہ سے محفوظ رکھتا ہے، ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص کو دیکھو کہ مسجد سے محبت کرتا ہے اور اس کی خدمت کرتا ہے، اس کے مؤمن ہونے کی شہادت دو۔ (مشکوٰۃ باب المساجد)۔

حدیث میں ''تعاہد'' کا لفظ آیا ہے جس کے معنی مسجد کی نگہداشت و خبرگیری کرنا، اس کی محافظت و مرمت کرنا، جھاڑو دینا، نماز پڑھنا، عبادت میں مشغول رہنا، ذکر کرنا، علوم دینی کا درس دینا ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیؒ ص۱۴۱ جلد۳)۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد جانے والوں کے متعلق فرمایا کہ وہ رحمتِ الٰہی میں غوطہ لگانے والے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ (کنز العمال ص۱۱ جلد۳)۔

ایک بار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو تاریکی میں مسجد میں حاضر ہوتے ہیں نورِ کامل کی بشارت سنائی۔

بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامۃ۔ رواہ الترمذی	تاریکی میں مسجد کی طرف جانے والوں کو نورِ کامل کی بشارت دو جو قیامت کے دن حاصل ہوگا۔ (مشکوٰۃ باب مساجد)

مسجد کی قربت:-

اس گھر کی بڑائی کا یہ حال ہے کہ اس کا فیض و کرم پڑوس کو بھی نہیں محروم کرتا، رحمت کی چھینٹیں اُڑ کر اُن پر بھی پڑتی رہتی ہیں جس سے ان کا درجہ بھی کہاں سے کہاں پہونچ جاتا ہے۔ ارشادِ نبویؐ ہے:-

فضل الدار القریبۃ من المسجد علی الشاسعۃ کفضل الغازی علی القاعد (کنز العمال ص۱۳۸ ج ۴)۔

مسجد سے جو گھر قریب ہیں، ان کی فضیلت دُور والے گھر پر ایسی ہے جیسی غازی کو گھر بیٹھنے والے پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

دیکھا آپ نے کہ پڑوس کا مرتبہ بھی کتنا اونچا ہوگیا، یہ قریب اور آس پاس کے مکانات اپنے دوسرے مکانات پر سبقت لے گئے، اور ایسا کیوں نہ ہو، جہاں رحمتِ الٰہی کی بارش ہوتی ہے، جو جلوہ گاہِ خداوندی ہے، اور جس کو دنیا کی جنّت کہا گیا ہے، یقیناً اس کا پڑوس بھی اس سے کچھ نہ کچھ تو نفع اندوز ہوگا ہی۔

مگر اس کے ساتھ قدرت کا یہ انصاف بھی ہے کہ جو مسجد سے دُور رہتے ہیں ان کو بھی محروم نہیں کیا ہے بلکہ ان کو بھی اس طرح یہ حصّہ عطا کیا ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

ان اعظم الناس اجرًا فی الصلوٰۃ ابعدھم الیھا ممشی فابعدھم والذی ینتظر الصلوٰۃ حتی یصلیھا مع الامام اعظم اجرًا من الذی یصلیھا ثم ینام (مسلم باب کثرۃ الخطا الی المساجد وفضل المشی الیھا ص۲۳۰)۔

زیادہ اَجر اُن کے لیے ہے جو دُور دُور سے چل کر آتے ہیں اور جو مسجد میں آکر جماعت سے نماز پڑھتے ہیں وہ تنہا نماز پڑھ کر سونے والے سے بہتر ہیں۔

اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے تسلّی و تسکین کا مواد فراہم کیا گیا ہے جو مسجد سے دور بستے ہیں۔ اور پڑوس کی محرومی کا تدارک اس ثوابِ عظیم سے کیا گیا ہے جو دُور سے چل کر آنے میں ہوتا ہے اور اس چلنے کے ثواب کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ کوئی قدم ثواب سے خالی نہیں ہے۔

مسجد میں آمد کا ثواب:۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارا گھر مسجد سے دُوری

پر تھا، ایک موقع سے میں نے ارادہ کرلیا کہ اپنا گھر بیچ ڈالوں اور چل کر مسجدِ نبویؐ کے پڑوس میں (جس حد تک ممکن ہو) جا بسوں، لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس ارادہ سے روک دیا اور فرمایا:۔

ان لکم بکل خطوۃ درجۃ (مسلم باب کثرۃ الخطا الی المساجد ص۲۳۵ ج۱)۔	بے شک تمہارے لیے ہر قدم پر ایک درجہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مسجدِ نبویؐ کے پڑوس میں کچھ جگہ خالی ہوئی، قبیلہ بنو سلمہ جو مسجد سے دوری پر آباد تھا اُس کا ارادہ ہوا کہ پڑوس میں آکر آباد ہو اور پہلی جگہ چھوڑ دے، یہ خبر جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپؐ نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا، انہوں نے اثبات میں جواب دیا، آپؐ نے جب ان کا یہ ارادہ دیکھا تو ان سے کہا:۔

یا بنی سلمۃ دیارکم تکتب اثارکم (مسلم باب کثرۃ الخطا الی المساجد وفضل المشی الیہا ص۲۳۵ ج۱)۔	اے بنی سلمہ! اپنے مکانوں کو لازم پکڑو، تمہارے نشانِ قدم لکھے جائیں گے۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے ان کو ترغیب دی کہ جہاں تھے وہیں رہیں، دُوری سے نہ گھبرائیں، یہ دوری بھی باعثِ ثواب بنتی ہے یعنی وہاں سے چل کر جب مسجد آنا ہوتا ہے تو چلنا زیادہ پڑتا ہے اور اسی اعتبار سے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے، کیونکہ یہاں ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے پھر یہ بھی ایک پُر لطف بات ہے کہ آدمی جب گھر سے باوضو مسجد کے لیے نکلتا ہے تو گویا وہ نماز ہی میں ہوتا ہے اس طرح اجر میں کچھ اور اضافہ کی توقع ہے۔ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا:۔

الأبعد فالابعد من المسجد اعظم اجرًا (ابوداؤد باب ماجاء فی فضل المشی الی الصلوٰۃ)۔	مسجد سے جو جس قدر دور ہوتا ہے اور وہ آتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے۔

ایک دفعہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب کوئی پاک وصاف ہوکر باوضو کسی مسجد کے لیے چلتا ہے کہ فریضہ ادا کرے تو ایسے شخص کا ایک قدم گناہ کو مٹاتا ہے اور دوسرا درجہ کی بلندی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ (مسلم شریف صـ۲۳۵ جلد ۱)۔

مسجد میں جانے کا مسنون طریقہ:۔ گھر سے جب چلنے لگے تو پہلے وضو کرلیا جائے، کیونکہ سنت طریقہ یہی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں جماعت کی نماز میں ثواب کی زیادتی کا ذکر فرمایا ہے وہاں یہ مصرح ہے کہ ثواب کی زیادتی اس وجہ سے ہے کہ وضو کیا اور اس کے بعد خالص نیت سے مسجد روانہ ہوا۔ اور انہی آداب کے ساتھ چلنے پر درجہ کی بلندی اور گناہ کی معافی کی بشارت ہے۔ (بخاری صـ۹۰ جلد اول)۔

ضرورت بھی ہے کہ دربار خداوندی کے لیے پوری تیاری کے ساتھ چلیں، کپڑے بھی صاف ہوں، بدن بھی پاک ہو اور اعضاء وضو جو وہاں جاکر نمایاں طور پر مصروفِ مناجات اور اظہارِ تذلل میں پیش پیش ہوں گے، صاف ستھرے اور پاکیزہ ہوں۔

روانہ ہوتے ہوئے ایک نظر اپنی ظاہری ہیئت پر بھی ڈال لی جائے اور یہ یقین کرتے ہوئے کہ ہم ایک عظیم المرتبت دربار کو جارہے ہیں، اتنا عظیم المرتبت کہ اسے دنیا کی جنت سے تعبیر کیا جائے تو مبالغہ نہیں۔ حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ جس میں ان درباروں کو جنت کا باغ کہا گیا ہے، اس لیے جہاں ہر طرح کی نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک ہوکر جانا ضروری ہے، ادب یہ بھی ہے کہ ظاہری ہیئت عمدہ سے عمدہ ہو، ایسی عمدہ جو شریعت کی نظر میں خراجِ تحسین حاصل کرسکے۔

حتی المقدور کپڑے پاک وصاف ہونے کے ساتھ عمدہ ہوں، کرتہ کی آستین پوری ہو، اگر قدرت نے وسعت عطا کی ہے تو خوشبو مل لیں، تاکہ پسینہ وغیرہ

کی بُو بالکلیہ جاتی رہے اور فرشتوں کو کوئی اذیت نہ پہونچنے پائے، ارشادِ ربانی ہے:-

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ (اعراف-۳)-	اے آدم کی اولاد! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباسِ زینت پہن لیا کرو۔

یعنی جب عرض و نیاز کے لیے مناجات و سرگوشی کے لیے دربارِ الٰہی میں آؤ تو صاف ستھرا لباس زیب تن کرلیا کرو جو پاک و صاف اور شرعی حدود کے مطابق ہو، تم احکم الحاکمین کے سامنے اس کے دربار میں حاضری دے رہے ہو تو ظاہری آداب کا بھی پورا پورا لحاظ رکھو، تاکہ ظاہری طور پر بھی کسی کو بے ادبی کا شبہ نہ ہو سکے، یہ درست ہے کہ وہ پہلے دل کی گہرائی کو دیکھتا ہے مگر دل کی صفائی کا اثر جسم پر بھی ہونا ضروری ہے اس میں ذرّہ بھر شک نہیں کہ دل کی ویرانی کے ساتھ جو زیب و زینت ہوتی ہے وہ کسی درجہ میں مطلوب نہیں، لیکن موجودہ دور میں دین کی رسمی محبت کی وجہ سے لباس میں جو بے پرواہی ہوتی ہے وہ بھی کسی درجہ میں پسندیدہ نہیں ہے،

اس آیت سے مسجد کے لیے حسن ہیئت کا حکم بھی مستفاد ہوتا ہے جو مسجد کی بزرگی و احترام کا ایک دلنشین طریقہ ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے، اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نماز کے وقت ہیئت اچھی سے اچھی ہونی چاہیے۔ (ابن کثیر ص۲۱ جلد ۱۲)-

مسجد میں وقار و اطمینان سے آئیے:-

مسجد آتے ہوئے یہ خیال رہے کہ ہم ایک بڑی عبادت کے لیے بڑے گھر کی طرف جا رہے ہیں، اس لیے رفتار میں پورا وقار، اعتدال اور سکینت نمایاں ہو، ایسی رفتار ہرگز نہ اختیار کی جائے جس سے دیکھنے والا ہلکا پن محسوس کرے اور عام نظروں میں مضحکہ خیز، حد تک

پہونچ جائے، ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ نماز کا ارادہ کرنا بھی نماز ہی کے حکم میں ہے، لہٰذا راستہ چلتے ہوئے لہو ولعب، ہنسی مذاق اور ناجائز چیزوں پر نظر سے پرہیز کیا جائے اور یہاں بھی حتی الوسع نماز کے خلاف امور سے پورا اجتناب کیا جائے۔ نگاہ نیچی، دل میں محبت و خشیت اور امید و بیم کی کیفیت طاری ہو، چہرہ پر تواضع اور تذلل کے آثار ہوں، مگر یہ سب کسی اور کے لیے ہرگز ہرگز نہ ہو محض رب العالمین کے لیے ہو۔ اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:-

اذا سمعتم الاقامة فامشوا الی الصلوٰة وعلیکم بالسکینة والوقار ولا تسرعوا (باب ادرکتم فصلوا) واتوها وعلیکم السکینة فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا فان احدکم اذا کان یعمد الی الصلوٰة فهو فی الصلوٰة۔ (مسلم باب استحباب اتیان الصلوٰة)

جب تم اقامت سنو تو نماز کے لیے اس طرح چلو کہ تم پر سکینت و وقار طاری ہو، اور دوڑو مت۔ نماز کے لیے اس طرح آؤ کہ تم پر وقار و اطمینان ہو، جو پالو پڑھ لو، اور جو چھوٹ جائے اسے پورا کرلو، جب تم میں کا کوئی نماز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ حکماً نماز ہی میں ہوتا ہے۔

مسجد میں پیدل آئے:- مسجد میں پیدل چل کر آنا چاہیے، بغیر عذرِ شرعی سواری سے آنا اچھا نہیں تاکہ ہر قدم کا اجر نامۂ اعمال میں لکھا جائے، جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور بھی یہی معلوم ہوتا ہے، پھر یہ کہ پیدل مسجد میں آنا باعثِ کفارۂ گناہ ہے۔

مسجد میں پہلے دایاں پیر داخل کرے:- راستہ اس طرح طے کرکے جب مسجد کے دروازہ پر پہنچ جائیں تو ذرا قلب و جگر تھام لیں کہ اب بہت ہی بڑے دربار میں داخلہ ہو رہا ہے، علمائے سلف اور صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے

حالات میں میری نظر سے ایسے واقعات گذرے ہیں جن کا تصور بھی آج کل مشکل ہی سے ہوسکتا ہے۔ بعض بزرگانِ دین کا مسجد کے دروازہ پر پہونچ کر رنگ بدل جاتا تھا اور ان کی عجیب کیفیت ہوجاتی تھی۔

بہرحال داخل ہوتے ہوتے مسجد میں پہلے دایاں پیر رکھیں، پھر بایاں۔ اور فارغ ہو کر جب نکلنے لگیں تو اس کے خلاف کریں، یعنی پہلے بایاں پیر نکالیں پھر دایاں۔ مگر جوتا وغیرہ پہلے داہنے ہی پیر میں پہنیں کہ طریقہ مسنونہ یہی ہے:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت سے ہے کہ جب مسجد میں تُو داخل ہو تو پہلے دایاں پاؤں ڈال اور جب نکلے تو پہلے بایاں پیر نکال۔ (فتح الباری ص۳۵۲ ج۱)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اسی پر عمل رہا اور اُدب کا تقاضا بھی یہی ہے کہ نسبتاً دائیں کو بائیں پر فضیلت ہے۔

دایاں پاؤں رکھتے ہوتے یہ دعا پڑھی جائے:۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ — اے اللہ! مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جب باہر نکلیں تو بایاں پاؤں پہلے نکالیں اور یہ دعا پڑھتے ہوئے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ — اے میرے اللہ! تجھ سے تیرے فضل و بخشش کی درخواست کرتا ہوں۔

مسجد میں پہونچ کر دیکھے کہ لوگ جمع ہیں تو سلام کرے اور اگر کوئی موجود نہ ہو تو اس طرح سلام کرے:۔ "اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَّبِّنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ"

("اسلام کا نظامِ مساجد" از حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند۔

دربارِ الٰہی کی صفائی :- انسان طبعاً نفاست پسند واقع ہوا ہے، ہر شخص اپنی وسعت بھر چاہتا ہے کہ وہ خود بھی پاکیزہ رہے، اس کا گھر بھی صاف ستھرا رہے، اور اُس کی ہر چیز سے نفاست ٹپکے، پھر جو جس مرتبہ کا ہے اس کی صفائی بھی اسی کی انداز کی ہوتی ہے۔

ان چیزوں کو سامنے رکھ کر یہ مسئلہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ مسجد دربارِ الٰہی اور خانۂ خدا ہے، اس کی صفائی کس قدر ضروری ہے، کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جو عند اللہ محترم ہے اور جہاں مسلمان اپنے مولٰی کی عبادت کے لیے اچھی سے اچھی ہیئت میں جمع ہوتے ہیں، اور حاضری کے وقت ان اعضاء کو عموماً دھو کر آتے ہیں جن پر گرد و غبار کے اُڑ کر پڑنے کا اندیشہ ہے۔

صفائی کا ثبوت قرآن سے :- ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ یہ صفائی بھی ہر چیز کی طرح اعتدال پر ہو اور افراط و تفریط سے پاک ہو، نہ اس قدر اسے بڑھایا جائے کہ حدِ تزخرف کو پہونچ جائے اور نہ ایسی بے توجہی برتی جائے کہ گرد و غبار سے اَٹ جائے۔ اس اعتدال پر رہ کر اس کی پاکیزگی اور نفاست کا خیال ازبس ضروری ہے۔

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔ (بقرہ ۱۰)	ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل (علیہم السلام) سے عہد لیا کہ وہ دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک و صاف رکھیں۔

یہ آیت شانِ نزول میں گو خاص ہے مگر بابِ احکام میں عام ہے، اور مفسرین نے اسی وجہ سے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ مسجدوں کو ہر طرح پاک و صاف رکھنا ضروری ہے، ظاہری، باطنی، اعتقادی، معنوی ہر اعتبار سے پاکی کامل ہو، نہ انجاس و اصنام ہوں اور نہ عصیان و طغیان۔ پھر غور

کیجیے خانۂ خدا کی طہارت اور صفائی کا حکم جلیل القدر نبیوں کو ہو رہا ہے، جو بیت اللہ اور مسجدوں کی عظمتِ شان کا بہت بڑا مظاہرہ ہے۔

مسجد کی صفائی کے فضائل:۔ مسجد کی صفائی کے فضائل حدیثوں میں بیشمار ہیں، یہاں اس سلسلہ کی صرف چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں جو اس مسئلہ کے ثبوت کے لیے کافی و وافی ہیں۔ ایک دفعہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

عُرضت علیّ اجور امتی حتی القذاۃ یخرجہا الرجل من المسجد (مشکوٰۃ عن الترمذی وابی داؤد ج ا ص ۶۹)۔

مجھ پر میری اُمّت کے اجر پیش کیے گئے، یہاں تک کہ وہ کوڑا بھی جو کسی نے مسجد سے باہر کیا تھا۔

عربی داں جانتا ہے کہ قذاۃ کے لفظ میں کس قدر فصاحت و بلاغت ہے، قذاۃ اس تنکے کو کہتے ہیں جو آنکھ میں پڑ جائے۔ تنکے کے پڑنے سے جو تکلیف ہوتی ہے وہ سب جانتے ہیں اور اسے نکالنے کی جس قدر جلد سعی بہم کی جاتی ہے، وہ بھی کسی سے مخفی نہیں تو گویا اس لفظ کو لا کر اس طرف اشارہ کیا گیا کہ کوڑا کرکٹ مسجد کے لیے ایسی ہی اذیت کا باعث ہے جیسے تنکا آنکھوں کے لیے اس لیے اسے جلد سے جلد صاف کیا جائے، دوسرے یہ کہ معمولی گندگی بھی مسجد میں نہ ہونی چاہیے۔

سرکارِ دوعالم کی خدمتِ مسجد:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ کی نظر بلغم پر پڑ گئی جو قبلۂ مسجد میں کسی نے ڈال دیا تھا، یہ دیکھ کر آپؐ کو بڑی اذیت ہوئی اور اس اذیت و ناگواری کا اثر چہرۂ مبارک پر آگیا، پھر خود اُٹھے اور اپنے دستِ مبارک سے اُسے صاف فرمایا۔ اس کے بعد صحابۂ کرام رضؓ کو مخاطب کرکے فرمایا:۔ لوگو! تم میں کا کوئی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور اس کے اور قبلہ کے درمیان رب العزّت اپنی رحمت و

رضا کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے، اس لیے کوئی اپنے سامنے نہ تھوکے، نماز میں تھوکنے کی ایسی ہی مجبوری لاحق ہو تو بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے ڈال سکتا ہے، پھر آپؐ نے مَل کر کے اسے بتایا، اپنی چادرِ مبارک کے ایک کنارے کو لیا، اس پر تھوکا اور مَل دیا۔ پھر فرمایا ایسا ہی کرے۔ (بخاری جلد ۱ ص۵۸)۔

مسجد میں تھوکنا گناہ ہے:۔ ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:۔

البزاق خطیئۃ وکفارتہا دفنہا (بخاری ص۵۸ ج۱)۔ تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کا دفن کرنا ہے۔

یعنی مسجد میں تھوکنا گناہ ہے، کسی سے نادانستہ ایسی غلطی ہو ہی جائے تو اس کو چاہیئے کہ اس کو دفن کردے۔ نووی رحؒ نے لکھا ہے کہ مسجد میں کہیں بھی تھوکا نہیں جا سکتا، بلکہ تھوکنا گناہ ہے اور قبلہ کی دیوار کا احترام نسبتاً بڑھا ہوا ہے۔ اس لیے ادھر تھوکنا اور بھی بُرا ہے، یہ قبلہ مسجد میں ہو یا کسی اور جگہ، دونوں قابلِ احترام ہیں جس جگہ آدمی نماز پڑھتا ہے وہاں نماز میں قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت ہے۔ ان اللہ جمیل یحب الجمال۔

نماز پڑھتے ہوئے منہ میں تھوک آہی جائے تو کپڑے کے کنارے پر تھوک کو مَل دے کہ اس صورت میں تلویثِ مسجد نہیں ہے، مسجد سے باہر اگر کوئی نماز پڑھتا ہو اور پاؤں کے نیچے یا بائیں جانب مجبوری کی حالت میں تھوک دے تو مضائقہ نہیں، خلاصہ یہ ہے کہ مسجد میں تھوکنے کی جرأت نہ کی جائے، نگلنا پڑے تو یہ کرے مگر تھوکنا مناسب نہیں۔ (فتح الباری ص۳۴۲ جلد۱)۔

مسجد سے گندگی دور کرنا:۔ مسجد میں تھوک دکھیا جائے تو اس پر مٹی ڈال دی جائے، اگر فرش کچا ہے یا کھرچ کر پھینک دیا جائے۔ اور فرش پختہ ہے تو اس کو صاف کرے، دھو کر یا کپڑے سے اٹھاکر، کیونکہ فرش پر مَلنے سے اور گندگی پھیل جائے گی۔ صاف کرنے

میں اس کا خیال رہے کہ کوئی اثر گندگی کا باقی نہ رہنے پائے اور ہو سکے تو خوشبو لے کر مَل دے۔ (فتح الباری ۳۴۵ جلد ۱)

قفال رح نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ دفن کرنے کا جس کو حکم ہے وہ منہ اور سر سے اُترنے والا تھوک ہے۔ باقی جو بلغم سینہ سے آتا ہے وہ نجس ہے اُسے کسی حال میں مسجد میں دفن نہ کیا جائے گا۔ (فتح الباری ۳۴۶ جلد ۱)۔

دفن کے معنی عام لیے جائیں یعنی اس کو صاف کر دینا اس طرح کہ ظاہری طور پر اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے تاکہ اشکال سرے سے ختم ہو جائے، کیونکہ گھن جس سے آتی ہو اُسے مسجد میں دفن کرنا کسی طرح اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رض کے متعلق آیا ہے کہ انہوں نے ایک رات مسجد میں تھوک دیا اور صاف کرنا بھول گئے۔ گھر واپس پہونچ چکے تو ان کو یاد آیا فوراً روشنی لے کر مسجد تشریف لائے اور اُسے تلاش کر کے صاف گیا۔ (فتح الباری ۳۴۶ ج ۱)

صاحب فتح الباری نے حضرت ابوذر رض سے ایک روایت نقل کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وجدت فی مساوی اعمال امتی النخاعۃ تکون فی المسجد لاتدفن۔ (ج ۱ ص ۳۴۵)۔	میں نے اپنی اُمت کے بُرے اعمال میں اس گاڑھے تھوک کو بھی پایا جو مسجد میں ڈالا گیا مگر صاف نہ کیا گیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کے گندہ کرنے کا گناہ نامۂ اعمال میں ثبت ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن حساب کتاب میں وہ چیز بھی سامنے لائی جاتی ہے بس ہر مسلمان کو چاہیے کہ مسجد میں کوئی ایسا تنکا بھی نہ ڈالے جس سے گندگی معلوم ہو، اور اگر کوئی ایسی چیز دیکھ لے تو فوراً صاف کر دے۔ امام کی تو خصوصیت سے یہ ذمہ داری ہے کہ مسجد کی صفائی کی دیکھ بھال کرے اور اس کی نگرانی کرے کہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کو انجام دیا ہے۔ (فتح الباری ۳۴۹ جلد ۱)۔

مسجد کو گندہ کرنے کی سزا:۔ حضرت سائب بن فدار رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں کہ ایک شخص نے قوم کی امامت کی، اتفاق کی بات اُس نے جانب قبلہ تھوک دیا، جسے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچشم خود دیکھ لیا۔ آپ کو یہ دیکھ کر بڑی تکلیف ہوئی آپ نے سختی سے فرمایا کہ اس کو اب امامت نہ کرنے دینا۔ چنانچہ لوگوں نے اس کو دوبارہ امامت نہ کرنے دی۔ اس کو جب آپ کا واقعہ معلوم ہوا تو وہ دربارِ نبوی میں حاضر ہوا اور جو کچھ سُنا تھا بیان کیا۔ آپ نے اس کی باتیں سُن لیں اور اس کے بعد فرمایا۔ ہاں یہ درست ہے میں نے ہی روکا ہے اس لیے کہ تم نے مسجد میں تھوک کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اذیت دی۔ (مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسجد کی بے ادبی کوئی معمولی جرم نہیں ہے یہ وہ جرم عظیم ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ پاکؐ کے لیے باعثِ اذیت ہوتا ہے۔ اور اس جرم میں کسی عہدہ دار کو اس کے عہدہ سے معزول کر دیا جائے تو بجا ہے۔ بلکہ وہ اسی لائق ہے کہ اس کو جرم کا بدلہ ملنا چاہیے۔

جاروب کش نگاہِ نبوی میں:۔ ایک طرف گندہ کرنے کی سخت سزا جو اوپر مذکور ہوئی، اور دوسری طرف اس کی صفائی کا یہ ثواب کہ قیامت میں اس کو اس کا گراں قدر معاوضہ عطا ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ فام شخص مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا، اس کا انتقال ہوگیا جس کی اطلاع آپؐ کو نہ دی گئی، آپؐ نے جب دوسرے دن اس کو نہیں دیکھا تو لوگوں سے دریافت فرمایا۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ اس کا تو انتقال ہوگیا۔ اس کی اچانک موت کی خبر سُن کر آپؐ نے فرمایا تم نے مجھے خبر کیوں نہیں دی، پھر فرمایا اس کی قبر بتاؤ، چناں چہ آپؐ اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔ راوی کو اس کے متعلق شک ہے کہ وہ عورت تھی یا مرد تھا۔ مگر روایتوں کی تفتیش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت تھی اور اس کی کنیت ام محجن تھی۔ (فتح الباری ص۴۷۱ جلد ۱)

لوگوں نے یہ سمجھا ہوگا کہ ایک معمولی آدمی کے لیے آپؐ کو کیوں تکلیف دی جائے، مگر آپ کی نظر میں اس کی اس حیثیت سے بڑی وقعت تھی کہ اس کو خادم مسجد ہونے کا شرف حاصل تھا۔

خدمتِ مسجد ایمان کی علامت ہے:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اذا رأيتم الرجل يتعاهد المسجد فاشهدوا له بالايمان۔ (مشکوٰۃ ص۶۹ جلد ۱)۔

تم جب کسی کو مسجد کی خدمت کرتے دیکھو تو اس کے ایمان دار ہونے کی گواہی دو۔

تعاہد کے بہت سے معنوں میں ایک معنیٰ جھاڑو دینا بھی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عموماً دوشنبہ اور پنجشنبہ کو مسجد قبا جاتے تھے۔ ایک دن مسجد میں دیکھا کہ جھاڑو نہیں دی گئی ہے، خود آپ نے کھجور کی شاخ لے کر مسجد کو صاف فرمایا، پھر لوگوں کو تاکید فرمائی کہ مسجد کو مکڑیوں کے جالے وغیرہ سے پاک و صاف رکھو۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا اس (مسجد) کو ہر طرح کی گندگی سے پاک و صاف رکھو۔ یہ اس لیے کہ اس میں ذکر اللہ اور تلاوتِ قرآن پاک ہو۔

مسجد کی صفائی کا معاوضہ:۔ اخیر میں اس حدیث کو ملاحظہ فرمائیں اور اندازہ لگائیں کہ خادم مسجد کا اجر کتنا بڑا ہے:۔

من اخرج اذى من المسجد بنى الله له بيتا فى الجنة۔ (ابن ماجہ باب تطہیر المساجد)۔

جو شخص مسجد سے گندگی نکالے گا اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

اس حدیث کو پڑھ کر مسلمان کے دل میں مسجد کی خدمت اور اس کی صفائی کا

جذبہ پیدا ہونا چاہیے کہ اس معمولی خدمت کا اجر اتنا بڑا نصیب ہوگا۔

اس تفصیل کا ماحصل یہ ہے کہ مسجد کو جو دربارِ الٰہی ہے ہر طرح کی گندگی، خس و خاشاک، تھوک، بلغم، گھناونی چیز اور شریعت میں جو بھی نجس اور تکلیف دہ ہے اس سے پاک وصاف رکھنا ضروری ہے۔ اور جو اس خدمت کو انجام دے گا، اللہ تعالیٰ کے یہاں سے اس کو بڑا اجر ملے گا۔ پھر یہ بھی واضح ہو جائے کہ یہ خدمت باعثِ ذلّت نہیں، باعثِ عزّت ورضائے الٰہی ہے اور یہ وہ عظیم الشان خدمت ہے جسے خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں انجام دیا ہے اور آپؐ کے جلیل القدر صحابۂ کرام رضؓ نے۔

اسی علّتِ اذیّت میں مکڑی کے جالے بھی آجاتے ہیں کہ آدمی طبعاً اس سے بھی تکلیف محسوس کرتا ہے، ہمارے زمانہ میں اس طرف توجہ دینے کی بڑی گنجائش ہے، اس سلسلہ میں فاروقِ اعظم رضؓ کا قول گذر چکا ہے کہ آپؓ نے مسجدِ قبا کے متعلق فرمایا تھا کہ مکڑیوں کے جالے سے پاک وصاف رکھو۔

اسی علت میں اخراجِ ریح بھی ہے کہ اس سے بھی بدبو پھیلتی ہے اور جب بدبو پھیلے گی تو اذیت ضرور پائی جائے گی۔ علماء نے اسی وجہ سے لکھا ہے کہ اخراجِ ریح مسجد میں مکروہ تحریمی ہے، معتکف کو البتہ بعض نے معذور قرار دیا ہے، یوں اجتناب ہر حال میں اولیٰ ہے، ایک حدیث میں ہے کہ فرشتے نمازیوں کے لیے اس وقت تک دعا کرتے ہیں جب تک وہ حدث نہیں کرتے ہیں۔ (مسلم شریف صفحہ ۲۲۴)

خوشبو کی دُھونی:۔ صرف یہی نہیں ہے کہ مسجد کو بدبو اور گندی چیزوں سے بچانا ضروری ہے بلکہ تطہیر و تنظیف کے ساتھ تطییب بھی مطلوب ہے، ایک لمبی حدیث میں یہ ٹکڑا بھی آیا ہے:۔

اتخذوا علیٰ ابوابها	ان (مسجدوں) کے دروازوں پر
المطاهر وجمروها فی الجمع	طہارت خانہ بناؤ اور جمعوں میں ان کے
(ابن ماجہ صفحہ ۵۵ جلد ۱)	اندر خوشبو کی دُھونی دو۔

یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ مسجدوں میں طہارت خانہ اور خوشبو کی دھونی کا انتظام کرو۔ فاروقِ اعظم ہر جمعہ کے دن دوپہر میں مسجد کے اندر خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے، ساتھ ہی یہ حکم بھی جاری کر دیا تھا کہ ہر شہر کی مسجدوں میں دوپہر کے وقت خوشبو کی دھونی دی جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث گذر چکی ہے جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجدیں بناؤ اور ان کو پاک وصاف اور معطر رکھو۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں لوبان، اگربتی اور دوسری خوشبو جلائی جائے، جمعہ کے دن اور بھی اس کا اہتمام رکھا جائے۔ (اسلام کا نظام مساجد ص۲۱۱ تا ص۲۲۱)۔

مسجد کی صفائی برش سے کرنا:۔

سوال:۔ مسجد میں بجائے جھاڑو کے بالوں کا بنا ہوا برش استعمال کرنا کیسا ہے؟۔

جواب:۔ اگر وہ برش خنزیر کے بالوں سے بنا ہے تو وہ ناپاک ہے اور نجاست کو مسجد میں داخل کرنا منع ہے۔ اور اگر خنزیر کے علاوہ کسی دوسرے جانور کے بالوں سے بنا ہے تو وہ ناپاک نہیں، اس کو مسجد میں داخل کرنا ناجائز نہیں ہے تاہم اس میں اشتباہ ہو تو اس کو چھوڑ دینا چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۵۰۵ جلد۱، بحوالہ شامی ص۶۸۶ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ بے پردگی وغیرہ کی کوئی قباحت نہ ہو تو عورت مسجد کی صفائی کی سعادت حاصل کر سکتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۱۶ جلد۶)۔

قیامت کے دن دیدارِ الٰہی جو سب سے بڑی نعمت ہے، اس کے لیے جب اجتماع ہوگا تو ان میں ان لوگوں کو جو پابندی کے ساتھ مسجد میں جا کر امام کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، ممتاز جگہ حاصل ہوگی۔

(زاد المعاد ص۱۳۳ جلد اوّل)

وقف اور تولیت :-

مسجد کے لیے جو زمین وغیرہ وقف کی جاتی ہے اس سے یقینی طور پر واقف کی ملکیت بالکلیہ ختم ہو جاتی ہے ، اسی وجہ سے وقف میں شرط ہے کہ واقف راستہ کے ساتھ اپنی اس ملکیت سے علٰحدہ ہو جائے اور لوگوں کو نماز کی عام اجازت دیدے ، اس اجازت کے بعد اگر ایک شخص نے بھی اس میں نماز پڑھ لی تو وہ مسجد ہو گئی ، واقف کی ملکیت سے علٰحدگی کا فائدہ یہ ہوگا کہ یہ ملکیت حسبۃً للہ ہو جائے گی اور سپردگی بحقِ مسجد ثابت ہو جائے گی ۔

بعض ائمہ کہتے ہیں کہ وقف کے بعد قبضہ کے ثابت ہونے کے لیے باجماعت نماز ہونا ضروری ہے ۔ اس لیے کہ مقصود بالذات مسجد سے جماعت ہی کی نماز ہے ، انفرادی طور پر تو ہر جگہ نماز پڑھی جا سکتی ہے ، چنانچہ اذان و اقامت کا مقصد بھی جماعت ہی ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ایک ہی شخص نماز پڑھے مگر اذان و اقامت کے ساتھ تو قبضہ کے لیے یہ کافی ہے ۔ اور امام ابو یوسف رح کا یہ کہنا ہے کہ صرف واقف کا وقف کا اعلان ہی مسجدیت کے لیے کافی ہے

تولیت :- مسئلہ تولیت میں واقف کو اختیار ہے کہ تولیت اپنے اور اپنے خاندان کے لیے محفوظ رکھے یا وہ جس کو چاہے بخش دے ، مگر جب متولی میں شرعی اعذار پیدا ہو جائیں گے تو اس کو اس عہدہ سے برطرف کر دیا جائے گا ، مثلاً وہ غیر مامون ہو ، عاجز ہو ، فاسق ہو یا فاجر کہ اس کو شراب پینے کی عادت ہو گئی یا کیمیا میں مال خرچ کرنے لگا ، تو ایسی صورت میں متولی کو تولیت سے علٰحدہ کر دینا ضروری ہے ۔

کوئی متولی خائن ہو جائے تو اس کو بھی قاضی معزول کر سکتا ہے ۔ اسی طرح اگر کوئی متولی سال بھر پاگل رہے تو وہ خود بخود معزول ہو جائے گا ، البتہ صحت یاب ہونے پر وہ دوبارہ متولی ہو سکتا ہے ۔

مسئلہ :- واقف نے اگر یہ شرط لگا دی ہے کہ تولیت اس کی اولاد

دراولاد رہے گی تو جب تک اس خاندان سے کھلی ہوئی خیانت ثابت نہ ہوجائے یا کوئی اور ایسا عذر محقق نہ ہوجائے جس سے معزولی جائز وضروری ہو، قاضی کسی اور کو متولی نہیں بنا سکتا ہے اور اگر وہ ایسا بغیر کسی معقول عذر کے پائے جانے کے کرنا چاہے تو قاضی کا یہ فعل درست نہ ہوگا۔ ہاں جن اسباب کی بنا پر متولی کے علٰحدہ کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے، ان میں سے کوئی سبب یا عذر پایا جائے گا تو قاضی اس کو علٰحدہ کردے گا۔

مسئلہ: جس وقف کی تولیت کسی متعین شخص یا خاندان سے مخصوص نہ ہو یا انتخاب کا حق اہلِ مسجد پر ہو تو اس وقت متولی ایسے شخص کو منتخب کیا جائے گا جو اس عہدہ کا خواہاں نہ ہو، کیونکہ جو عہدہ کا خواہشمند ہوتا ہے وہ عموماً اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں رکھتا ہے اور کسی فاسد نیت سے اس کا خواہاں ہوتا ہے۔

حقِ انتخاب :-

مسئلہ: متولی کے انتخاب کا حق واقف کو ہے، پھر حاکم اور قاضی کو یا واقف نے جن لوگوں کو اس کا اختیار دیا ہے، جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے وہاں عموماً یہ اختیار محلہ کی پبلک کو واقف دیتے ہیں جن کو دین سے لگاؤ ہو۔

مسئلہ: متولی نے اگر وقف کی کوئی چیز بیچ دی یا رہن رکھدی تو یہ خیانت سمجھی جائے گی اور اس کو معزول کردیا جائے گا، یا اس کا کسی ثقہ آدمی کو شریکِ کار بنادیا جائے گا (عالمگیری باب تصرف القیم)۔

مسئلہ: ایک شخص کئی وقف کا متولی ہے، اگر اس سے کسی ایک وقف میں بھی خیانت ثابت ہوگئی تو سب کل اوقاف سے معزول کردیا جائیگا (ردالمحتار جلد ۳ ص ۴۲۱)۔

مسئلہ: متولی واقف ہو یا کوئی اور، مگر وہ اطمینان بخش نہ رہا، عاجز ہوگیا فاسق وفاجر، تو اس کو عہدۂ تولیت سے علٰحدہ کرنا ضروری ہے۔ (درمختار برحاشیہ ردالمحتار ص ۴۲۱ جلد ۳)۔

مسئلہ:۔ متولی خائن ہو جائے تو قاضی کے لیے جائز ہے کہ اس کو معزول کردے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:۔ ایسا شخص جس کو تہمت لگانے کے جرم میں حد لگائی گئی ہے مگر اب اس نے توبہ کرلی ہے، ایسے شخص کو متولی بنانا جائز ہے۔ (ایضاً)۔

متولی کے اوصاف:۔ متولی کے انتخاب میں ان چیزوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ وہ امانت دار، معتمد، دیانت دار اور متقی ہو، خائن، چور اور مسرف (فضول خرچ) نہ ہو۔ پھر یہ کہ وہ عاقل و بالغ ہو، اس کا لحاظ نہیں ہے کہ وہ آنکھ والا ہو یا اندھا، مرد ہو یا عورت کیونکہ اندھا اور عورت بھی متولی ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ:۔ متولی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنی جگہ اپنی زندگی میں کسی اور کو متولی بنا دے، البتہ اگر اس کو مختار کُل بنا دیا گیا ہو تو ایسا کر سکتا ہے۔

متولی کے فرائض:۔ تولیت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کے اختیارات لامحدود ہوں، بلکہ اس کے اختیارات کی شریعت نے تعیین کر دی ہے اور اس کے فرائض بیان کر دیے گئے ہیں جن کی پابندی متولی کے لیے ضروری ہے۔ اپنی مفوضہ خدمت سے زیادہ کا اس کو اختیار نہیں ہے

مسئلہ:۔ واقف نے اگر مشاہرہ کا اس کے لیے تعیین کر دیا ہے تو اس کو اس کا لینا جائز ہے، ورنہ بقدر اجرت کے اجازت ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص۲۰۲ ج۱)

مسئلہ:۔ متولی کے لیے جائز ہے کہ بوقتِ ضرورت مسجد کی صفائی اور روشنی کے لیے ملازم رکھے، مگر مشاہرہ مناسب اور دستور کے مطابق مقرر کرے۔ زیادہ دے گا تو وہ ضامن ہوگا، ہاں وہ اپنے پاس سے زیادہ بھی دے سکتا ہے۔ (فتح القدیر کشوری ص۸۸ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ متولی وقف کی بچت سے یعنی صَرف کرنے کے بعد جو بچے گا،

اس سے ذرائع آمدنی خرید کرے گا جو وقف ہی ہو گا لیکن اس خریدی ہوئی چیز کا حکم وقف کا نہ ہو گا۔ یعنی ضرورت کے وقت یہ بعد کی خریدی ہوئی چیز فروخت ہو سکتی ہے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:۔ وقف میں جو گھر ہے اس میں کوئی متوّلی کی اجازت حاصل کیے بغیر رہے گا تو اس کو اُجرت مثل وجوباً دینی ہوگی۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:۔ متولی ضرورت کے وقت وقف میں اپنا مال لگا سکتا ہے، اور اس نے اگر اپنی لکڑی مسجد کے کام میں دی ہے تو پھر لے سکتا ہے۔ (فتح القدیر کشوری جلد ۲ صفحہ ۸۸)۔

مسئلہ:۔ متولّی وقف کی آمدنی سے تیل، چٹائی اور فرش کے لیے اینٹ سیمینٹ خرید سکتا ہے، بشرطیکہ وقف نامہ میں اس کی گنجائش ہو، مثلاً یہ جملہ ہو کہ مسجد کے مصالح اور اس کی ضرورت میں خرچ کر سکتے ہیں، البتہ اگر کسی متعین کام کے لیے ہی وقف کی آمدنی وقف کی گئی ہو تو اس کے سوا دوسرے کام میں نہیں خرچ کر سکتے، مثلاً مسجد بنانے ہی کے لیے ہو تو اس سے چٹائی روشنی اور فرش کا نظم نہیں کر سکتے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:۔ متولی کو جب وقف نامہ کی تفصیل کا علم نہ ہو تو اس مجبوری میں اپنے پیش رَو کی تقلید کرے گا۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:۔ متولّی وقف کے لیے اس وقت تک قرض نہیں لے سکتا جب تک کوئی ضروری اور ناگزیر امر پیش نہ آجائے اور پھر ایسے وقت میں قاضی کی اجازت بھی حاصل کرنا ضروری ہے۔ قاضی کی اجازت کے بغیر قرض نہ لے گا۔ قاضی کی اجازت سے قرض ضرورت کے لیے لیا گیا تو اُسے وقف کی آمدنی سے ادا کرے گا۔ اسی طرح وقف میں زراعت ہوتی ہو اور بیج نہ ہو تو قاضی کی اجازت سے بیج بھی قرض لے سکتا ہے۔ واضح رہے متولّی کے لیے یہ قرض اسی وقت جائز ہے جب اس کے ہاتھ میں کچھ نہ ہو اور وہ لسے

ادا بھی کردے۔ (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۸۸)۔

مسئلہ:۔ متولی کے پاس وقف کے روپے تھے، مگر اس نے وقف کے لیے کوئی چیز اپنے ذاتی روپے سے خریدی تو ایسی حالت میں بالاتفاق یہ جائز ہے کہ وقف کے خزانے سے اپنے روپے لے لے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:۔ وقف شدہ مکان کو متولی رہن (گرو) نہیں رکھ سکتا، اگر اس نے رہن رکھ دیا اور مُرتہن نے اس میں سکونت اختیار کرلی تو ایسی صورت میں اس کو مروّجہ کرایہ دینا پڑے گا۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:۔ متولی نے وقف کے روپے اپنی ضرورت میں صرف کردیئے پھر اتنا ہی اپنے مال سے وقف میں خرچ کردیا یا وقف کے خزانہ میں داخل کردیا تو اس پر ضمان نہیں ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ:۔ وقف کے روپے جمع تھے، کفار کی جانب سے مسلمانوں پر ناگہانی آفت یا مصیبت ٹوٹ پڑی، جس کے دفعیہ کے لیے روپے کی ضرورت ہوئی تو ایسی حالت میں دیکھا جائے کہ اگر جامع مسجد سے متعلق اور مسجد کو اس کی فوری ضرورت نہیں ہے تو حاکم کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ وقف کے روپے بطور قرض مسلمانوں کو آفت اور مصیبت سے بچانے کے لیے خرچ کرے۔ (ایضاً)۔

مسئلہ:۔ مسجد کی مصلحت کے لیے جو وقف ہے اس کی آمدنی سے مسجد کے دروازہ پر ظُلّہ (چھت سایہ کے لیے) بنوانا متولی کے لیے جائز ہے، تاکہ بارش کے نقصان سے محفوظ رہے۔ ہاں جب وقف مسجد کی تعمیر اور مرمّت کے لیے مخصوص ہو تو ظُلّہ نہیں بنوا سکتا، مگر ظہیر الدین رح کہتے ہیں کہ وقف عمارت مسجد پر ہو یا مصالح مسجد پر دونوں برابر ہیں اور یہ زیادہ صحیح ہے، لہٰذا بنوانا جائز ہوگا۔ (ایضاً)

موجودہ دَور میں متولی:۔ اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے موجودہ دَور میں وقف کا جو حشر ہو رہا ہے اور متولی جس طرح دیدہ و دانستہ کو تاہی کرتے ہیں اس پر چند کلمات لکھنا ضروری ہیں:

پہلے اس امر کو اچھی طرح سمجھنا چاہیئے کہ واقف، وقف کس نیت سے کرتا ہے، سب جانتے ہیں کہ وقف کرکے یہ چاہتا ہے کہ جس کام کے لیے وقف کیا گیا ہے وہ حسن وخوبی سے ادا ہو، اخراجات کے نہ ہونے کی وجہ سے کام کے تعطل کا جو خطرہ ہے وہ ہمیشہ کے لیے دُور ہو جائے اور مسجد کا واقف تو ایک بڑی گہری فکر کے ساتھ اس کام کو انجام دیتا ہے، اس کی نیت کس قدر صالح ہوتی ہے کہ مسجد کا نظم عمدہ پیرایہ سے برقرار رہے، "دربارِالٰہی" کی صفائی ہو، اس میں روشنی ہو، اس کے حاضرین کو ہر طرح کا ذہنی اور خارجی آرام ہو، اور اس وقف کی آمدنی سے "دربارِالٰہی" کے کام کاج مزے سے چلتے رہیں۔ خدانخواستہ اس کی نیت مال کو ضائع کرنا نہیں ہوتی ہے اور نہ اس کا یہ ارادہ ہوتا ہے کہ متولی اپنے عیش وآرام میں صرف کرے، متولی اس لیے کوئی کبھی نہیں تاکہ وقف برباد ہو، اسی لیے عموماً وقف ناموں میں متولی کا انتخاب بہت سی قیدوں کے ساتھ درج ہوتا ہے۔

تولیت کے لیے شرائط:- متولی ان تمام شرطوں کو جب پوری کرتا ہے تب کہیں وہ اپنے عہدہ کو ادا کرتا ہے۔ میں نے ایسے وقف نامے بھی دیکھے ہیں جن میں تولیت اپنے خاندان میں رکھی گئی ہے مگر شرائط وقیود لکھ کر اس کی صراحت کر دی گئی ہے کہ اگر ان شرائط وقیود کے مطابق کوئی فرد میرے خاندان کا وقف کو نہ چلا سکے تو اس کو برطرف کر دیا جائے۔

متولی کے لیے تقریباً ہر وقف نامہ میں درج ہوتا ہے کہ وہ عاقل وبالغ ہونے کے ساتھ امانت دار ہو، دیانت دار ہو، ذی ہوش اور اوقاف کی بھلائی چاہنے والا ہو، وقف کی آمدنی حفاظت سے خرچ کرے، ذرائع آمدنی کی حفاظت کرے، اس کو ترقی دینے کی سعی پیہم جاری رکھے اور پھر وقف نامہ میں جو صریح شعبہ ہوتے ہیں اس کے خلاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی لعنت

ڈرایا جاتا ہے۔

متولی کی غفلت :- با ایں ہمہ متولی کی وقف کی اصلاح و ترقی سے چشم پوشی حد درجہ افسوسناک ہے اور قصداً وقف کے انتظام میں کوتاہی ناقابل برداشت، عموماً یہ منظر کم و بیش ہر جگہ نظر آتا ہے کہ کافی آمدنی ہوتے ہوئے بھی مسجد کا نظم خراب سے خراب تر ہو رہا ہے، نہ مسجد میں صفائی ہے، نہ روشنی کا انتظام ہے، فرش ٹوٹ رہا ہے، دیواریں گر رہی ہیں، وضو خانہ میں پانی ناپید ہے اور امام و مؤذن وقت کی پابندی سے کام نہیں کرتے ہیں، مزید یہ اور غضب ہے کہ وقف نامہ کی صراحت کے باوجود امام کا انتخاب صرف مشاہرہ کی وجہ سے نامعقول ہے، ایسا امام جو خود مسائل ضروریہ سے واقفیت نہیں رکھتا دوسروں کی رہنمائی کیا کرے گا؟۔

متولی کو یقین رکھنا چاہیئے کہ کل اس کو بھی مرنا ہے، اپنے اعمال و اخلاق کا حساب دینا ہے اور اپنی اس ذمہ داری اور پھر کوتاہی کے سوال کا جواب پیش کرنا ہے، اپنے فرائض سے کوتاہی وہ جرم عظیم ہے جس کی گرفت سخت تر ہوگی۔

یہ کیا ظلم ہے کہ وقف کی آمدنی کا نہ کوئی حساب کتاب ہے اور نہ اخراجات کے اصول و قواعد، یہ بھی پتہ نہیں کہ ہمیں کون سا کام کرنا چاہیئے اور کس جگہ خرچ کرنے سے پرہیز، وقف کی آمدنی ایسے کام میں خرچ کرنا جس میں نام و نمود مقصود ہو اور وقف کو جس سے کوئی فائدہ نہ ہو، اپنی ذمہ داری کے احساس کا فقدان ہے، اور یہی وجہ ہے کہ وقف کی آمدنی بعض اپنی آمدنی سے ملا دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وقف کی چیز میری ہے۔

ایک مرد مؤمن کو ان بے اعتدالیوں سے ڈرنا چاہیئے، اور مفوضہ خدمات با حسن و خوبی انجام دینا چاہیئے یا پھر اس سے علٰحدہ ہوجانا چاہیئے۔

(اسلام کا نظام مساجد از مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتی دار العلوم دیوبند از صـ ۲۲۱ تا صـ ۲۲۷)

کتب موقوفہ :- اخیر میں ایک بات اور یاد آگئی۔ بعض مسجدوں میں وقف میں کتابیں بھی ہوتی ہیں۔ متولی کا فرض ہے کہ ان کتابوں کی پوری حفاظت کرے اور کیڑوں کی خوراک نہ ہونے دے ساتھ ہی اس سے اہل علم کو استفادہ کا موقع دے اور اگر وقف میں صراحت ہو تو طالب العلم کو بھی دینا چاہیئے، ایک آدمی کتابوں کی حفاظت اور ان کے دینے لینے پر بھی متعین ہونا چاہیئے۔

غیر پابند شرع کو متولی بنانا؟ :- سوال :- فاسق اور غیر پابند شرع کو مسجد کا متولی بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب :- مسجد شعائر اسلامی میں سے ہے جو آدمی اسلامی شعائر کا محافظ، شریعت کا پابند ہو جس کے دل میں خدا کے خوف اور محبت نے گھر کر لیا ہو وہی اس کا محافظ اور متولی بن سکتا ہے۔ جو شعائر اسلام کا محافظ نہ ہو، شریعت کا پابند نہ ہو، نماز باجماعت کا پابند نہ ہو، فاسق ہو یعنی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو یا صغائر (چھوٹے گناہ) پر مصر ہو، شراب پینے کا عادی ہو، سود خوار ہو، وہ اللہ کے گھر کا متولی نہیں بن سکتا۔ فاسق اور بے دین کو اللہ تعالیٰ کے گھر کا محافظ بنانے میں مسجد شعائر دین امام اور مؤذن کی نیز نمازیوں کی بھی توہین و تحقیر لازم آتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :- اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ (سورہ توبہ)۔

ترجمہ :- بے شک اللہ تعالیٰ کے گھر کو آباد کرنے کا کام ان پاک لوگوں کا ہے جو خدا پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے، نماز کی پابندی کرے، زکوٰۃ ادا کرے اور سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ لکھتے ہیں :-

"قرآن کریم میں یہ حقیقت واضح کر دی کہ خدا کی عبادت گاہ کی تولیت ک

حق متقی مسلمانوں کو پہونچتا ہے اور وہی اسے آباد رکھنے والے ہوسکتے ہیں۔
یہاں سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ فاسق و فاجر آدمی مسجد کا متولی نہیں ہوسکتا کیونکہ دونوں (اللہ تعالےٰ کے گھر اور فاسق و فاجر) میں کوئی مناسبت باقی نہیں رہتی بلکہ متضاد باتیں جمع ہوجاتی ہیں (وہ یہ کہ مسجد خدا پرستی کا مقام ہے اور فاسق و فاجر متولی خدا پرستی سے نفور۔ (تفسیر ترجمان القرآن ص۸۰ جلد۲)۔
اور فتاوی ابن تیمیہؒ میں ہے کہ نیک، دیندار، پرہیزگار متولی ملنے کے باوجود فاسق (غیر پابند شرع) کو متولی بنانا درست نہیں ہے۔ (ص۱۵۰ جلد۱)۔
"اسلام کا نظام مساجد" میں ہے کہ خدا کے گھر کی خدمت وہی کرے جو خدا کا دوست ہو، جس کے دل میں اس کی محبت و خشیت گھر کرچکی ہو، ظاہری طور پر بھی وہ ایسا ہو جس سے خدا پرستی نمایاں ہو۔ (ص۱۲۹)۔
حدیث شریف میں ہے کہ جو آدمی کسی جماعت میں کسی اہم کام کی ذمہ داری کسی ایسے شخص کے حوالہ کرے جب کہ جماعت میں ایسا آدمی موجود ہو جو اس سے زیادہ خدا کی رضامندی چاہنے والا اور خدا کے احکام کی زیادہ پابندی کرنے والا ہو تو منتخب کرنے والے نے خدا کی خیانت کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خیانت کی اور تمام مسلمانوں کی خیانت کی۔ (ازالۃ الخفاء ص۲۶ جلد۲ و فتاوی ابن تیمیہ ص۱۰)۔
درمختار، شامی وغیرہ میں ہے کہ جب متولی میں شرعی اعذار اور قباحتیں پیدا ہوجائیں تو اسے عہدہ سے برطرف کردیا جائے جیسے کہ وہ غیر امانتدار ہو، عاجز ہو، فاسق و فاجر ہو یا اس کو شراب نوشی کی عادت ہوگئی ہو تو اسے تولیت سے ہٹا دینا ضروری ہے ص۴۲۱ و اسلام کا نظام مساجد ص۲۲۲
نیز متولی ایسے شخص کو منتخب کیا جائے گا جو عہدہ کا خواہاں نہ ہو۔ (ایضاً)۔
خلاصۂ کلام یہ ہے کہ متولی بنانے میں ان باتوں کا خیال و لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ دینی علم رکھتا ہو، وقف کے احکام سے واقف ہو، امانت دار ہو، متقی

دیر ہیزگار ہو، یعنی اس کی زندگی پیغمبر اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق ہو، مگر افسوس اس زمانہ میں صرف مالداری دیکھی جاتی ہے اگرچہ وہ شخص بے علم و عمل ہو۔ نماز و جماعت کا پابند نہ ہو، فاسق، حالانکہ مسجد کا متولی حقیقت میں نائب خدا شمار ہوگا تو ایسے عظیم الشان منصب کے لیے اس کے شایانِ شان متولی ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ بڑے بڑے عہدے نااہلوں کے سپرد کیے جائیں گے اور قوموں کا سردار فاسق بنے گا۔ (مشکوٰۃ ص۴۷ جلد وفتاویٰ رحیمیہ ص۲۳۷ جلد ۱، وص۱۵۷ جلد۲ وفتاویٰ محمودیہ ص۲۲۸ جلد۱۸)۔

متولّی کی ذمہ داریاں؟:-

سُوال: ۔ متولی کے لیے کن امور کا انجام دینا ضروری ہے؟۔

جواب: ۔ مسجد کی آبادی اور تمام ضروریات کا انتظام کرنا، حساب صاف رکھنا، مسجد میں غلط کام نہ ہونے دینا، نمازیوں اور امام کا حسب حیثیت مسجد سے متعلق تکالیف کا رفع کرنا، ہرایک کا اس کی شان کے موافق اکرام کرنا، اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر دوسروں کو حقیر نہ سمجھنا، عہدہ کا طالب نہ ہونا، احکام شرع کے تحت اپنی اصلاح میں لگے رہنا۔

یہ اوصاف جس متولّی میں ہوں وہ قابلِ قدر ہے، اس کو علحدہ نہ کیا جائے۔ جس متولی میں یہ اوصاف نہ ہوں وہ ان اوصاف کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۵ جلد۸ اور ص۲۸۳ جلد۱۲ بحوالہ بحر ص۲۲۶ ج۵)۔

مسئلہ: ۔ اگر مسجد میں کام زیادہ ہو، تنہا انجام دینا دشوار ہو تو متولّی اپنا نائب رکھ سکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۵۸ جلد۲)۔

متولی کا ازخود اپنی تولیت رجسٹرڈ کرالینا؟:-

سُوال: ۔ ایک مسجد کے متولّی نے کسی وجوہات سے دوسرے شخص کو متولّی بنا دیا، جدید متولّی نے لوگوں کو

بتائے بغیر اپنے نام سرکاری طور سے رجسٹری کرالی کہ پانچ سال تک مجھے کوئی تولیت سے نہیں ہٹا سکتا، میں ہی مسلمانوں کا متولی اور صدر رہوں گا۔ کیا متولی کا اس طرح رجسٹری کرانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ قدیم متولی صاحب نے بغیر اہل الرائے کے مشورہ کے خود بخود ہی نئے آدمی کو متولی بنا دیا، یہ غلطی کی جس کی وجہ سے اب پریشانی ہو رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد سے متعلق کوئی کمیٹی بھی نہیں۔ اب جب کہ جدید متولی نے اپنے نام سے رجسٹری کرالی ہے کہ پانچ سال تک مجھ کو کوئی ہٹا نہیں سکتا تو قانوناً اس کو پختگی حاصل ہو گئی۔ اس کا اپنے حق میں اس طرح رجسٹری کرالینا اور اپنے نئے صدر اور متولی ہونے کے اختیارات حاصل کرلینا شرعاً درست نہیں تھا۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۱۴۸ جلد ۱۸)

غیر مسلم کو مسجد کا متولی بنانا؟:۔

سوال:۔ اگر جائداد وقف کا انتظام مسلمانوں کے سپرد کیا جائے تو ضیاع کا قوی اندیشہ ہے اور یہ کہ غیر مسلم بڑے اعتقاد کے ساتھ انتظام اور آمدنی کی حفاظت کرتا ہے اور مصارف مقررہ میں خرچ کرتے ہیں، نیز جنوبی ہند میں ایسی چند مساجد بھی ہیں جن کا باقاعدہ انتظام ہنود چلاتے ہیں مؤذن اور امام نمازیوں کے مشورہ سے رکھتے ہیں اور تمام مصارف بر وقت ادا کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ آپ کا خط پڑھ کر بہت افسوس ہوا کہ مسلمان اتنا گر گیا ہے، اس میں نہ انتظام کی صلاحیت رہی نہ دیانتداری رہی، یہاں تک کہ اس کی عبادت گاہ کا انتظام وہ کرتا ہے جو خود ہی اس عبادت کا قائل نہیں۔

جب ایسی مجبوری ہے کہ وقف کے محفوظ رہنے اور انتظام کے برقرار رہنے کی صرف یہی صورت ہے تو مجبوراً برداشت کیا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۳۰۳ جلد ۱۵)۔

بے نمازی کا متولی ہونا؟:- **سوال:-** جو متولی مسجد نماز نہیں پڑھتا وہ متولی رہنے کے قابل ہے یا نہیں؟-

جواب:- متولی کی اصل خدمت انتظام واہتمام مسجد ہے، اس میں ماہر ہونا ضروری ہے، لیکن چوں کہ متولی کو امین اور دیانتدار ہونا بھی لازم ہے اور جو شخص تارک فرائض بھی ہے وہ فاسق ہے اور فاسق کو متولی بنانا جائز نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۴۵۲ جلد۲ بحوالہ عالمگیری ص۹۹۶ جلد۲)۔

مسئلہ:- بے نمازی کو مسجد کی کمیٹی کا چیرمین یا صدر یا کوئی ممبر بنانا جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص۱۴۱ جلد۳)۔

کیا متولی خاندانِ واقف میں سے ہو؟:- **سوال:-** جس قوم نے جو مسجد تعمیر کرائی ہے کیا یہ لازمی ہے کہ ہمیشہ کو متولی اسی قوم (وخاندان) سے ہو، اگرچہ کوئی وقف نامہ تحریری ایسی ہدایت کا موجود نہ ہو؟۔

جواب:- جب واقف (وقف کرنے والے) نے کسی کو متولی نہیں بنایا اور موجودہ متولی مال وقف کو صحیح مصرف پر خرچ نہیں کرتا، تو ارباب حل وعقد کو چاہیئے کہ حاکم مسلم کے ذریعہ سے باقاعدہ متولی موجودہ کو معزول کراکے دوسرے دیانت دار شخص کو متولی بنائیں۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۸۰ جلد۶)۔

مسئلہ:- واقف خود بھی متولی بن سکتا ہے، جو شخص جائداد موقوفہ کا حسب شرائط وقف دیانتداری سے انتظام کرسکے، وہ اہل ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۱۶ ج۱۵)

مسئلہ:- وقف صحیح ہونے کے لیے رجسٹری ہونا شرط نہیں ہے، زبانی بھی درست اور کافی ہوتا ہے اور ایسی صورت میں نماز اس مسجد میں درست ہے۔

مسئلہ:- اگر واقف نے وقف نامہ میں یا زبانی کسی کو متولی نہیں بنایا تو سربرآوردہ مقامی معزز دیندار مسلمان مسجد کی آمدنی کو مصالح مسجد پر صرف کریں اور اس کے محافظ

رہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۱۵۸ جلد ۶)۔

مسئلہ:۔ بانی مسجد کے خاندان میں جب تک متولی ہونے کے اہل موجود رہیں، تو وہ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ مستحق ہیں متولی ہونے کے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۱۹۵ جلد ۱۸)۔

مسجد کی زائد آمدنی واقف کی اولاد پر:۔

مسئلہ:۔ جو جائیداد مسجد کے لیے وقف کردی گئی ہے اس کی آمدنی مسجد کے علاوہ واقف کے خاندان پر صرف کرنا درست نہیں ہے اگر آمدنی کی رقم زائد ہے تو اس کے ذریعہ دیگر جائیداد خرید کر وقف میں اضافہ کردیا جائے پھر زائد آمدنی دیگر حاجتمند مساجد پر بھی صَرف کرنے کی گنجائش ہوسکے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۲۱۴ جلد ۱۷)۔

مسجد کی تولیت میں وراثت ہے:۔

سوال:۔ اگر کوئی شخص اپنے ذاتی روپیہ سے مسجد بنادے اور عام اجازت نماز کی دے دے تو کیا اس کے مرنے کے بعد وُرثاء کو اختیار ہے کہ اس مسجد سے نماز سے لوگوں کو روک دیں؟

جواب:۔ مسجد ذاتی روپیہ سے وقف شدہ زمین میں تعمیر کرکے تمام مسلمانوں کو اجازت دیدی اور وہاں پر اذان وجماعت پنجگانہ اور جمعہ کی نماز شروع ہوگئی کسی پر کوئی روک ٹوک نہیں، اور محکمہ اوقاف میں اس کا اندراج بھی مسجد ہی کے نام سے ہے تو بلاشبہ وہ شرعی مسجد ہے، اس میں وراثت جاری نہیں ہوگی، نہ اس پر کسی کا دعویٰ ملکیت صحیح ہوگا، نہ وہاں کسی کو نماز پڑھنے سے روکا جائیگا، مسجد قاضیان یا کسی بھی نام سے موسوم ہو جانے کی وجہ سے اس کے مسجدِ شرعی ہونے میں کوئی خلل نہیں ہوگا مسجدِ اکبری، مسجدِ شاہ جہانی، مسجدِ عالمگیری، بادشاہوں کے نام سے مشہور ہیں۔ اور بخاری شریف میں مستقل مضمون ہے کہ مسجد بنی فلاں سے موسوم کرنا صحیح ہے۔ جو شخص جس مسجد میں نماز پڑھتا ہے یا جس کے مکان کے قریب جو مسجد ہوتی ہے اس کو اپنی مسجد کہا کرتا ہے، اس کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہوتا

کہ وہ اس کی مملوکہ مسجد ہے۔

جو جائیداد مسجد کی زمین میں بنائی جائے اور محلہ والے چندہ کرکے مسجد کے لیے بنائیں، اس پر کسی خاص شخص یا خاندان کا دعویٰ ملکیت ہرگز صحیح نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۷ جلد ۱۵)۔

متولی کا شرائطِ واقف کے خلاف عمل؟:-

مسئلہ:- متولی کو واقف کے شرائط کی پابندی لازم ہوتی ہے، جب تک وہ شرائط موافق شرع ہوں، اور وقف کے لیے نافع ہوں، مضر نہ ہوں۔ جو متولی شرائط واقف کے خلاف وہ تولیت سے علحدگی کا مستحق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۳ جلد ۱۵)۔

متولی کے اختیارات:-

مسئلہ:- جو کام مصالح وقف کے موافق اور احکام شرع کے مطابق ہوں متولی کرسکتا ہے۔ جو کام اس کے خلاف ہوں، ان پر اعتراض کا حق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۷ جلد ۱۵)۔

مسئلہ:- عام چندے کی رقم سے مسجد کے کام میں بے جا اور نامناسب خرچ کرنے کا متولی کو اختیار نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۹ جلد ۲)۔

متولی کے عزل کے اسباب؟:-

مسئلہ:- مصالح وقف کی رعایت نہ رکھنے اور خلاف شرع عمل کرنے کی وجہ سے متولی مستحقِ عزل ہو سکتا ہے۔ بعد جماعت منتظمہ خود یا کسی وقف بورڈ یا حکومت کے ذریعہ سے اس کو معزول کرایا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۱۷ جلد ۱۵ و احسن الفتاویٰ ص ۴۶۵ جلد ۶)۔

مسئلہ:- متولی مسجد اگر مسجد کا انتظام نہ کرے۔ (آمدنی کھالے) تو ایسے متولیوں کو تولیت سے الگ کرنا واجب ہے، دیانت دار متبع شریعت، باا‌ثر چند حضرات کی کمیٹی بنائی جائے اور موجودہ متولی کو برطرف کرکے وقف بورڈ کو اطلاع کردی جائے

کہ فلاں تاریخ سے فلاں کمیٹی کے سپرد مسجد اور اس کی جائیداد کا انتظام کردیا جائے اور قانونی طور پر مسجد کی جائیداد اور آمدنی کو ان کے قبضہ سے نکال لیا جائے اور آمدنی وخرچ کا پورا حساب رکھا جائے۔ (فتاوی محمودیہ صفحہ ۱۸۴ جلد ۱۵)۔

کیا مسجد کا منتظم مسجد سے تنخواہ لے سکتا ہے؟:-

سوال:- ایک مسجد کے چار منتظم ہیں، مسجد کی کافی جائیداد ہے، اس کا کرایہ وصول کرنے کے لیے ایک ملازم رکھا تھا، اس نے استعفیٰ دیدیا ہے۔ اب ان چار منتظمین میں سے ایک بطور ملازمت کرایہ وصول کرنے کا کام کرے اور مشاہرہ لے تو شرعاً کیا حکم ہے یہ ملازمت کرسکتا ہے؟۔

جواب:- وقف نامہ میں تنخواہ دینے کا ذکر ہو تو اس کے مطابق عمل کیا جائے، اگر کوئی ذکر نہ ہو اور مذکورہ خدمت مفت انجام دینے کے لیے کوئی منتظم تیار نہ ہو تو جو بھی کما حقہٗ خدمت انجام دے سکے اس کو مناسب مشاہرہ طے کرکے دینا درست ہے۔ (فتاوی رحیمیہ صفحہ ۱۰۱ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری صفحہ ۴۲۰ جلد ۳)۔

تبدیلی تولیت:-

مسئلہ:- مساجد اللہ تعالی کی ہیں، کسی کی کوئی مسجد ذاتی ملک نہیں۔ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ (الآیہ) مسجد کے بانی کو حق ہے کہ جس کو مناسب سمجھے انتظام کے لیے متولی بنا دے، البتہ جو شخص دیانتدار نہ ہو یا انتظام کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اس کو متولی بنانا درست نہیں ہے۔ اگر بنا دیا تو اس کو الگ بھی کیا جا سکتا ہے، بلا وجہ الگ کرنا بھی درست نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ صفحہ ۱۶۴ جلد ۱۸)۔

مسئلہ:- مسجد کا متولی اور مدرسہ کا مہتمم عالم باعمل ہونا چاہیئے، اگر ایسا میسر نہ ہو سکے تو نماز وروزہ کا پابند، امانت دار، وقف کے مسائل کا جاننے والا، خوش اخلاق، رحمدل، منصف مزاج، علم دوست، اہل علم کی تعظیم وتکریم کرنے والا ہو، جس میں یہ صفات زیادہ ہوں اسی کو متولی ومہتمم بنانا چاہیئے۔ (فتاوی

رحیمیہ صـ ۱۹۶ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ شیعہ صاحبان اپنی مسجد سنیوں کو دیں تو قدیم شیعہ منتظم کے ہاتھ سے مسجد کا انتظام نہ لیا جائے کیونکہ جب قدیم زمانہ سے وہ مسجد کے انتظامات کرتے چلے آرہے ہیں اور کوئی نقصان یا خیانت بھی ثابت نہیں ہے تو ان کو انتظام سے الگ نہ کیا جائے، بلکہ ان کے ساتھ تعاون کیا جائے، ہاں اگر خود ہی وہ انتظام سے دست بردار ہوجائیں تو دوسری بات ہے۔ (فتاوی محمودیہ صـ ۱۶۶ جلد ۱۸)۔

بانی مسجد کون ہوگا؟:۔

سوال:۔ کون سا آدمی کس وقت بانی مسجد کہا جاسکتا ہے کیونکہ زید کے مرنے کے بعد اس کی وصیت کے مطابق اس کے لڑکوں میں سے کسی نے وقف شدہ زمین پر مسجد بنائی، پھر بیس پچیس ۲۵ سال بعد اس کے دوسرے لڑکے نے پہلی مسجد کے سامان کو فروخت کردیا اور یہ روپیہ اور مزید خود کا روپیہ، نیز دیگر لوگوں سے چندہ وصول کرکے دوسری مسجد (اسی جگہ) بنائی تو ان میں سے مسجد کا بانی کون ہوگا؟۔

جواب:۔ جو آدمی جس وقت مسجد بنائے وہی بانی مسجد ہے، پہلا شخص بانی اول ہے، دوسرا شخص بانی دوم ہے اور جن لوگوں نے اس میں چندہ دیا ہے اور محنت کی وہ بھی بنا میں شریک ہیں۔ (فتاوی محمودیہ صـ ۱۹۲ جلد ۱۵)۔

مسئلہ:۔ مسجد کی نسبت کسی شخص کی طرف اس کے بانی کی حیثیت میں یعنی مسجد کو بانی کے نام سے منسوب کرنا جائز ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (جب کہ بانی مسجد نے مکمل خرچہ تعمیر و زمین وغیرہ کا کیا ہو) لیکن جب بانی مرحوم نے اپنی زندگی میں خود اپنے نام کی نسبت پسند نہیں کی تو ان کے لواحقین کو بھی پسند نہیں کرنا چاہیئے۔ (آپ کے مسائل صـ ۱۳۵ جلد ۳)۔

مسئلہ:۔

اپنے پیسے سے بنائی مسجد کو اپنی ملک سمجھنا؟:۔

جو مسجد وقف کردی گئی خواہ عوام کے پیسے سے اس کی تعمیر ہوئی ہو یا کسی خاندان کے پیسے سے،

یاکسی شخص خاص کے پیسے سے، بہرصورت وقف ہوجانے کے بعد اس پر کسی کا دعوئے ملک کرنا صحیح نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ۔ جو شخص مسجد کو اپنی ملک سمجھے اس کا سمجھنا غلط ہے، لوگ ایسی مسجد میں نماز پڑھنا ترک نہ کریں، فتنہ و فساد سے پورا اجتناب رکھیں، اگر وہ خاندان (جو مسجد کو اپنی ملکیت کا دعوے کرتا ہے) دوسرے آدمیوں کو مسجد میں آکر نماز پڑھنے سے روکے تو ایسا شخص یا ایسا خاندان بڑا ظالم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ، مگر اس حرکت پر بھی لڑائی جھگڑا نہ کیا جائے کہ سر پھٹول ہو، مقدمہ بازی ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۹ جلد ۱۸)۔

کیا متولی کو مسجد کی اشیاء کے استعمال کا حق ہے؟:۔

سوال:۔ مسجد کے مکانات، سیڑھی اور دوسری اشیاء کے استعمال کا حق کس کو حاصل ہے، امام، مؤذن یا متولی کو؟

جواب:۔ مسجد کے مکانات کے استعمال کی کسی کو بھی اجازت نہیں، جو استعمال کرے وہ معاوضہ دے، امام یا مؤذن کو اگر کوئی مکان یا کمرہ دیا جائے تو وہ حق الخدمت میں دیا جائے یعنی اس کے ساتھ معاملہ کیا جائے کہ آپ کو اتنی تنخواہ دی جائے گی اور رہنے کے لیے کمرہ ملے گا (یا مکان وغیرہ)۔ متولی وغیرہ اگر استعمال کریں تو وہ بھی کرایہ ادا کریں۔ سیڑھی اور دیگر اشیاء مسجد کو بھی بلامعاوضہ کسی کو استعمال کرنے کا حق نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۶ جلد ۱۸)۔

اگر متولی کی خیانت ثابت ہوجائے؟:۔

مسئلہ:۔ اگر متولی مسجد سے خیانت ثابت ہوجائے تو باقاعدہ حاکم وقت کے ذریعہ اس کا ثبوت دیکر تولیت سے علٰحدہ کر دیا جائے اور اگر محض شبہ وظن ہے ثبوت نہیں تو علٰحدہ

نہ کیا جائے، البتہ متولی کو لازم ہے کہ جملہ حساب وکتاب صاف رکھے، یا ارباب حل وعقد کی ایک کمیٹی بنادی جائے تاکہ کسی کو شبہ واعتراض کی گنجائش نہ ہو۔
سرمایہ مساجد متولی کے پاس امانت ہوتا ہے اُس کو اپنے کام میں لانا یا کسی کو قرض دینا درست نہیں، اس کو صرف مسجد کے کام میں خرچ کرنے کا حق ہے۔ ناحق اگر تصرف کرے گا تو ضامن ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۴۱ جلد۱ بحوالہ عالمگیری ص۴۲۰ جلد۲ و فتاویٰ رحیمیہ ص۲۴۳ جلد۹)۔

مسئلہ: متولی کو چاہیئے کہ مسجد کی تمام آمدنی اس کی ضروریات میں خرچ کرے اور جو بچ جائے اس کو مسجد کے لیے باقی رکھے، اپنے ذاتی صرف میں لانا جائز نہیں ہے۔ اگر وہ ایسا کرے تو یہ خیانت ہے، اس متولی کو معزول کرنا چاہیئے، اور مسلمان اہلِ شہر و اہلِ محلہ اس وجہ سے اس کو معزول کرسکتے ہیں اور دوسرے شخص کو متولی بناسکتے ہیں، وہ شخص بانی کی طرف سے متولی بنایا گیا ہو یا بعد میں متولی ہوا ہو، دونوں صورتوں میں اس کو الگ کرسکتے ہیں اور حساب وکتاب سمجھ سکتے ہیں۔
درمختار میں ہے کہ اگر خود بانی بھی ایسی خیانت کرے تو اس کو معزول کرنا چاہیئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم قدیم ص۲۴۲ جلد۵)۔

متولی کا امام صاحب کو نوکر سمجھنا؟:-

مسئلہ: امام کا منصب بہت بلند ہے، متولی صاحب کا امام صاحب کو اپنا نوکر سمجھنا اور ذلت آمیز معاملہ کرنا غلط اور ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۴ جلد۱۸)

مسئلہ: پیش امام کی عزت و توقیر کرنی چاہیئے، اس کی بے عزتی و توہین اور ہتک کرنا گناہ ہے۔ (کفایت المفتی ص۹۲ ج۳ و رحیمیہ ص۳۵۵ ج۴)

متولی اور امام میں سلام وکلام نہ ہونا:-

مسئلہ: بڑے غضب کی بات ہے

کر دعا و سلام بالکل بند ہو فوراً دعا و سلام شروع کر دی جائے۔ دوسرے حضرات دونوں کو ایک جگہ بٹھا کر کوشش کر کے دعا و سلام کرا دیں۔ جو شخص ابتداء کرے گا وہ قابلِ مبارکباد ہوگا، امام صاحب اگر ابتداء کریں تو یہ ان کی بزرگی کے زیادہ لائق ہے۔ متولی صاحب اگر ابتداء کریں تو یہ ان کے لیے عین سعادت ہے۔

جس امام کے پیچھے نماز ادا کر کے اپنے اللہ کا حق ادا کرتے ہیں اور اپنی آخرت کو درست کرتے ہیں، ان سے ناراض رہنا، دعا و سلام نہ کرنا اور ان کو ذلیل کرنا بہت بڑی محرومی اور بدقسمتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۵ جلد ۱۸)

(عام طور پر مسجدوں میں ایسے حضرات امام مقرر کیے جاتے ہیں جنہیں دنیا کی تو کیا دین کی بھی پوری واقفیت نہیں ہوتی، کم از کم ایسے شخص کو امام بنانا چاہیے جو لوگوں کی دینی اور اخلاقی اصلاح کر سکے، سماجی امور میں لوگوں کی شرعی رہنمائی کر سکے، اختلافی مسائل میں فیصلہ کر سکے، معاشرہ کی اسلامی خطوط پر شیرازہ بندی کر سکے اور سماج میں اس کا مقام منصب امامت کے شایانِ شان ہو۔

امامت درحقیقت ایک بڑی ذمہ داری ہے، کیونکہ یہ وراثتِ نبوتؐ ہے۔ یہ ذمہ داری ان ہی لوگوں کو سونپی جانی چاہیے جو اس کے اہل ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جس کسی کو لشکر کا سردار بنا کر بھیجتے تو اس کو ہی نماز کی امامت پر مامور فرماتے تھے اور یہاں تک کہ جب کسی کو شہر کا حاکم بنا کر بھیجتے تو وہی نماز کی امامت کرتے اور حدود نافذ کرتے تھے۔

امام کو مقتدیوں کے حالات، مسائل، مشکلات اور ضروریات سے کس حد تک باخبر ہونا چاہیے اور کیسی وابستگی رکھنی چاہیے اس کا اندازہ ابومسعود الانصاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہو سکتا ہے کہ

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نماز باجماعت نہیں پڑھتا ہوں کیونکہ فلاں صاحب بڑی لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خفا ہوئے کہ اس سے پہلے آپؐ اتنا خفا نہیں ہوئے تھے۔ اور آپؐ نے فرمایا لوگو! تم (نماز سے) لوگوں کو دور کرتے ہو" یعنی جو شخص نماز پڑھائے وہ ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ جماعت میں مریض، کمزور اور ضرورت مند لوگ بھی ہوتے ہیں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ امت کے ساتھ جو تعلق اور قلبی لگاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے وہی تعلق آپ اماموں کا بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ تفصیل دیکھیے مسائلِ امامت۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ

کیا متولی مسجد کا روپیہ معاف کرسکتا ہے؟:-

سوال:- مسجد کے متولی، امام یا مسجد کے کسی خدمتی مؤذن وغیرہ کو مسجد کی بقایا رقم جبکہ مجبوری ہو ادا نہ کرسکتا ہو، معاف کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- اس روپیہ کو معاف کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے، جو لوگ معاف کرانا چاہتے ہیں وہ چندہ کرکے اس کی طرف سے ادا کردیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۵۷ جلد ۱۲)۔

مسئلہ:- کسی کے ذمہ مسجد کے حقوق ہوں یعنی رقم وغیرہ تو متولی کو معاف کرنے کا حق نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۵۶ جلد ۲)۔

متولی کا امام کو پیشگی تنخواہ دینا؟:-

سوال:- امام صاحب مکان بنانا چاہتے ہیں، کیا منتظمہ کمیٹی ان کو پیشگی رقم دیدے اور تنخواہ سے ماہوار کاٹتی رہے؟

جواب:- عرفِ عام کے مطابق پیشگی تنخواہ دی جاسکتی ہے بشرطیکہ

ملازمت چھوڑنے کی صورت میں رقم واپس لینے اور وفات کی صورت میں ترکہ سے وصول کرنے کی قدرت ہو۔ (احسن الفتاوی صـ۴۴۷ جلد ۴)۔

مسئلہ: مسجد کی آمدنی سے امام و مؤذن کی تنخواہ دینا جائز ہے اور کمی و بیشی کا فیصلہ وقف آمدنی سے مقدار لیاقت امام و مؤذن کے لحاظ سے کیا جا سکتا ہے۔ (کفایت المفتی صـ۶۲ جلد ۷)۔

آمدنی کے باوجود متولّی کا امام کو کم تنخواہ دینا؟:۔

مسئلہ: جب مسجد کی آمدنی کافی ہے اور امام و خطیب صاحب مدت سے خدمت انجام دے رہے ہیں۔ جمعہ کے دن بیان بھی کرتے ہیں، نیک اور متقی بھی ہیں اور صاحب عیال بھی ہیں تو مسجد کے متولّیوں پر لازم ہے کہ ان کی تنخواہ میں، گرانی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اضافہ کریں، مسجد کی آمدنی ہونے کے باوجود امام صاحب کے گھریلو اخراجات کے مطابق تنخواہ نہ دینا ظلم ہے۔ (فتاوی رحیمیہ صـ۲۲۶ جلد ۹)۔

مسئلہ: فقہائے کرام رحمہم اللہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ مسجد کے متولّی اور مدارس کے مہتمم کو لازم ہے کہ خادمانِ مساجد و مدارس کو ان کی حاجت کے مطابق اور ان کی علمی قابلیت اور تقوے و صلاح کو ملحوظ رکھتے ہوئے وظیفہ و مشاہرہ (تنخواہ) دیتے رہیں، باوجود گنجائش کے کم دینا بُری بات ہے اور متولّی خدا کے یہاں جواب دہ ہوں گے۔ (درمختار و شامی صـ۲۸۹ جـ۳ و صـ۸۰ جـ۳)۔

کیا متولّی وقف کو فروخت کر سکتا ہے؟:۔

سوال: کسی وقف کے متولّی نے وقف کے ایک حصّہ کو بیع کر کے بقایا حصّہ کی مرمّت پر خرچ کر دیا، کیا متولّی کا یہ فعل شرعاً جائز ہے، کیا ایسا شخص متولّی رہ سکتا ہے؟۔

جواب: وقف کے کسی حصّہ کی بیع (فروخت کرنا) جائز نہیں ہے، وقف کی آمدنی کرایہ وغیرہ سے مرمّت کرنا درست ہے، اگر حاکم مسلم کے ذریعہ سے

وقف میں ناجائز تصرّف کرنے والے متولّی کو علٰحدہ کرنا دشوار ہو تو پھر قصبہ کے ارباب حل و عقد متولّی کو علٰحدہ کر سکتے ہیں۔ (فتاوٰی محمودیہ صـ۲۶۲ جلد۶)۔

مسئلہ :۔ اصل یہ ہے کہ جب کوئی چیز شرعی قواعد کے مطابق وقف ہوجائے تو بیچنا ناجائز ہے، جس زمین کو شرعی مسجد بنا دیا گیا، اس کی بیع کسی حال میں درست نہیں ہے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وقف اور مسجد بن چکی، جائیدادِ منقولہ جو کہ مسجد کی ملک ہے وہ اس بارہ میں مسجد کے حکم میں نہیں ہے، جب مسجد غیر آباد ہوجائے اور کوئی توقع اس کی آبادی کی نہ رہے اور اس کی جائیداد ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کی بیع درست ہے اور ایسی حالت میں بہتر یہ ہے کہ بعینہٖ اس جائیداد کو کسی قریبی مسجد میں صَرف کیا جائے، اگر یہ دشوار ہو تو اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت کو دوسری مسجد میں خرچ کیا جائے، اور غیر آباد مسجد کا احترام باقی رکھنے کے لیے اگر اس کی چہار دیواری نہ ہو تو اس کا احاطہ بنا یا جائے۔

اور جو جائیدادِ غیر منقولہ زمین وغیرہ مسجد کے لیے خریدی گئی مسجد کے غیر آباد ہونے یا ضرورتِ شدیدہ پیش آنے کے وقت اس کی بیع اہلِ محلہ کی رائے سے درست ہے۔

اور جو جائیدادِ غیر منقولہ خود وقف کرنے والے نے وقف کی ہے اس کی بیع درست نہیں ہوئی بلکہ مسجد کے غیر آباد ہونے کی صورت میں اس جائیداد کی آمدنی کو دوسری قریبی مسجد پر اہلِ محلّہ کی رائے سے صَرف کرنا درست ہے۔ (فتاوٰی محمودیہ صـ۱۹۱ جلد۶)۔

کیا متولّی مسجد میں نماز پڑھنے سے عوام کو روک سکتا ہے؟ :۔

سُوال :۔ اگر کسی مسجد میں نماز پڑھنے کی عام اجازت نہ ہو اور متولّی نمازیوں کو دیکھ کر یہ کہے کہ شہر کے اندر بہت سی مساجد ہیں یہیں کوئی ضروری ہے؟ تو کیا اس کے یہ کہنے سے اس مسجد میں نماز ہو سکتی ہے؟۔

جواب:۔ شرعی مسجد سے کسی نمازی یعنی نماز پڑھنے والے کو نماز سے روکنے کا حق کسی کو نہیں ہے، جو شخص روکتا ہے وہ غلطی پر ہے، اس کے روکنے کی وجہ سے وہ مسجد اس کی ملکیت نہیں ہو جائے گی، بلکہ اس کا رکنا غلط ہوگا، اور نماز اس مسجد میں درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۹ جلد:۱۰)

مسئلہ:۔ جب کوئی شخص اپنی زمین میں مسجد بنادے یا مسجد بنانے کے لیے زمین دیدے تو اس کو یہ حق نہیں کہ کسی بھی مسلمان کو وہاں نماز پڑھنے سے روکے، نماز پڑھنے سے روکنا بڑا ظلم ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ الخ سورہ بقرہ پارہ ۱۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۹۷ جلد:۱ وکفایت المفتی ص۱۲۱/۳)

مساجد میں نماز سے روکنا؟:۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِہَا اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَہُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْہَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ۔

آیت کا شان نزول تو مفسرین کے نزدیک ان دونوں واقعوں میں سے کوئی خاص واقعہ ہے، مگر اس کا بیان عام لفظوں میں ایک مستقل ضابطہ اور قانون کے الفاظ میں فرمایا گیا ہے تاکہ یہ حکم انھیں نصاریٰ یا مشرکین وغیرہ کے لیے مخصوص نہ سمجھا جائے بلکہ تمام اقوام عالم کے لیے عام رہے، یہی وجہ ہے کہ اس آیت میں خاص بیت المقدس کا نام لینے کے بجائے "مساجد اللہ" فرما کر تمام مساجد پر اس کے حکم کو عام کردیا گیا، اور آیت کا مضمون یہ ہوگیا، کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کسی مسجد میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے روکے، یا کوئی ایسا کام کرے جس سے مسجد ویران ہوجائے تو وہ بہت بڑا ظالم ہے، مساجد اللہ کی عظمت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ان میں جو شخص داخل ہو، ہیبت وعظمت اور خشوع وخضوع کے ساتھ داخل ہو، جیسے کسی شاہی دربار میں داخل ہوتے ہیں۔

اِس آیت سے جو چند ضروری مسائل و احکام نکلے، ان کی تفصیل یہ ہے:

اول یہ کہ دنیا کی تمام مساجد آدابِ مسجد کے لحاظ سے مساوی ہیں، جیسے بیتُ المقدس، مسجدِ حرام یا مسجدِ نبویؐ کی بے حرمتی ظلم عظیم ہے، اسی طرح دوسری تمام مساجد کے متعلق بھی یہی حکم ہے، اگرچہ ان تینوں مساجد کی خاص بزرگی و عظمت اپنی جگہ مسلّم ہے کہ مسجدِ حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر اور مسجدِ نبویؐ و نیز بیتُ المقدس میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے، ان تینوں مساجد میں نماز پڑھنے کی خاطر دُور دراز ملکوں سے سفر کر کے پہونچنا موجبِ ثواب عظیم اور باعثِ برکات ہے۔ بخلاف دوسری مساجد کے کہ ان تینوں کے علاوہ کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کو افضل جان کر اس کے لیے دُور سے سفر کر کے آنے کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ مسجد میں ذکر و نماز سے روکنے کی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ سب ناجائز و حرام ہیں، ان میں سے ایک صورت تو یہ کھلی ہوئی ہے ہی کہ کسی کو مسجد میں جانے سے یا وہاں نماز و تلاوت سے صراحۃً روکا جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ مسجد میں شور و شغب کر کے یا اس کے قرب و جوار میں باجے گاجے بجا کر لوگوں کی نماز و ذکر وغیرہ میں خلل ڈالے، یہ بھی ذکر اللہ سے روکنے میں داخل ہے۔

اسی طرح اوقاتِ نماز میں جب کہ لوگ اپنی نوافل یا تسبیح و تلاوت میں مشغول ہوں، مسجد میں کوئی بلند آواز سے تلاوت یا ذکر بالجہر کرنے لگے، تو یہ بھی نمازیوں کی نماز و تسبیح میں خلل ڈالنے اور ایک حیثیت سے ذکر اللہ کو روکنے کی صورت ہے، اسی لیے حضرات فقہاء نے اس کو بھی ناجائز قرار دیا ہے، ہاں جب مسجد عام نمازیوں سے خالی ہو، اس وقت ذکر یا تلاوتِ جہر کا مضائقہ نہیں۔

اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس وقت لوگ نماز و تسبیح وغیرہ میں مشغول ہوں مسجد میں اپنے لیے سوال کرنا یا کسی دینی کام کے لیے چندہ کرنا بھی ایسے وقت ممنوع ہے۔

تیسرا مسئلہ :- یہ معلوم ہوا کہ مسجد کی ویرانی کی جتنی بھی صورتیں ہیں سب حرام ہیں، اس میں جس طرح کھلے طور پر مسجد کو منہدم اور ویران کرنا داخل ہے، اسی طرح ایسے اسباب پیدا کرنا بھی اس میں داخل ہیں جن کی وجہ سے مسجد ویران ہو جائے، اور مسجد کی ویرانی یہ ہے کہ وہاں نماز کے لیے لوگ نہ آئیں، یا کم ہو جائیں، کیونکہ مسجد کی تعمیر و آبادی دراصل در و دیوار یا ان کے نقش و نگار سے نہیں، بلکہ ان میں اللہ کا ذکر کرنے والوں سے ہے۔ اسی لیے قرآن شریف میں ایک جگہ ارشاد ہے :-

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ۔ (سورۃ بقرہ پ۲)	یعنی اصل میں مسجد کی آبادی ان لوگوں سے ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور روزِ قیامت پر، اور نماز قائم کریں زکوٰۃ ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔

اسی لیے حدیث میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربِ قیامت میں مسلمانوں کی مسجدیں بظاہر آباد اور مزین و خوب صورت ہوں گی، مگر حقیقتاً ویران ہوں گی کہ ان میں حاضر ہونے والے نمازی کم ہو جائیں گے۔

اور اگر آیت کا شانِ نزول واقعۂ حدیبیہ اور مشرکینِ مکہ کا مسجدِ حرام سے روکنا ہے تو اسی آیت سے یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ مساجد کی ویرانی صرف یہی نہیں کہ انھیں منہدم کر دیا جائے، بلکہ مساجد جس مقصد کے لیے بنائی گئی ہیں یعنی نماز اور ذکر اللہ، جب وہ نہ رہے یا کم ہو جائے تو مساجد ویران کہلائیں گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد میں مسجدوں کے آباد کرنے کا مطلب یہی ہے کہ وہاں خشوع و خضوع کے ساتھ حاضر بھی ہوں، اور وہاں حاضر ہو کر ذکر و تلاوت میں مشغول رہیں، اب اس کے مقابلہ میں مسجد کی ویرانی یہ ہوگی کہ وہاں نمازی نہ رہیں یا کم ہو جائیں۔ (معارف القرآن ص۲۴۳ جلد اول تفسیر سورۃ بقرہ پارہ ع۱۴)۔

مسجدوں کا ایک اور نظام عید گاہ کے نام سے :-

اس ہفتہ وار اجتماع کے علاوہ سال میں دو مخصوص اجتماع اور بھی ہوا کرتے ہیں۔ ایک کو عید الفطر کہتے ہیں اور دوسرا عید اضحیٰ کے نام سے قائم ہے۔ اس کو مسجدوں سے بڑا گہرا تعلق ہے اور یہ مسجدوں کے نظام سے الگ نہیں کہا جا سکتا، عید گاہ بہت سے شرعی احکام میں مسجد کے تابع ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ عموماً یہ اجتماع مسجد میں بھی ہوتا رہتا ہے، فرق یہ ہے کہ یہ پنج وقتہ نمازوں میں داخل نہیں ہے، بلکہ علحدہ ہے اور سال میں یہ دو نمازیں روزانہ نماز سے زیادہ پڑھی جاتی ہیں۔ شریعت میں ان نمازوں کو وجوب کا درجہ حاصل ہے، اسی وجہ سے اس کے لیے نہ اذان ہوتی ہے نہ تکبیر بقیہ شرائط تقریباً وہی ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں۔

یہ اجتماع ہفتہ وار اجتماع کی نسبت سے ذرا شاندار ہوتا ہے، اس میں اہتمام کچھ زیادہ ہوتا ہے اور عموماً اس کی ادائیگی بجائے مسجد کے باہر میدان میں ہوتی ہے، ایک میں صدقۂ فطر کا حکم ہے اور دوسرے میں قربانی کا جس سے غرباء وفقراء کی تھوڑی بہت امداد ہو جاتی ہے، اور اس طرح وہ بھی اس مسرت میں برابر کے شریک ہو جاتے ہیں۔

ذخیرۂ احادیث کو سامنے رکھ کر جب غور کیجئے تو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس موقع سے جہاں اور بہت سے فائدے اور مصالح مقصود ہیں وہ شکوہ اسلام اور شوکت مسلمین کا اظہار بھی ہے اور غالباً اسی وجہ سے حکم ہے کہ ایک راستہ سے جائے اور واپسی دوسرے راستہ سے ہو، بلکہ ایک میں تو بآواز بلند تکبیر کا بھی حکم ہے۔

کتب حدیث میں یہ واقعہ بھی مندرج ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے موقع پر عورتوں کے اجتماع کا بھی حکم دیا ہے حتی کہ ان عورتوں کو بھی نکلنے کا

حکم ہے جو نماز نہیں پڑھ سکتی ہیں۔ اس کی وجہ بعض علماء یہی بتاتے ہیں کہ شروع اسلام میں اس سے بڑی حد تک اظہار شان و شکوہ تھا اور اب چونکہ یہ ضرورت اس پیمانہ پر باقی نہیں رہی اس لیے عورتوں کا اجتماع ناپسند کیا جاتا ہے۔

اجتماع عیدین کی اہمیت :-

ان اجتماع عیدین سے بھی خیر القرون میں کام لیا گیا ہے اور آج بھی ان سے کام لیا جا سکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم دین کی ان حکمتوں سے واقف نہیں اور یہ کہ اس اجتماع سے کام لینا چھوڑ دیا، آج بھی اگر ارباب فضل و کمال اس طرف توجہ دیں تو ان اجتماعات سے ایک بہت بڑی کانفرنس کا کام لیا جا سکتا ہے، دین کی باتوں کی اشاعت بسہولت ہو سکتی ہے، بہت سے ان مسلمانوں کو جو دین سے نا آشنا ہیں انھیں دین کی تعلیم دی جا سکتی ہے۔

بہرحال آج ہم اپنی غفلتوں کی وجہ سے جو بھی کریں، مگر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اجتماع دینی سے بڑا کام لیا۔ تبلیغ و اشاعت میں ان سے آپؐ کو بڑی مدد ملی ہے، جہاد جیسا اہم کام بھی اس موقع سے آپؐ نے انجام دیا ہے بلکہ حدیث میں اس کا کچھ خصوصیت سے ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں عید گاہ تشریف لاتے، سب سے پہلے نماز ادا فرماتے، پھر فارغ ہو کر لوگوں کی طرف توجہ فرماتے اور لوگ اپنی جگہ بیٹھے ہوتے، ان کو نصیحت فرماتے اور تاکیدی حکم دیتے۔ اگر لشکر اسلام کی روانگی کا ارادہ ہوتا تو اس کو روانہ فرماتے، یا کسی ضروری کام کا انجام دینا منظور ہوتا تو اس کے متعلق حکم نافذ فرماتے، پھر واپس ہوتے۔ (بخاری باب الخروج الی المصلی

ملکی اور دینی کام :-

یہ حدیث کتنی واضح ہے، الفاظ حدیث میں اس اجتماع کے مہتم بالشان ہونے پر کس قدر زور معلوم ہوتا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا عظیم الشان مصرف لیا، مجاہدین کی

روانگی کا کام کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ کاش اس سے ہم سبق حاصل کریں اور ملکی یا دینی جس طرح کا کام در پیش آئے اس سے مدد لیں، اس وجہ سے اور بھی کہ اس طرح کا اجتماع آج کل آسان کام نہیں اور غالباً اسی حکمت کے پیش نظر عید کا خطبہ نماز کے بعد رکھا گیا ہے کہ باطمینان تبلیغ و اشاعت دین کا کام انجام پا سکے، بخلاف جمعہ کے کہ وہ نسبتہً جلد جلد ہوتا ہے خطبہ نماز سے پہلے رکھا گیا ہے، بلا شبہ یہ بھی بات ہے کہ جمعہ بعد نوافل و سنن ہیں جو عید بعد نہیں ہیں۔

اشاعت و تبلیغ کا موقع:۔ آج بھی ہم اس اجتماع سے دینی اور دنیاوی فائدے حاصل کر سکتے ہیں، یہاں اشاعتِ دین کا بڑا اچھا موقع ہے۔ لوگ سب سے علحدہ ہو کر صرف دین کے لیے جمع ہوتے ہیں اور سب سے کٹ کر ایک مقصد کے لیے دور دراز سے چل کر آتے ہیں، خدا کرے مسلمانوں کی سوئی ہوئی بستی جاگے اور "نظام مساجد" کے ان اہم شعبوں پر غور و فکر کرے۔ (اسلام کا نظام مساجد، از ص۸۶ تا ص۸۸)۔

عیدگاہ اور مسجد میں فرق کیا ہے؟:۔ سوال:۔ عیدگاہ کا حکم شرعاً مسجد کی طرح ہے یا کچھ فرق ہے اور عیدگاہ کی حدود کے اندر اسکول یا دینی مدرسہ قائم کرنا کیسا ہے نیز عیدگاہ کی حدود کے اندر مویشیوں اور انسانوں کا راستہ چلنا، بچوں کا کھیل کود کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز عیدگاہ کے بالمقابل بلا حائل قبرستان ہو تو ایسی عیدگاہ میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ جواز اقتدار میں عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے، اور بقیہ احکام میں مسجد کے حکم میں نہیں بلکہ فناءِ مسجد اور مدرسہ وغیرہ کے حکم میں ہے جو چیزیں فناءِ مسجد و مدرسہ وغیرہ میں جائز ہیں، وہ عیدگاہ میں جائز ہیں، اور جو وہاں ناجائز وہ یہاں بھی ناجائز ہیں، ظاہر ہے کہ مدارس اور فناءِ مسجد مویشیوں یا عوام کے راستہ کے لیے نہیں ہوتے، پس عیدگاہ کی اس سے حفاظت چاہیئے، بچوں کا کھیل کھیلنا گنجائش رکھتا ہے، لیکن

مستقل کھیل کے لیے عید گاہ کو مقرر کرنا یا اس کو فیلڈ بنانا نہیں چاہیے۔
اگر قبریں بالکل متصل ہیں اور سجدہ کے سامنے ہیں تو وہاں نماز مکروہ تحریمی ہے اگر دائیں یا بائیں یا پیچھے ہیں تو اس ترتیب سے کراہت میں کمی ہے، اگر فاصلہ زیادہ ہے تو کراہت نہیں۔ (فتاوی محمودیہ ص۳۱۶ جلد۸، کفایت المفتی ص۱۲۹ جلد۳ واحسن الفتاوی ص۲۲۸ جلد۶)۔

مسئلہ:۔ عید گاہ میں نماز جنازہ جائز ہے۔ (کفایت المفتی ص۱۴۳ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ عید گاہ جوازِ اقتدار کے حق میں مسجد کے حکم میں ہے، بقیہ امور میں مسجد کے حکم میں نہیں، جیساکہ بحالتِ جنابت مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے، اس طرح عید گاہ میں ممنوع نہیں۔ (درمختار ص۶۸۴ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ عید گاہ میں بطورِ تشکر نماز ادا کرنے کے لیے اجتماع ہوتا ہے، لہٰذا نمازِ عید اور عید کے مختلف احکام اور مواعظ بیان کیے جائیں۔ مسلم لیگ اور کانگریس رسوم (سیاسی) کے لیے علیحدہ اجتماع کیا جائے تو بہتر ہے

مسئلہ:۔ فٹ بال کھیلنا بھی وہاں غرضِ واقف کے خلاف ہے، اس سے بھی احتراز کیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۶۱ جلد۱۰ وفتاوی رحیمیہ ص۳۵۷ جلد۶)۔

مسئلہ:۔ عید گاہ بہت سے اُمور میں مسجد کے حکم میں ہے اس لیے عید گاہ میں کھیل تماشہ اور کُشتی وغیرہ کا کرنا ورہارمونیم باجہ بجانا اور گانا یہ جملہ امور محرمہ حرام اور ناجائز ہیں۔ متولی عید گاہ ہرگز ان اُمور کی اجازت کسی کو نہیں دے سکتا اور بلا اجازت یا با اجازت متولی بھی کسی کو بھی ان امور کا ارتکاب عید گاہ میں کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص۲۱۵ جلد۵ بحوالہ درمختار ص۶۱۵ جلد اول)۔

مسجد کو عید گاہ بنانا؟:۔

سوال:۔ ایک گاؤں میں ایک مسجد تھی، محلہ والوں نے مشورہ کرکے اس کو دوسری مسجد بنائی، اب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ پہلی مسجد کی جگہ میں کچھ جگہ چاروں طرف سے ملاکر عید گاہ بنالیں، دریافت طلب بات یہ ہے کہ پہلی مسجد کی جگہ کے ساتھ

اور کچھ جگہ ملا کر عید گاہ بنائی جائے یا نہیں ؟ ۔

جواب :۔ جس مقام پر عید کی نماز جائز ہے وہاں عید کی نماز مسجد میں بھی جائز ہے اور عید گاہ میں بھی جائز ہے، لیکن اگر عذر قوی نہ ہو تو عید گاہ میں جا کر پڑھنا سنت ہے پس اگر وہ گاؤں ایسا بڑا ہے کہ جس میں جمعہ وعیدین کی نماز درست ہے یعنی اپنی آبادی اور دیگر ضروریات بازار وغیرہ کے لحاظ سے قصبہ کے مثل ہے جس کی آبادی کم از کم تین ہزار ہو تو وہاں مسجد اور عید گاہ دونوں جگہ نماز درست ہے۔ اگر وہ گاؤں ایسا نہیں بلکہ چھوٹا گاؤں ہے، تو عید کی نماز نہ مسجد میں درست ہے اور نہ عید گاہ میں ۔

مسجد کو عید گاہ بنانے کا مطلب اگر یہ کہ اس میں نمازِ پنجگانہ بھی ہوتی رہے اور وہ جگہ اس قدر وسیع ہو کہ ضرورت کے وقت عید کی نماز بھی ہو سکے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ اس وقت ہے جب کہ وہاں عید کی نماز درست ہو جاتی ہو، اور اگر یہ مطلب ہے کہ اس کو صرف عید کے لیے مخصوص کر دیا جائے اور نمازِ پنجگانہ اس سے موقوف کر دی جائے تو یہ قطعاً ناجائز ہے، خواہ وہاں عید کی نماز ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو، کیونکہ اس سے مسجد معطل ہو جائے گی ۔ (فتاوٰے محمودیہ صفحہ ۴۶۹ جلد ۲)

مسئلہ :۔ **رفعِ فساد کے لیے دوسری عید گاہ بنانا ؟** :۔ فساد و تفرقہ پیدا کرنے کے لیے دوسری عید گاہ بنانا ناجائز ہے، البتہ اگر فساد کسی وجہ سے پیدا ہو گیا اور اس کا دفعیہ بجز دوسری عید گاہ بنانے کے دشوار ہے تو دوسری عید گاہ بنانا درست ہے ۔ بہر حال جب وہ عید گاہ بن چکی اور باقاعدہ وقف کر دی گئی تو اس میں اور پہلی عید گاہ میں دونوں جگہ نماز درست ہے ۔ عید گاہ مستحق تقدیم ہے، حتے الوسع رفعِ فساد ضروری ہے ۔ (فتاوٰی محمودیہ صفحہ ۴۷۰ جلد ۲) !

مسئلہ: جب کہ ایک عیدگاہ کافی ہے تو بلا ضرورتِ شرعی دوسری عیدگاہ بنانا شریعت کی منشار کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۳۵۶ جلد۶)۔

مسئلہ: شہر وسیع ہو، دُور دور تک مسلمان آباد ہوں اور عیدگاہ تک پہونچنا دشوار ہو تو ضرورت اور دفع حرج کے پیش نظر ایک سے زائد عیدگاہیں بنانا درست ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۳۵۷ جلد۶)۔

چھوٹی بستی میں عیدگاہ بنانا؟:-

مسئلہ: جبکہ بستی اتنی چھوٹی ہے کہ وہاں نمازِ جمعہ قائم کرنے کی شرائط نہیں پائی جاتیں تو وہاں عید کی نماز بھی ادا کرنا صحیح نہیں۔ اور جب ان پر عید کی نماز نہیں ہے تو عیدگاہ بنانا بھی ضروری نہیں ہے، لہٰذا یہ (چھوٹی بستی والے) تارکِ سنت نہ ہوں گے، البتہ قصبہ میں (جہاں پر نمازِ جمعہ جائز ہے) اگر عیدگاہ نہیں ہے تو ان پر عیدگاہ بنانا ضروری ہے، نہ بنائیں گے تو تارکِ سنت ہوں گے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۳۵۶ جلد۶)۔

کیا عیدگاہ بنانا ضروری ہے؟:-

مسئلہ: آبادی سے باہر صحرا، (جنگل) میں جاکر نمازِ عید ادا کرنا افضل ہے اور سنت ہے، خواہ عیدگاہ ہو یا نہ ہو، عیدگاہ مستقل بنالینا قرینِ مصلحت ہے تاکہ کسی کو یہ اعتراض نہ ہو کہ ہماری زمین اور ہمارے کھیت میں کیوں نماز پڑھتے ہیں، نیز ممکن ہے کہ نماز کے وقت جگہ خالی نہ ملے، کھیتی کھڑی ہو، (فتاویٰ محمودیہ ص۵۳۶ جلد۱۶ وفتاویٰ رحیمیہ ص۲۷۶ جلد۱)۔

مسئلہ: نمازِ عید کے لیے (عیدگاہ کا) وقف ہونا اور لوگوں کا وہاں نماز ادا کرنا بس اتنا ہی کافی ہے، (وقف ہونے کے لیے) تحریری ثبوت لازم نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۵۳۰ جلد۱۶)۔

عیدگاہ آبادی میں ہونے کی وجہ سے فروخت کرنا؟:-

سوال: عیدگاہ آبادی

کے اندر آجانے کی وجہ سے اس کو توڑ کر آبادی کے باہر منتقل کرنا چاہتے ہیں تو کیا عیدگاہ کو توڑ کر اس کی زمین میں دوکان و مکان بنا کر فروخت کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ :-

جواب :- اگر وہ عیدگاہ وقف ہے تو اس کی زمین فروخت کرنا جائز نہیں ہے محض آبادی کے اندر آجانے کی وجہ سے اس میں کسی قسم کے تغیر کی ضرورت نہیں ہے، اس کو اپنے حال پر رکھیں۔

مسئلہ :- موجودہ عیدگاہ اگر ناکافی ہے اور آبادی سے باہر عیدگاہ بنانے کی ضرورت ہے تو دوسری عیدگاہ بنانے کی ممانعت نہیں ہے، بنالی جائے، ضعفاء اور کمزوروں، بیماروں کے لیے موجودہ عیدگاہ کو باقی رکھا جائے، پنجگانہ نماز بھی اس میں درست ہے۔

عیدگاہ کی زمین جب وقف ہے تو اس کو بیچنا جائز نہیں ہے، وقف زمین ملک سے خارج ہے۔ بیع اپنی ملک کی ہو سکتی ہے اس لیے اس کی بیع درست نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۵۳۷ جلد ۱۶)۔

رنجش کی وجہ سے دوسری عیدگاہ بنائی گئی، صلح ہونے پر اس کا حکم؟

مسئلہ :- اگر چندہ کی رقم سے زمین خریدی گئی اور وہاں عید کی نماز ادا کی گئی ہے اور اس زمین کو نماز عیدین کے لیے وقف کر دیا گیا ہے تو اب اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اب مذکورہ خرید کردہ زمین میں نماز عیدین ہی ادا کی جائے وقف کرنے سے پہلے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت تھی۔

اگر اس کو وقف نہیں کیا گیا، بلکہ وقف کرنے کا ارادہ تھا اور محض عارضی طور پر وہاں نماز ادا کر لی گئی تو پھر چندہ دینے والوں کی اجازت سے وہاں مکان، دوکان باغ لگانا، کاشت کرنا سب کچھ درست ہے بلکہ فروخت کرنا بھی درست ہے اس کی قیمت یا آمدنی کو بہتر تو یہ ہے کہ سابقہ پرانی عیدگاہ یا دیگر مساجد اور دینی

کاموں میں حسب مشورہ صَرف کریں (فتاویٰ محمودیہ ص۳۱ جلد ۱۵)۔

نام وری کے لیے عیدگاہ بنانا:۔ سوال:۔ متولی صاحب کہتے ہیں کہ عیدگاہ میں اپنے ہی پیسے سے بنواؤں گا مگر میرا نام عیدگاہ پر درج کرا دینا۔ تو عیدگاہ پر تعمیر کرانے والے کا نام درج کرانا کیسا ہے؟۔

جواب:۔ عیدگاہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے بنانا بہت ثواب کا کام ہے۔ اس پر بنانے والے کا اپنا نام درج کرانا یا اس کی پابندی لگانا شہرت اور نام وری کے لیے اس کے ثواب کو برباد کر دے گا۔ متولی صاحب کو چاہیے کہ ایسا نہ کریں اور ایسے ارادہ سے توبہ و استغفار کر کے اللہ تعالیٰ سے اخلاص کی دعا کریں، جس کام میں اخلاص نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۷۸ جلد ۱۵)۔

عیدگاہ کو قبرستان بنانا:۔ مسئلہ:۔ اگر وہ جگہ وقف ہے اور نماز عید کے لیے وقف ہے تو اس کو توڑ کر وہاں میت دفن کرنا درست نہیں ہے بلکہ اس کو عیدگاہ ہی رکھا جائے (اگرچہ وہ جگہ نماز عید کے لیے کم پڑ جاتی ہو) اور اس کے آس پاس جو قبرستان ہے وہ اگر پرانا ہو گیا، اب وہاں میت دفن نہیں کی جاتی بلکہ دوسری جگہ دفن کی جاتی ہے تو عیدگاہ کی توسیع کے لیے اس قبرستان سے جگہ لی جا سکتی ہے جبکہ قبروں میں میت مٹی بن چکی ہو ورنہ تو یہ بھی درست ہے کہ نماز عید کا دوسری جگہ انتظام کر لیا جائے اور دو جگہ نماز ہو جایا کرے (تنگی کی وجہ سے) یا پھر دوسری جگہ عیدگاہ بنائی جائے اور موجود عیدگاہ (چھوٹی) میں نماز پنجگانہ ادا کی جائے۔ الحاصل موجودہ عیدگاہ توڑ کر نماز کے علاوہ دوسرے کام میں نہ لایا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۰۱ جلد ۱۵)۔

قبرستان کی آمدنی عیدگاہ میں خرچ کرنا:۔ مسئلہ:۔ موقوفہ

قبرستان کی آمدنی کو کسی اور کام (مدرسہ وعیدگاہ) میں صرف کرنا درست نہیں ہے ہاں اگر قبرستان میں کوئی ضرو ...ت نہ ہو مثلاً حفاظت کے لیے چہار دیواری کی ضرورت نہ ہو، (حفاظت کے لیے) آدمی رکھنے کی ضرورت نہ ہو وغیرہ وغیرہ تو پھر باہمی مشورہ سے مدرسہ وعیدگاہ میں جہاں ضرورت ہو تعمیر، تنخواہ، وظیفہ، خرید کتب وغیرہ میں صرف کر سکتے ہیں تاکہ آمدنی کی رقم ضائع نہ ہو جائے اور اس پر کسی کی ملکیت نہ ہو اور غاصبانہ قبضہ نہ ہو جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۳۰۶ ج ۱۵)

ایک سے زائد جگہ عید کی نماز؟

مسئلہ:۔ نماز عید بہتر یہ ہے کہ ایک جگہ پڑھی جائے لیکن عوارض کی وجہ سے مثلاً جگہ تنگ ہو یا امامت پر جھگڑا ہوتا ہو وغیرہ وغیرہ تو ایک سے زائد جگہ پڑھنے میں بھی کچھ حرج نہیں، بلکہ اگر ایک جگہ فتنہ وفساد کا خوف ہو تو بہتر یہ ہے کہ الگ الگ پڑھی جائے تاہم تقلیل افضل واجب ہے۔ اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا گناہ ہے اس سے اجتناب اور توبہ لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۲۱۶ جلد ۶ بحوالہ درمختار صفحہ ۱۱۶ جلد ۱)۔

مسئلہ:۔ اگرچہ بوقت ضرورت ایک سے زائد جگہ بھی پڑھنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۵۴ جلد ۱۶)۔

دو منزلہ عیدگاہ:

سوال:۔ عیدگاہ آبادی میں آگئی اور نمازیوں کے لیے ناکافی ہوتی ہے۔ آبادی سے باہر دوسری عیدگاہ بنانا اولیٰ ہے یا اسی کو دوسری منزل کر دیا جائے؟

جواب:۔ عیدگاہ کو دو منزلہ بنا سکتے ہوں تو دو منزلہ بنالیں، اگر آبادی سے باہر دوسری عیدگاہ بنائیں تو موجودہ عیدگاہ کو پنجگانہ نماز کے لیے مسجد قرار دے لیں۔ اور یہ بھی کر سکتے ہیں کہ موجودہ عیدگاہ کو عیدگاہ ہی رکھیں اور اس میں معذورین نماز عید ادا کر لیا کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۲۱۶ جلد ۱۷ وامداد الاحکام صفحہ ۲۵۴ ج ۱)۔

سوال:۔ عیدگاہ میں چھت ڈالنا اور غیر آباد میں سپتال وغیرہ کی تعمیر

کیا عیدگاہ مسجد ہے۔ (۲) کیا عیدگاہ صرف اس مخصوص وقت کے لیے مسجد کے حکم میں آتی ہے جب عیدین کا اجتماع ہوتا ہے۔ (۳) عیدین کے اجتماع کے علاوہ عیدگاہ کا مقام کیا ہے اور ایسے وقت میں کیا جنگل کی تعریف میں آتی ہے جہاں پر کام کیا جا سکتا ہے؟۔

جواب:۔ نماز عیدین آبادی سے باہر جا کر کھلے میدان (غیر مسقف) میں ادا کرنا مسنون و مستحب ہے، اس میں شوکت اسلام کا اظہار زیادہ ہے دھوپ تیز ہونے سے پہلے ادا کر لی جائے۔ شدید بارش کے وقت جامع مسجد میں ادا کی جائے۔ ایسی حالت میں (یعنی شدید بارش وغیرہ میں) نماز عید الفطر دو تاریخ کو اور عید الاضحیٰ گیارہ تاریخ کو بھی درست ہے۔

عیدگاہ کو مسقف کرنا زمانہ سلف میں نہیں تھا اور اب بھی عموماً نہیں ہے، عیدگاہ کا میدان ادب و احترام کے لحاظ سے مسجد کے حکم میں نہیں ہے، اس لیے وہاں نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے۔ جو جگہ نماز عید کے لیے وقف کر دی گئی اس کو دوسرے کاموں میں استعمال کرنے کا حق نہیں رہا۔ جو جگہ مصارف عیدگاہ کے لیے وقف کر دی گئی اب اس کے مصارف تبدیل کرنے کا حق نہیں رہا۔

علاوہ ازیں دیگر اقوام پر اس کے غلط اثرات بھی پڑ سکتے ہیں کہ مسلمانوں نے اپنی عبادت گاہ کو رہائش گاہ یا دفتر یا ہسپتال یا بینک یا زچہ خانہ وغیرہ بنا لیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مذہب میں ضرورت کے وقت اس قسم کا تصرف درست ہے، پھر غیر آباد مساجد میں اس کی اجازت کیوں نہ ہوگی۔ اب تک حکومت کو بھی یہی معلوم ہے کہ عبادت خانہ کسی دوسرے کام میں نہیں آ سکتا۔ اس پر بیشمار مقدمات فیصل کیے گئے ہیں۔ اگر یہیں سے مسئولہ تصرفات کیے گئے تو یہ تمام ملک میں نظیر بنیں گے اور فتنوں کا نیا باب کھل جائے گا اور گورنمنٹ بھی سماج کی ضرورت کے پیش نظر قبضہ کرنا شروع کر دے گی اور اس کو خلاف مذہب تصور نہیں

کیا جائے گا۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۲۳ جلد ۱۸)

رہن شدہ زمین پر عیدگاہ بنانا ہے:۔

سوال:۔ اگر کسی نے وقت متعینہ کے لیے زمین فروخت کی پھر جب وقت متعینہ واپسی کا آیا تو مشتری (خریدار) نے اس پر عیدگاہ بنا دی اور بیچنے والا بار بار تقاضہ کرتا ہے کہ عیدگاہ توڑ دی جائے، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ایسی بیع شرعاً رہن کے حکم میں ہے جس سے انتفاع ناجائز ہے، اس کا وقف کرنا اور عیدگاہ وغیرہ بنا دینا بھی درست نہیں ہے بلکہ مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۰۱ جلد ۱۵ بحوالہ مجمع الانہر ص۲۳۸ جلد ۱)۔

عیدگاہ شہید کر کے اسکول بنانا ہے:۔

مسئلہ:۔ عیدگاہ کو توڑ کر اس کی جگہ اسکول بنانا ہرگز جائز نہیں، یہ غرض واقف کے خلاف ہے۔ "مشروط الواقف کنص الشارع" (درمختار)، منتظمین کو مسئلہ بتا کر روکا جائے کہ وہ ایسا نہ کریں۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۰۷ جلد ۱۵ واحسن الفتاوی ص۴۲۰ جلد ۶)۔

عیدگاہ کا تبادلہ کرنا ہے:۔

سوال:۔ پرانی عیدگاہ سے کچھ فاصلہ پر دوسری زمین جو قبضہ میں آگئی ہے بدلہ میں مفت مل رہی ہے۔ اگر جدید عیدگاہ کو بنایا جائے تو ہر طرح کی سہولت اور وسعت وغیرہ ہے، تو کیا تبادلہ اراضی قدیم و جدید صحیح ہے؟۔

جواب:۔ اگر سابق عیدگاہ وقف ہے تو اس کے تبادلہ کی اجازت نہیں، اگر نماز عیدین ادا کرنے کے لیے دوسری وسیع جگہ عیدگاہ بنالی جائے تو یہ سابق عیدگاہ بھی وقف رہے گی، اس میں باغ لگا کر جدید عیدگاہ کی ضرورت میں اس کی آمدنی صرف کی جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۲۴ جلد ۱۵)۔

(یا کمزور، بیمار اور ضعفاء کے لیے چھوٹی عیدگاہ نماز کے لیے رکھی جائے یا پنجگانہ نمازوں کے لیے مسجد بنا دی جائے، اگر اس کی ضرورت نہ ہو

تو باغ وغیرہ لگا کر اس کی آمدنی جدید عیدگاہ میں صرف کی جائے۔ رفعت)

نمازِ عید کا عیدگاہ میں سنّت ہونا :-

مسئلہ :- عیدگاہ جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے تکبیر پڑھنا مستحب ہے، عیدگاہ میں پہونچ کر تکبیر موقوف کردینی چاہیئے، اگر عیدگاہ میں تکبیر آہستہ کہے تو گنجائش ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۱۶۳ جلد۱۰ بحوالہ مراقی الفلاح ص۱۰۶ جلد۱)

مسئلہ :- عیدگاہ میں جاکر نمازِ عید ادا کرنا مندوب ہے، اگرچہ جامع مسجد میں وسعت ہو۔ (طحطاوی ص۲۹)۔

مسئلہ :- اگر عیدگاہ میں جاکر لوگ نماز ادا کرلیں اور کچھ لوگ شہر کی جامع مسجد میں پڑھ لیں تب بھی مستحق ملامت نہیں ہیں۔ سب لوگ اگر مسجد ہی میں پڑھیں تو خلافِ مندوب ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۵۳۵ جلد۱۶)۔

مسئلہ :- عیدین کی نمازیں عیدگاہ میں ادا کرنا سنّتِ مؤکدہ متوارثہ ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبوی کی فضیلت کے باوجود علیٰ سبیل المواظبۃ برسبیل عبادت عیدین کی نماز عیدگاہ میں ادا فرماتے رہے، صرف ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے آپ نے مسجد میں پڑھی ہے،

نیز عیدین کے لیے عیدگاہ جانا سنت ہے، بلا عذر اس کا تارک لائقِ ملامت اور مستحقِ عتاب ہے اور ترک کرنے کا عادی گنہگار ہوتا ہے، درمختار میں ہے کہ مکروہ تحریمی کے ارتکاب سے آدمی گنہگار ہوتا ہے جس طرح ترکِ واجب سے گنہگار ہوتا ہے اور سنتِ مؤکدہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (شامی ص۲۹۵ جلد۵)۔

مسئلہ :- شہر سے عیدگاہ دور ہونے کی وجہ سے ضعیفوں اور بیماروں کو تکلیف ہوتی ہو تو ان کے لیے مسجد میں عیدین کی نماز کا انتظام کرنے کی اجازت فقہاء کرامؒ نے دی ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۱۶۴ جلد۱۰ و فتاوی رحیمیہ ص۳۵۴ جلد۶ و کفایت المفتی ص۲۴۹ جلد۳)

عید گاہ کو مسجد بنانا؟:- مسئلہ:- ہر شہر سے متعلق آبادی کے باہر (فنائے شہر میں) عید گاہ ہونا ضروری ہے کہ عید کی نماز عید گاہ میں ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے، اس لیے عید گاہ کو قائم اور باقی رکھتے ہوئے کسی اور جگہ مسجد بنائی جائے۔

اگر عید گاہ آبادی کے اندر آگئی ہو تو پوری جماعت متفقہ طور پر عید گاہ کو مسجد بنانے کی نیت کرلیں تو مسجد شرعی بن جائے گی مگر عید گاہ بنانے کی ذمہ داری باقی رہے گی، بانی سے مراد وہ شخص ہے جس نے مسجد کے لیے زمین وقف کی ہو؛ اور اگر چند اشخاص چندہ کرکے زمین خریدیں اور وقف کرکے مسجد بنالیں تو پوری جماعت کی نیت کا اعتبار ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ صـ۸۳ جلد۶)۔

مسجد کا فرش و منبر عید گاہ میں لے جانا؟:- مسئلہ:- مسجد کا فرش عید گاہ میں لیجانا درست نہیں ہے۔ ہاں ایک روایت میں منبر کا لے جانا جائز ہے۔ اور دوسری میں مکروہ ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ ممبر بھی نہ لے جائیں۔ (امداد الاحکام صـ۴۶۲ ج۱)

مسئلہ:- جب عید گاہ میں صفیں اس نیت سے دی جائیں کہ عیدین کے موقع پر عید گاہ میں استعمال ہوں اور بقیہ دنوں میں مسجد میں تو مضائقہ نہیں، اسی طرح مسجد میں دیتے وقت یہ کہا جائے کہ عید کے موقع پر عید گاہ میں استعمال کی جائے تب بھی حرج نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ صـ۱۱ جلد۶)۔

(اگر صفیں دیتے وقت کوئی قید نہیں لگائی تو جس جگہ کے لیے دیں وہاں پر ہی استعمال کریں۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ:- عید گاہ میں آواز ملا کر زور سے تکبیر کہنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم صـ۲۱۷ جلد۵)۔

(بعض جگہ عید گاہ میں سب لوگ مل کر زور زور سے تکبیرات پڑھتے ہیں جماعت ہونے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، یہ غلط ہے، اگر پڑھنی ہے تو خود۔ منہ

پڑھیے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ: سیلاب کی وجہ سے عیدگاہ کے معدوم ہوجانے کا یقین ہے تو مسلمانوں کے لیے گنجائش ہے کہ اس کا تمام سامان منتقل کرکے دوسری جگہ عیدگاہ تعمیر کرلیں لیکن یہ پہلی عیدگاہ بھی اگر بچ گئی تو بدستور وقف رہے گی، اس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۲۴ جلد ۵ بحوالہ ردالمحتار ص۱۲ جلد ۳)۔

مسئلہ: عیدین کی نماز مسجد میں ہوجاتی ہے مگر عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے۔ عیدگاہ میں بلا عذر نماز عیدین نہ پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۲۹ ج ۵)

مسئلہ: عیدین کی نماز جامع مسجد میں بھی ادا کرنا درست ہے لیکن مسنون و افضل صحرا (جنگل) میں ادا کرنا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۲۹ جلد ۵)۔

احتجاجاً عیدگاہ میں نماز نہ پڑھنا؟:-

سوال: حکومت یا غیر مسلموں کے نازیبا رویے کی مذمت میں احتجاجاً عیدگاہ میں نماز نہ پڑھنے کی کیا گنجائش ہے؟

جواب: کوئی خطرہ لاحق ہو، یا یہ اندیشہ ہو کہ عیدگاہ میں نماز پڑھنے پر خواتین، بچوں، بیماروں اور ضعیفوں کو پریشانی ہوگی تو عیدگاہ چھوڑنا درست ہے محض احتجاجاً عیدگاہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے، احتجاج کے لیے دوسرے جائز اور مناسب طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں، نیز اظہارِ ناراضگی کے لیے دوسری جائز صورت اختیار کی جاسکتی ہے، سیاہ پٹی لگا کر نماز پڑھنے میں تشبہ لازم آئے گا، یہ غیروں کا شعار ہے (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۵۷ جلد ۶)۔

(سیاہ پٹی نماز میں تو اتار دیں، پہلے یا بعد میں باندھ لیں، کیونکہ آج کل بغیر احتجاج کے کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ: جہاں اجازت کی ضرورت معلوم ہو وہاں اجازت کے بغیر نماز پڑھنا مکروہ ہوگا اور جس جگہ (زمین) کے متعلق یہ معلوم ہو کہ یہ ناراض نہ ہوں گے بلکہ خوش ہوں گے تو وہاں اجازت کے بغیر بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۵۷ جلد ۶)

عیدگاہ کی زمین میں مدرسہ بنانا؟:- سوال :- عیدگاہ کی زمین دو تین بیگہ پڑی ہے جس کو لوگ استعمال کرتے ہیں کیا اس زمین میں دینی مدرسہ بنا سکتے ہیں؟۔

جواب :- اگر وہ زمین عیدگاہ کی ہے اور عیدگاہ میں داخل کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو وہاں دینی مدرسہ بنا دیں مگر زمین کا کرایہ عیدگاہ کے لیے تجویز کر دیں۔ زمین عیدگاہ کی رہے گی جس کا کرایہ مدرسہ دیتا رہے گا اور عمارت مدرسہ کی رہے گی۔ (فتاوی محمودیہ ص۵۴ جلد۱۴ و احسن الفتاوی ص۴۳۳ جلد۶)

مسئلہ :- وقف مسجد سے حاصل شدہ روپیہ سے عیدگاہ بنانا، اور وقف عیدگاہ سے حاصل شدہ روپیہ سے مسجد بنانا درست نہیں۔ نیز عیدگاہ اور مسجد کا روپیہ قرض دینا جائز نہیں ہے، وہ امانت ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۱۳۹ جلد۱۰)

پرانی عیدگاہ پر مدرسہ بنانا؟:- سوال :- نئی عیدگاہ بننے کے بعد پرانی عیدگاہ بالکل ویران ہے تو کیا اس کو مفت یا قیمتاً خرید کر مدرسہ میں داخل کرنا جائز ہے؟

جواب :- اس میں اختلاف ہے کہ عیدگاہ بحکم مسجد ہے یا نہیں، ایسی ضرورت کے موقع پر قول ثانی انسب ہے اور وقف غیر مسجد کا بصورت تعطل استبدال قاضی کی اجازت سے جائز ہے۔

تحقیق مذکور کے مطابق معطل عیدگاہ کی جگہ مدرسہ بنانے کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس عیدگاہ کے عوض اس کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ قیمتی زمین کسی قریب تر شہر میں عیدگاہ کے لیے وقف کی جائے۔ اور یہ بدلنا قاضی کی اجازت سے ہو، اگر قاضی نہ ہو تو باتفاق جماعت مسلمین۔ (احسن الفتاوی ص۴۶ جلد۶)۔

عیدگاہ میں دوبارہ جماعت کرنا؟:- مسئلہ :- عیدگاہ میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے، جن کی نماز عید فوت ہوئی ہو وہ اس مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کریں جہاں

نمازِ عید ادا نہ کی گئی ہو۔

مسئلہ:۔ نمازِ عید الفطر و عید الاضحیٰ کے لیے عید گاہ میں جانا سنت ہدیٰ اور سنت مؤکدہ ہے، بلا عذر نہ جانے والا تارکِ سنت، قابلِ ملامت والائق عتاب ہے اور عادی اس کا گنہگار ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۷۷ جلد ا بحوالہ طحطاوی ص۲۶۰ جلد و کبیری ص۵۲۹ وشامی ص۲۹۵ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ شہر سے عید گاہ دور ہونے کی وجہ سے ضعیفوں اور بیماروں کو تکلیف ہوتی ہو تو ان کے لیے مسجد میں فقہاء نے انتظام کرنے کی عیدین کی نماز کے لیے اجازت دی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۷۶ جلد ا)۔

مسئلہ:۔ عید گاہ میں امام صاحب کے لیے چندہ کرنا؟:۔

عید کے موقع پر امام صاحب کو چندہ کر کے دے دینا بھی درست ہے اور اس مقصد کے لیے عید گاہ میں چندہ کرنا بھی درست ہے، مگر خطبہ کے وقت چندہ نہ کیا جائے، خطبہ سننا واجب ہے اس میں خلل نہ آئے۔

مسجد میں مسجد و مدرسہ یا اور دینی ضرورت کے لیے چندہ کرنا درست ہے۔ کسی کی نماز میں تشویش نہ ہو، اس کا لحاظ ضروری ہے، نیز شور و شغب سے پرہیز لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۵۲۸ جلد ۱۶ وفتاوےٰ رحیمیہ ص۹۸ جلد ۵)۔

مسئلہ:۔ دورانِ خطبہ لوگ خطیب کو روپیہ دینے کے لیے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ اُٹھ کر جاتے ہیں اور خطیب کے لیے کچھ لوگ روپیہ لینے کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دورانِ خطبہ اس قسم کے کاموں کی اجازت نہیں، ادب کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ کر خطبہ سننا لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۵۳ جلد ۱۲)۔

مسئلہ: عید گاہ کے درخت کٹوا کر مسجد میں صرف کرنا؟:۔

جو باغ عید گاہ کے لیے وقف ہے اس کے درخت نہ کٹوائے جائیں، البتہ جو درخت خشک ہو گئے

اور ان سے کوئی نفع نہیں، ان کو کٹوا کر عیدگاہ کے لیے عمارت میں صرف کر دیا جائے، اگر عیدگاہ میں ضرورت نہ ہو، اور نہ آئندہ ضرورت کی اُمید ہو تو پھر وہاں کی مسجد کی تعمیر میں صرف کی اجازت ہے اور جس قدر ضرورت ہو وہ چندہ سے پوری کرلی جائے۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۴۷ جلد۱۵)۔

(وقف کرنے والے نے جو وقف جس مقصد کے لیے کیا ہے اس میں ہی صرف کیا جائے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

عیدگاہ میں نمازیوں کا انتظار کرنا:- (۱) نمازِ عید کا وقت ایسا ہونا چاہیے کہ نمازِ فجر سے فارغ ہو کر بطریق مسنون لوگ تیاری کر کے عیدگاہ پہونچ جائیں۔

(۲) عید کے موقع پر کچھ لوگوں کا پیچھے رہ جانا متوقع ہے۔ لہٰذا امام اور حاضرین کو چاہیے کہ عجلت نہ کریں، وقتِ مقررہ کے بعد بھی پانچ سات منٹ ٹھہر کر نماز شروع کی جائے۔

حاضرین کو ایسے موقع پر ذرا ضبط اور صبر سے کام لینا چاہیے۔ امام صاحب کو مشورہ دے سکتے ہیں لیکن نماز شروع کرنے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ اور امام کی بھی ذمہ داری ہے کہ حاضرین کی تکلیف کا خیال کرتے ہوئے پیچھے رہ جانے والوں کی رعایت کرے اور قراءت، خطبہ میں اختصار کر کے تلافی مافات کرے۔ سال میں دو موقعے آتے ہیں کہ بے نمازی بھی اس میں شرکت کرتے ہیں۔ ضعیف، بیمار اور معذورین بھی ہوتے ہیں، نماز فوت ہوگی تو بڑی برکتوں سے محروم رہیں گے، لہٰذا قدرے انتظار کیا جائے۔ البتہ جو آخری وقت میں آنے کے عادی ہیں ان کو حاضرین کی تکلیف کا احساس نہیں ہے اور اپنی نماز کی بھی فکر نہیں ہے، اس طرح اپنا انتظار کراتے ہیں۔ ایسے غافل، کاہل اور سُست لوگوں کا انتظار کرنا، ان کی عادت کو بگاڑتا ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ص۲۴۷ جلد۳)۔

عیدگاہ سے متعلق مسائل:- مسئلہ:- شریعت میں عیدگاہ

کے لیے تخصیص کسی جانب کی نہیں ہے، بلکہ مسنون صرف یہ ہے کہ شہر سے باہر جاکر نمازِ عیدین ادا کی جائے، اس میں کچھ حرج نہیں کہ عیدگاہ بنائی جائے۔ (غرض یہ کہ) عیدگاہ کے لیے کوئی جانب (دائیں، بائیں یا کسی اور جانب) شہر کی مقرر نہیں ہے، جس طرف سہولت ہو اور موقع ہو اسی طرف عیدگاہ بنائی جائے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۳ و ص۲۳۳ جلد۵ بحوالہ مشکوٰۃ شریف باب العیدین ص۱۲۵ جلد۱)۔

مسئلہ: جس جگہ عیدگاہ میں حرام پیسہ لگا ہو، اس میں (نماز پڑھنا) مکروہ ہے، اس سے بہتر ہے کہ میدان میں نماز پڑھے۔ (عزیز الفتاویٰ ص۵۷۹ جلد۱)۔

مسئلہ:۔ عیدگاہ کی زمین فروخت نہیں کی جاسکتی ہے، عیدگاہ وقف ہوتی ہے اور مسجد کے حکم میں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۱۴ جلد۵ بحوالہ ردالمحتار کتاب الوقف ص۵۰۰ جلد۱)۔

مسئلہ:۔ عیدگاہ وقف ہے، اس میں کوئی تصرف تعمیرِ مکان وغیرہ درست نہیں، البتہ اگر نمازیوں کے آرام کے لیے دھوپ اور بارش سے بچنے کے لیے کوئی حصہ مسقف (پاٹ) کردیا جائے، مسجد کی طرح، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۱۴ جلد۵)۔

مسئلہ:۔ ایک شہر میں دو عیدگاہ ہونے میں اور دو جگہ نمازِ عیدین ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۰۹ جلد۵ بحوالہ ردالمحتار ص۷۸۳ جلد۱)

مسئلہ:۔ عیدین مختلف مسجدوں میں پڑھ سکتے ہیں، کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ جس بستی میں ایک جگہ جمعہ وعیدین جائز ہیں وہاں چند جگہ بھی جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ ایک جگہ جمعہ وعیدین پڑھیں اور عید کی نماز باہر صحرا (جنگل) میں پڑھنا مسنون ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۲۸)۔

(مطلب یہ ہے کہ چند جگہ بھی جائز ہے، اگر ضرورت ہو کہ جگہ کی تنگی یا دوری کی وجہ سے یا فسادات وغیرہ کی وجہ سے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ:۔ اگر عیدگاہ میں امام بدعتی ہے، دوسری جگہ صحرا میں اس سنت کو ادا

کریں ۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۹ جلد ۵ بحوالہ در مختار ص ۱۱۱۴ جلد ۱)۔

مسئلہ: مشترکہ زمین پر بغیر مالکوں کی رضامندی کے عیدگاہ بنانا جائز نہیں اور قریۂ صغیرہ (جہاں پر نمازِ جمعہ جائز نہ ہو) میں عید کی نماز پڑھنا اور وہاں پر عیدگاہ بنانا ناجائز ہے اور نہ عیدگاہ بنانے کی قریۂ صغیرہ میں ضرورت ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ص ۵۷۹ جلد ۱)۔

مسئلہ: جو نشہ کی حالت میں عیدگاہ میں آئے اور لوگوں کو بدبو کی وجہ سے تکلیف ہو، اگر لوگ اس کو نکال دیں تو یہ نکالنا شرعاً جائز ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ص ۳۰۰ جلد ۱)۔

مسئلہ: عیدگاہ میں نمازِ جنازہ پڑھنی جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۷۵ ج ۲)

مسئلہ: وہ جگہ جو نمازِ جنازہ اور عید کے لیے بنائی گئی ہے وہ صرف اقتدار کے جائز ہونے کے اندر مسجد کے حکم میں ہے اگرچہ اس کی صفوں میں دوری واقع ہو یہ لوگوں کی آسانی کے لیے کیا گیا، اقتدار کے سوا اور کسی حکم میں مسجد نہیں ہے، اسی پر فتویٰ بھی ہے (گویہ جگہ مسجد نہیں ہے مگر چونکہ ایک خاص کام کے لیے ہے اور وہ نماز ہی ہے، اس لیے اُسے پاک و صاف رکھنا ضروری ہے) مگر اس عیدگاہ اور نمازِ جنازہ پڑھانے والی جگہ میں ناپاک اور حائضہ کا داخل ہونا جائز ہوگا۔ (در مختار ص ۶۰۰ جلد ۱)۔

(بعض امور مثلاً وقف وغیرہ میں مسجد کے حکم میں ہے۔ محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ: عیدگاہ میں جا کر اس طور پر تکبیر کہنا کہ اول ایک شخص تکبیر کہے، اس کے بعد اور لوگ آواز ملا کر متفقہ طور پر تکبیر کہیں، اسی طرح نماز تک یہ سلسلہ جاری رکھیں یہ جائز نہیں ہے اور اس میں کراہت ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۱۷ ج ۵)

اور مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۰ جلد اول پر حدیث سے بھی اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے کہ عیدین کے دن عیدگاہ میں کوئی آواز اور تکبیر وغیرہ لوگوں کو بلانے کی غرض سے نہ کہی جائے۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ :۔ غیر قصابان کی نماز عیدین اس عیدگاہ میں درست ہے جو قصّابان نے بنائی ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم صـ۲۰۸ جلد ۵)۔

مسئلہ :۔ عورتوں کا عیدگاہ جانا اس زمانہ میں بلکہ بہت پہلے عورتوں کا جماعت میں شرکت کے لیے مسجد و عیدگاہ میں جانا ممنوع و مکروہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ہی یہ ممنوع ہوچکا تھا۔ (الدرالمختار صـ۸۳ جلد۱)۔

(تفصیلی حکم ملاحظہ ہو مکمل و مدلل مسائل نماز جمعہ صـ۱۲۷ تا صـ۱۳۰)۔

مسئلہ :۔ (۱) جب کہ ایک عیدگاہ کافی ہو تو بلا ضرورت شرعی دوسری عیدگاہ بنانا شریعت کی منشاء کے خلاف ہے۔

(۲) جب بستی اتنی چھوٹی ہو کہ وہاں جمعہ قائم کرنے کی شرائط نہیں پائی جائیں تو وہاں عید کی نماز بھی ادا کرنا صحیح نہیں۔ جب ان پر عیدین کی نماز نہیں ہے تو عیدگاہ بنانا بھی ضروری نہیں ہے، لہٰذا یہ تارکِ سنت نہ ہوں گے، البتہ اگر قصبہ ہیں (جہاں پر نماز جمعہ جائز ہے) عیدگاہ نہ ہو تو ان پر عیدگاہ بنانا ضروری ہے، نہ بنائیں گے تو تارکِ سنت ہوں گے۔

(۳) اگر کوئی خطرہ لاحق ہو یا اندیشہ ہو کہ عیدگاہ میں نماز پڑھنے پر خواتین اور بچوں کو، بیماروں اور ضعیفوں کو پریشانی ہوگی تو عیدگاہ چھوڑنا درست ہے، محض احتجاجاً عیدگاہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے، احتجاج کے لیے دوسرے جائز اور مناسب طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔

(۴) شہر وسیع ہو اور دُور دُور تک مسلمان آباد ہوں اور عیدگاہ تک پہونچنا دشوار ہو تو ضرورت اور دفع حرج کے پیشِ نظر ایک سے زائد عیدگاہ بنانا درست ہے

(۵) عذر کی وجہ سے اصل عیدگاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ عید کی نماز ادا کرنے میں واقعی مجبوری ہو تو انشاء اللہ سنت کا ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ صـ۳۵۸ جلد۶)

مسئلہ :۔ دیہاتوں میں (جہاں پر نماز جمعہ جائز نہ ہو) عید کی نماز مکروہ تحریمی ہے کیونکہ عیدین کی نماز پڑھنا ایسی نمازوں میں مشغول ہونا ہے جو دیہات میں نا درست

نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عیدین کی نماز کے لیے شہر ہونا شرط ہے، دیہات (چھوٹے گاؤں قریہ) میں درست نہیں ہے۔ (درمختار ص۷۸۵ جلد۱)۔

مسئلہ:- جو عیدگاہ آبادی کے بڑھ جانے سے آبادی کے اندر آگئی، وہ صحرا کے حکم میں نہیں رہی۔ (فتاوی دارالعلوم ص۱۹۵ جلد۵ بحوالہ غنیۃ المستملی باب العیدین)۔

مسئلہ:- عیدگاہ بہت سے امور میں مسجد کے حکم میں ہے، اس لیے عیدگاہ میں کھیل تماشہ اور کشتی وغیرہ کا کرنا اور ہارمونیم باجہ بجانا، یہ جملہ امور محرمہ حرام اور ناجائز ہیں۔ متولی عیدگاہ ہرگز ان امور کی اجازت کسی کو نہیں دے سکتا۔ اور بغیر اجازت یا باجازت متولی بھی کسی کو ارتکاب ان امور کا کرنا عیدگاہ میں درست نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ص۲۱۵ جلد۵ بحوالہ شامی احکام المسجد ص۶۱۵ جلد۱)۔

مسئلہ:- قبرستان میں جو عیدگاہ بنی ہو، اس میں نماز جائز ہے۔ (فتاوے دارالعلوم ص۲۲۴ جلد۵ بحوالہ ردالمحتار ص۲۵۳ جلد۱)۔

مسئلہ:- حنفیہ کے نزدیک اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے قبر ہو تو نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔ (قبر کے سامنے ہونے کا یہ مطلب ہے کہ خشوع کے ساتھ نظریں جھکائے ہوئے) نماز پڑھنے کی حالت میں نظر قبر پر پڑتی ہو۔ اگر قبر پیچھے کی جانب یا اوپر ہو، یا جہاں نماز پڑھی جا رہی ہے، اس کے نیچے ہو تو اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ کراہت نہیں ہے۔

واضح رہے کہ کراہت [illegible] ہے جب کہ قبرستان میں نماز کے لیے کوئی مخصوص جگہ ایسی نہ مہیا ہو جو نجاست اور گندگی سے پاک [illegible] مکروہ نہیں ہے، لیکن انبیاء علیہم السلام کے مقبرے اس سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ وہاں پر قبر سامنے ہو تو تب بھی نماز مکروہ نہیں ہے۔ (کتاب الفقہ ص۴۴۱ جلد۱)۔

مسئلہ:- عیدگاہ میں فاصلہ اگر دو صفوں کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اقتدار جائز ہوگی۔ (عالمگیری ص۶۲ جلد۱)۔

مسئلہ:- عید کی نماز کے بعد اسی عیدگاہ میں زوال کے بعد نماز جمعہ ادا کرنا درست

ہے اور نماز ہو جاتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ حسب معمول نمازِ جمعہ جامع مسجد میں ادا کی جائے کیونکہ عیدگاہ میں جاکر عیدین کی نماز پڑھنا اور اس کا مستحب ہونا خاص عیدین کے لیے ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ص۲۵ جلد ۳)۔

مسئلہ:۔ جامع مسجد کا فرش، چٹائی وغیرہ عیدگاہ میں بچھانا درست نہیں ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ص۲۹۵ جلد ۱)۔

مسئلہ:۔ جو جگہ نمازِ عیدین کے لیے وقف ہے جو کہ عیدگاہ کے نام سے موسوم ہے اس میں تصرفات کرنا، تعمیر مدرسہ و کتب خانہ وغیرہ اور کھیل کود ورزش وغیرہ اور مجلسِ خورد و نوش اس کو قرار دینا جائز نہیں ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ص۴۹۱ جلد ۱)۔

مسئلہ:۔ بلا ضرورت محض ذاتی رنجشوں کی بنا پر دوسری عیدگاہ بنانا فضول خرچی اور تفرقہ کی بنیاد ڈالنا ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ص۴۰۸ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ شہر، قصبہ اور وہ بڑا گاؤں جو مثل قصبہ کے ہو، اور وہاں نمازِ جمعہ و عیدین وغیرہ پڑھنے کی علماء نے اجازت دی ہو وہاں آبادی سے باہر جنگل میں عیدگاہ بنانا ضروری ہے۔ لہٰذا جس طرح ہو جلد سے جلد عیدگاہ بنالیں اور جب تک عیدگاہ بنے اس وقت تک کے لیے آبادی سے باہر کوئی جگہ تجویز کرلیں۔ تمام مسلمان اسی میں نماز پڑھیں اور اجرِ عظیم کے حقدار بنیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۶ جلد ۳)۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ هٰذَا الْعَمَلَ وَجَنِّبْنِیْ فِیْهِ عَنِ الْخَطَاِ وَالنِّسْیَانِ وَاجْعَلْهُ ذَرِیْعَةً لِّلْفَلَاحِ وَالنَّجَاحِ فِی الدُّنْیَا وَوَسِیْلَةً لِّلنَّجَاةِ فِی الْاٰخِرَةِ۔

محمد رفعت قاسمی مدرس، دارالعلوم دیوبند

۵ رشوال ۱۴۲۱ھ یکم جنوری ۲۰۰۱ء

ماخذ و مراجع کتاب

نام کتاب	مصنف و مؤلف	مطبع
معارف القرآن	مفتی محمد شفیع صاحب رح مفتی اعظم پاکستان	ربانی بک ڈپو دیوبند
معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہم	الفرقان بکڈپو ۳۱ نیا گاؤں لکھنؤ
فتاویٰ دارالعلوم	مفتی عزیز الرحمن صاحب سابق مفتی اعظم دیوبند	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
فتاویٰ رحیمیہ	مولانا سید عبدالرحیم صاحب مدظلہم	مکتبہ فتحی اسٹیٹ راندیر سورت
فتاویٰ محمودیہ	مفتی محمود صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند	مکتبہ محمودیہ جامع مسجد شہر میرٹھ
فتاویٰ عالمگیری	علماء وقت عہد اورنگ زیب رح	شمس پبلشرز دیوبند
کفایت المفتی	مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رح	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
علم الفقہ	مولانا عبدالشکور صاحب رح لکھنوی	″ ″ ″ ″
عزیز الفتاویٰ	مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب	″ ″ ″ ″
امداد المفتین	مفتی محمد شفیع صاحب رح مفتی اعظم پاکستان	″ ″ ″ ″
امداد الفتاویٰ	مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
فتاویٰ رشیدیہ کامل	مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ	علامہ عبدالرحمن الجزری رح	اوقاف پنجاب لاہور پاکستان
جواہر الفقہ	مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان	عارف کمپنی دیوبند
دُرِّ مختار	علامہ ابن عابدین رح	پاکستانی
بہشتی زیور	مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح	مکتبہ تھانوی دیوبند
معارف مدنیہ	افادات مولانا حسین احمد صاحب مدنی رح	مدرسہ امداد الاسلام صدر بازار میرٹھ
الترغیب والترہیب	مولانا زکی الدین عبدالعظیم المنذری	ندوۃ المصنفین دہلی

نام کتاب	مصنف و مؤلف	مطبع
احسن الفتاوی	فقیہ العصر مفتی رشید احمد صاحب	سعید کمپنی کراچی (پاکستان)
نظام الفتاوی	حضرت مولانا نظام الدین صاحب صدر مفتی دار العلوم دیوبند	اسلامی فقہ اکیڈمی دہلی
فتاوی محمدیہ	مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
الجواب المتین	" " " "	" " "
رکن دین	مولانا رکن الدین علیہ الرحمہ	اشاعت الاسلام دہلی
اسرار شریعت	مولانا محمد فضل صاحب "	پنجاب پاکستان
کیمیائے سعادت	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ	ادارہ رشیدیہ دیوبند
غنیۃ الطالبین	شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ	مسلم اکیڈمی سہارنپور
اشرف الجواب	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ	اشرف المواعظ دیوبند
المصالح العقلیہ	" " " "	" " "
اغلاط العوام	" " " "	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
فضائلِ نماز	حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث سہارنپوری	دار الاشاعت دہلی
نماز مسنون	مولانا صوفی عبد الحمید صاحب	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی
مظاہر حق جدید	نواب قطب الدین خاں علیہ الرحمہ	
آپ کے مسائل اور ان کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
امداد الاحکام	مرتبہ مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ و مولانا عبد الکریم صاحب	مکتبہ دار العلوم کراچی
حجۃ اللہ البالغہ	شیخ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ	دار الکتاب دیوبند